237

Dīwān-i-Nāsikh.

(Poetry in Hindustani).

الله المستعان

237

دیوان ناسخ

مملوکہ خواجہ محمد دارا علیخان مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقرار نبوت میں ہے اقرار خدا کا — انکار امامت میں ہے انکار خدا کا

دونوں کے کنعان میں خریدار ہے عالم — ہے کرم ایزدی کے یوں میں بازار خدا کا

معدوم ہیں کونین یہ دو بھائی نہ ہوتے — یہی ہے ازل سے کہیں اقرار خدا کا

عجاز سے

یا برہان الٰہی ہے محمد — تلوار سے حیدر رہے مددگار خدا کا

دونوں کی زیارت جسے ہو جائے میسر — ہرگز نہ ہو پھر طالب دیدار خدا کا

خسرو بھی میں ہے عاشق اللہ محمد — بندہ ہے علی پر ہے خریدار خدا کا

ان دونوں کو بس ایک کہو ایک ہے جانو — لازم ہے توحید ہو طلبگار خدا کا

ہم نرم الٰہی ہے اگر احمد مختار — ہمنام ہوا حیدر کرار خدا کا

ہیں احمد و حیدر کی وہ منکر تو عجب کیا — کرتے ہیں جو قلب سے اقرار خدا کا

گرایہ کرم احمد مختار ہے لاریب — یہ تیغ ہے علی برق شرربار خدا کا

کرتے ہیں یاد احمد و حیدر کو جو اغیار — لیتے ہوں نام لیا کرتے ہیں سو بار خدا کا

لیکن یو ہین سب احمد و حیدر کی سفر مین جسطرح کسی کو نہین انکار خدا کا

محشر مین کہی کا یہی کہ بچالو یا احمد و حیدر ہون گنہگار خدا کا

خوب موزون ہمیشی صفت قد بالا ہو گیا عالم بالا تلک بنا بول بالا ہو گیا

باعث رہ ہوئی فرقت مین تجکو بیکسی سا قیا انسکو بسی مسکا سنبھالا ہو گیا

اوس پری کی سرد مہری نی زوال آیا تجھے اشک جو ٹپکا بری آنکھونسی ژالا ہو گیا

میکشی مین وو نی رووی مین ہوائی یار گور نشہ لی ڈورو کی جا آنکھو منین جالا ہو گیا

تیرا مالا ہونو تو لیکا قتل کرنا ہی تجھی ای پری مالا سر و ہی کا بہ مالا ہو گیا

داغ حسرت کسنی تیری عہد مین پایا نہین باغ مین آکی جو گل تہا اب وو لالا ہو گیا

دیکھ لیکر وو ریسہ کرامین یہ سمجھا ہو اونمین دہوپ کی شدت سیتی وو لگا رنگ کالا

غم ہوا اس وو ہجر تجکہ وو عشق کی حالت تلک جو ہرن تہا خشک ہو کر دک جالا ہو گیا

خوش ہوا ہو لی ہی کر ول غم وو مین اکیا قہقہہ ہو منتون تلک سنجالہ نالا ہو گیا

محتسب سجا سکا کچھ بھی نہ سکو کو ضرر شیشہ می توٹ کر ساقی پیالا ہو

وصف جو اوس ماہ تابان کی کئی ہی رقم تک قلم اشعار کی حرفون یہ ہالا ہو

جنکہ وو دوش احمد مختار پر رکہا قدم حیدر کرار کا رتبہ وو بالا ہو گیا

کل تلک بی صرفہ یا مستح غم یہ تجکم لیا یا گیا آج وہ جو و نور کی ہو نعمہ کا نوالا ہو گیا

مرتبہ کم حرص رفعت سی ہمارا ہوگیا
آفتاب اپنا ہوا او نجا کہ تارا ہوگیا

اندون موزون جو کچھہ رونا ہمارا ہو
خط جدول صاف دریا کا کنارا ہو

ہی تصور نوک مژگان کا لگا جو ہر دم سامنی
دیدہ گریان ہمارا ابر آرا ہو گیا

شبنم آلودہ جو دیکھی آنکہہ اوس صبا کی
تشنیر اہو ہو گیا اہو جگا ہو گیا

باعث آہ جانگدازان ہو تا ہی جلوہ ماہ کا
وہان چھپا وہ ماہ بیابان دل بارا بارا

ایک دن ہم اور داخل گنج فارون ہوا
بست اپنا ہی طالع کا ستارا

ہی ثنائی جو کوئی عالم کی بابت الفلک
آفتاب اپنی نظر مین ایک شرارا

شوق سی عزم بیابان جنون اب کی
دانہ زنجیر سی ہی اب استخارا ہوگیا

سیمتن مرا ایک دن ہی عشقمین ہے سوز
جسکو چاند نی جانی تہی ہم وہ بارا

بنجودمین دیکہہ کو خورشید کو کہنا ہون رفو
آج ہی رخسار جانان کا نظارا ہوگیا

دیکہنا ہی جو تجہی کہتا ہی وہ دل عزیز
ماہ مصر اعجاز سی ہم دوبارا

بادکشتی مین جو آیا وہ دریای حسن
وہان خنجر کی قبحی کنگا کا دہانا ہوگیا

ہمہ ہزیمتی پر ہی ہر دم حسن و محبوب کا
ماہ کامل تیر بابی کا ستارا

حسن ہی جادو گری تمبر کہ اپنی چشمان نار
جادو ہمان عاشق ہمارا ہوگیا

سرو عاشق ہو گیا اور عشق شمشاد
عمل مجاب قمریون نی ہی منار کہ باد کا

دیکھتا ہوں اپنی خون آلودہ جگر میں بہار
الفت ابرو میں کھنچا ہی یہ ماہی پر الف
دیکھکر موج ہوا کو کشتی ہیں غم میں ہم
کیوں نہ عیب زادگان طبع ہو نقصان طبع
جائی قاصد وہ پری ہیچ اگر رنگ صبا
عشق دلبن ہی نہ دل سینہ میں داغوں کی سوا
کوئی غنچہ ہی کوئی گل ہی کوئی پژمردہ ہی
کھینچا ہی جو پری رخسار تابانکی شبیہ
قید ہوتی ہی ہوا آفاق میں قید لب سی
مجکو عشق ایسا ہوں گرمی میں اگر اعدا ظلم
کوئی جانا ںسی نکل جانی اگر وہ خیز شب میں ہم
شرم سی رکھتی ہیں ہو پوشیدہ پری زاد آنکھ
چاک میں دل خوش قدو کی رنگ قد بارہ سی
خندہ دندان نما جز زخم کاری ہی محال
عاشق و معشوق ہیں دام محبت میں اسیر
رہگذر ہی اک پرو ہی گرفتاری کا دام

خنجر قاتل مجھی آئینہ ہی فولاد کا
دیکھتا ہی سرو کی سایہ میں نحبہ ازلہ کا
نور بار او تاہی اپنی خانہ برباد کا
یعنی ہی والد کو لازم کہوئی عیب اولاد کا
تو تبا ملجای میری خانہ برباد کا
ان چراغوں سی نشان ہی خانہ برباد کا
دیکھتی ہیں ہم تماشا عالم ایجاد کا
شمع روشن ہی کیا ہی نور قلم بہزاد کا
کام نکلا ہی جنون خداداد سی طراد کا
شبہہ ہوتا ہی اوسی محبوب کی بیداد کا
ہر زبان دلبن پر احسان ہی جلاد کا
جب سی آشوب جہان میں جبر امداد کا
جائی دل کو ہاتعل میں نشانہ ہی شمشاد کا
شاد ہوتا ہی تو بہن ہی دل ناشاد کا
مثل بلبل صید ہی ہر گل ہی اوس صیاد کا
حلقہ ہی ہر نقش پا گویا بیری صیاد کا

عاشق جانباز کا صانع ہیں جاتا ہی خون
خسرو شیرین سی بوجھو ماجرا فرہاد کا

بلبلیں کیا گل ہی یوں آئی ہیں نہری عشق میں
خار ہی بہر رگ گل نشتر فصاد کا

جو ملی تجکو تجہی سمجھوں ہیرا عاشق اوسی
خود فراموشی نشان ہی یار ز تیری یاد کا

باغ سی وحشت ہوئی ہو یاد قد دلدار میں
دیکو کا سایہ ہوا سایہ تجہی شمشاد کا

رنگ عشرت باغ عالم میں نظر آتا نہیں
گلکو گلچیں کا خطر بلبل کو غم صیاد کا

تو نی جو بانی بنا ہی ہی بت شیریں وہیں
الجو رہیں ہی عالم کوزۂ فرہاد کا

کونسی طرز سخن ہی جو اوسی آئی نہیں
کیوں نہو شاگرد ہی ہر ایک اوستاد

قدح لی ہوئی گل نمن بادہ خوار آیا
خزان چمن سی گئی موسم بہار آیا

کسی طریق سی لیں اگر غبار آیا
ہوا یقیں یہ تجکو وہ شہسوار آیا

تمام عمر ہوئیں ہو گئی بسر اپنی
شب فراق گئی روز انتظار آیا

ہوا جو سنگ سی نیہ جگر پر داغ
بجائی نی یہ ضرور لالہ زار آیا

دکہا گئی باغ میں آنکھیں جڑی ہوئی اپنی
وہ نشہ دیکھ نرگس سی ج اونار آیا

گل سوار و پیادہ شگفتہ کیا گئی شب
چمن میں جب تن تنہا وہ شہسوار آیا

خبر ہری کوئی زاہد کو ای بحر مند
شکست توبہ کو پھر موسم بہار آیا

شراب کیوں نہ پئی فصل گلمیں ای زاہد
کہ نہریں جاری ہوئیں موسم بہار آیا

انلا

کر دیا ایسا خمیدہ ناتوانی نی مجھے
تجکو ہون آئی لب گور غریبوں سی صدا
دیکھکر عنبر کو یاد آئی جو وہ زلف سیاہ
تجکو حسن گلسرین نی ایک نظر دیکھا کھینچے
ایکدم سنگیں جو انکھیں روئی انسان سی
میں بڑا ممنون ہمیشہ ان سی ہوا ازاد سر
گزرتا ہوں شام سی میں انتظار اوس ماہ کا
ہی عجب راہ عدم نہی جو چلا اس راہ میں
کرگئی پرواز رنگت تیری ہونٹوں کی حضور
پڑ گیا ہی عکس جو تیری تن پر داغ کا
دیکھکر خورشید سا چہرہ جو ہم غش میں گری
باغ میں یاد آگئی مجکو جو اوس گلکی بہار
تیغ قاتل نی جو کھولی میری جانا کی گوار
خجلت دندان جانا نسی گہر میں آب آب
جب سی اوس بت کا سنہرا رنگ ہی آیا نظر
مجکو جرم مسکنی پر حیف کیا ظالم نی قتل

جو ادا نی ٹھوکروں سی کاسہ سر ہو گیا
کاسہ سر سی جدا مانند افسر ہو گیا
ہو جہ دریا لگکن جانبکو ازدر ہو گیا
نکہت گل کی روش جامہ سی باہر ہو گیا
حل کیا تا نظر جو دیدہ اخگر ہو گیا
طوق ہنا جو میری گردن میں وہ خنجر ہو گیا
دیدہ بیدار ہر ایک آج اختر ہو گیا
ایک قدم میں میں قد ہونکی برابر ہو گیا
بیش ازین جو لعل تہا اب سنگ فرد ہو گیا
سارے جسم یار میں پہولوں کا زیور ہو گیا
سایہ اپنا کوچہ جانا میں بستر ہو گیا
پہر مرغ روح ہر گلبرگ شہپر ہو گیا
حسرت دل کی نکلنی کو عجب در ہو گیا
رشتہ سلک اپنی قبر کا کئی طرح تر ہو
حلقہ اپنی چشم تر کا خاتم زر ہو گیا
جسم بی سر ہم سری جسم ساغر ہو گیا

میکدہ میں جا کے پی ساقی نہ پی پینے شراب
آج اس ظلمت کدہ میں میں سکندر ہو گیا

کس قدر فرقت میں ہی میرا سیہ خانہ مہیب
شمع کی اوڑھا کنی تو شعلہ شبیر ہو گیا

جل میں جاتا جو وصف روی آتش پاک سی
طائر مضمون ہی گویا اب سمندر ہو گیا

جانکر گاتا مسافر رنج کی رکھی میں قدم
اسقدر میں وادی غربت میں لاغر ہو گیا

گھر میرا تاریک ہی انساکی لیکر خط یار
چاند پایا تو وہ میرا گھر منور ہو گیا

وحشت غربت میں بدن ہی کوچہ جاناں کی طرح
جسم تنہا کی طرح خالی مرا گھر ہو گیا

فصل گلمیں اسقدر خم سی ہوا جوش شراب
مثل باراں دامن باد صبا تر ہو گیا

بازو وران و ہمیان کردن محبوب کا
رشتہ ہمایلش ای مسیح برابر ہو گیا

خیال میں بھی اگر خواب سی دوچار ہوا
منت فراق سی میں کیا ہی شرمسار ہوا

کبھی جو میری لب خشک سی دوچار ہوا
تو ہنکی چشم تر اپنا اشکبار ہوا

ہوا تمام مرا جسم ایسے فرقت میں
وہ نی سوار سنا ہی کہ شہسوار ہوا

کبھی مصائب فرقت جیون نہ بھولوں گا
تمام نوک زبان پا جراتی خار ہوا

تمام رو نکٹی مژگان ہی شب و علم
ہر ایک داغ بدن چشم انتظار ہوا

ہوا نہ وصل سی سرگرم خبر صدای فراق
شراب پی ہی کہاں جو مجھی خمار ہوا

جو وصف لکھنی لگا میں جدائی غم کا کبھی
تو خامہ صفحہ سی تا زیر مشکبار ہوا

برخار

6.

بسان شانہ کف پا جنونمین ہی سرشار | ہر ایک لف گریبان تار تار ہوا

نلا ہین ہی بہ پیرہن مجکو داغ فراق | ستارہ سحر بسی لالہ و چار ہوا

کیا ہی مینے ایس انداز سی گریبان چاک | کہ سینہ دشمن بیدرد کا فگار ہوا

جو وصف لف کے لکھی قلم ہوا افعی | دہن دوات کا مثل دہان مار ہوا

ہی نورت لگی رہنی ہی مجکو مستی مین | جبر ٹاون جام تو ہی نشہ کا اتار ہوا

ہوا ہون فرقت گلچین تو برگ گل سی نزار | مرا بزنگ رگ گل بدن نزار ہوا

شگوفہ تازہ جنون داغ ہجر کا ہو لا | غبار کسی ہی کہ کٹ تو موسم بہار ہوا

تمام عمر بیابان غم مین جون جگر | جہانمین نام مکرر نہ بادہ خوار ہوا

غلام حیدر کرار ہونین ہی ناسخ
ہیرا عدو جو ہوا زیر ذوالفقار ہوا

کاروان باد بہاری کاروان ہو جائیگا | ایکدن یہہ باغ پامال خزان ہو جائیگا

چاند سا چہرہ جو پردہ سی عیان ہو جائیگا | چشم عاشق کا ہر ایک پردہ کتان ہو جائیگا

انجمن مین گر کیا ہی آج اوس گلگو نے عکس | باغ مین ہر غنچہ گل عطردان ہو جائیگا

اسقدر ہی شوخ رنگت وہ نئی انسانکی | شعلہ آتش سبری الی دہوان ہو جائیگا

رفتہ رفتہ آہی دزدیدہ صنم اپنی لگا | سنجکر گاہ حلق اپنا آستان ہو جائیگا

جان بانیکا چمن ای چل سیر کی گلکدسی | ہر شجر مین مرغ جانکا آشیان ہو جائیگا

مجھسی رہتا رمیدہ وہ غزال شہر ہے / صاف سیکھا ہی جن اہوی صحرائی کا

ہجر مین جنگلی جو عجب ہوی اواز تفنگ / صحن گلزار ہی میدان صف ارائی کا

جسنی دیکھا ہجی ای یار ہوا دیوانہ / ہی تماشا تیری ہر ایک تماشائی کا

سبز رنگ ہوئی ہی یہ خاک معنبر / سبز رنگ اسلئی اتا ہی نظر کاہی کا

ہجر جاناں سی رہا تنگ اکا قفس سینا ہو گیا / سہل مرنا ہو گیا دشوار جینا ہو گیا

جوہری کو نظر اتا وہ ہی زر کا مطیع / ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا

وادی دل ہی تجلیگاہ جاناں ان دنون / اندرون سینہ ہمارا طور سینا ہو گیا

سال بھر سی مصحف روی صنم دیکھا نہین / وہ رجب کیا اس رجب کا بھی مہینا ہو گیا

یار کی شمشیر ابرو سی عدو ہی ابدار / تیغ ہر جلوت سی ہر جوہر پسینا ہو گیا

کون ہی اوس ماہ کا جو گرم نظارہ نہین / چشمۂ خورشید بھی اب چشم مینا ہو گیا

خاک ہے اب وصل یار مین سیر اب / شیشہ ساعت بھی ہمکو ابگینا ہو گیا

گر لگی گلبن زمین مین ٹھیکر ہوتا سافتہ / تھا تلف گل مین جو زر گویا دفینا ہو گیا

جسطرح معدوم ہوتی ہین ستاری صبحدم / عہد سبزی مین یہان خالی خزینا ہو گیا

پرتو جاناں ہی تیری کالبد مین جا وجم / آئینہ کی پشت گویا اتغا سینا ہو گیا

رنگ پانسی سبز ہوتا ہی گی گنبد نسی کا ل / مبتذل نسبہ ہی ہونی پہ مینا ہو گیا

فرقت ساقی میں ایسی بن کی ہم پارسا   تجھ خاطر سی خیال جام و مینا سو گیا
ہجر میں وہ میکش ہمیں مرتی ہی ہوا سا فقر   ترک ناگزیر کی مینا شاہ مینا ہو گیا

ہی تصور میں محبوب لیے رات دن
کعبہ دل صاف ہی مدینا ہو گیا

جب میری دل کو اضطراب ہوا   ساری عالم کو انقلاب ہوا
خاک سر پر ہی مہر و مہ پامال   ای فلک دور انقلاب ہوا
نامہ خط کی سبزی جن لایا   ہی حاصل او جی جواب ہوا
روز تاریک پھر ہوا روشن   پھر ہر ایک ذرہ آفتاب ہوا
ہجر جاناں میں بعد ای پیری   داغ ناں فرغ دل کباب ہوا
کی حکومت جو مصر میں دو دن   یہ بھی یوسف کو ایک خواب ہوا
داغ سوزاں ہی وہ ہی پھر سر پر   سنگ مانند برف آب ہوا
چشم گریاں کی جو لکھی مضمون   خط میرا پارہ سحاب ہوا
ساغر چشم ہی گیا پر خون   جب کے خالی خم شراب ہوا
جیسی میں ہی وطن سی کوچ کیا   گور میں میرا اضطراب ہوا

جور اصحاب قبل سی
کعبہ دل میرا خراب ہوا

کوئی اڑتا کسی طایر کا اگر پر آیا ہو گیا دلکو گمان نامۂ دلبر آیا

یار کا بھی جو مکتوب کبوتر آیا طایر رنگ پریدہ بھی برابر آیا

مہ سے دہ چند نظر چہرۂ دلبر آیا شب مہتاب جو مہتابی کی اوپر آیا

نجم غلط ضعف کے باعث سے ہوا غفلتمند ہجر میں خواب کی جا غش مجھے اکثر آیا

کشور فقر میں ہم برہنہ سر شاہ ہوا سلطنت کا ہمری سر پر جو نہ افسر آیا

درد سر مجکو جو غم میں ہوا ای لطف بدلی صندل کی میں چرخ سے پتھر آیا

اپنی جامہ سے جو میں ہو گیا باہر لاکھوں گھر سے بوستان کو گل کر جو وہ باہر آیا

جرم مستی پہ ہوا سر جو قلم کا
دیر میں صورت مستان نہ پھر آیا

ایک عالم ہے تیرے غفلت و ہوشیار کا خواب دیکھا نہ کبھی بخت نے بیدار کا

کام خونریزی ہے وس یوسف بازار کا جان بھی سو کرے قصد خریدار کا

رحم ہے سبب میری نسبہ کار ایکا ابر گریاں ہے اشارہ مجھے میخوار کا

وصف خط ہے کہیں خوب ہیں لیکن وصف کمر ساتھ ہو جدول پرکار کی ایک تار کا

کور آئینہ میں کسی طور سے پانی رونے اور چارہ ہی نہیں دیدہ کی بیمار کا

معنی شعلہ او آزمیں ہو سنگ جسکو دیکھی عالم میں یہ اٹھو گئی شرربار کا

نقش میں جز قدم یار نہیں گرنا میں ہجو دشمن ہی مجھے دیوان جھوٹی دار کا

ہی یہ وہ راہ کہ تا عرش پہنچاتی ہے زنہار
دل میں دروازہ ہی اوس گنبد زنگار کا

ہی وہ نخل چمن حسن یہ میں پھول اوسکا
جسم محبوب میں گلزار ہے مہکار کا

عہد طفلی میں نہ تھا غم ہی بلکہ اپنا
تا کبھی تنہا کوئی اوٹھا نہ کسی بار دلکا

شہسواری کا جو اوس چاند کی ہر گز ہو ہی
چاند کی نام ہی شب تر کی اندھیار دلکا

تو وہ خورشید ہی جس بسی اوٹھا ہی جو نقاب
ہو ہر ایک ذرہ میں عالم میں چمکار دلکا

کہا کہا ہی وسی دور میں غم ہی افسوس
جو صلہ جس نی لیا ہی میر کی غمخوار دلکا

رحم دل ایسی ہیں ہم صید کہ عالم میں
غم ہوا طایر مضمون کی گرفتار دلکا

روی گلرنگ اگر جوش میں ہو عکس فگن
طور انوار میں ہو رنگ کی چمکار دلکا

دمبدم خندہ گلشنی یہ صدا آتی ہے
باغ عالم میں ہی موقع یہی زردار دلکا

خود بخود دوستی کی وسے بے ہو جاتی ہیں شتاب
کیا لکھوں حال میں کی ستمگار دلکا

ابھی تا لو تکا ابھی ظاہر اثر ہو جائیگا
شور شستن اوس ہر ایکا بند در ہو جائیگا

تیری جلوے بھی جسینوں کا ضرر ہو جائیگا
رو برو جب شستن اونکا قمر ہو جائیگا

مر چکا ہوں پر ہوا آنا جو اوس صبا کا
طایر روح روان بی بال و پر ہو جائیگا

اوس پری کی کوچہ میں تو ہو نکلی ہم دیوانہ وار
سایہ دیوار کا ہمکو اثر ہو جائیگا

ہو گیا ہوں رونی روتی گو کہ ان میں شب تار
تار اشکونکا ابھی تار نظر ہو جائیگا

دل میرا

دوست میرے ہوئے ہیں دشمن جدا ہونیکی ساتہ
بہجن کی فردوس سیتی نامہ ہم ہم اوسن محبوب کو
ساغری جلوہ کری ہی مثل قرص آفتاب
لطمہ زن ہوکا نہیں اپنا اگر طوفان اشک
زخم دل میرا نہیں جو ہو نہ ہرگز التیام
سن لی اہنکار ونسی اخبار زمانہ چار دن
کب تلاش مال کا ای بہجوں ہمکو دماغ
کر ترقی ہما ہستا ہی حسن کا ای سیم تن
وصلکا ہی شب نہیں نہ علاج تو اہمرع دل
تا ہمیں جانتیں جاؤن توبج جانا ہی جی
تیغ قاتل شاخ صندلسی اثر میں ہم سنن
سو ہی مدفن ہم چلی جاتی ہیں مسکن چہوڑ کر
حال بیتابی کہوں کس سیتی کہ یہ سماتھے
کسقدر نام خدا وہ طفل ہی شیرین ادا
عارض پرنور پر خطکی جو ہی ناپید سے
تا سنیح اپنی ہن مہر بکی دشت غم تمن اگر

حور کو۲

وہ سحر ہون ہرکہ کرنی ہی تیر ہو جانیکا
جو ملک ہی کا وہ مرغ نامبر ہو جانیکا
جسنک اپنا زاہد او امان نذر ہو جانیکا
یہ کہ حل خورشید اختر ہو قمر ہو جانیکا
اکدن ہشدا وسن بر لیکا جاک در ہو جا
انی ہی اسک صبا کی بیخبر ہو جانیکا
ہی ہو قسمت اپن زنجیر زر ہو جانیکا
لی منی گلگوں کہ اسکی سیم زر ہو جانیکا
اوسن بر لیکو شبہہ مرغ سحر ہو جانیکا
ساغری شش تیغ غم سپر ہو جانیکا
سر لیئ کا در میرا دو ہنر ہو جانیکا
سانہ اپنی ہی تمام اپنا سفر ہو جانیکا
کا ہمیں جسکی نزیکالبس وہ کمر ہو جانیکا
ارے نہیں زہر بران اپنا شکر ہو جانیکا
غمسی اب گیسو موئی کمر ہو جانیکا
ابلہ ہر انگ پاؤن کا گہر ہو جانیکا

ای جنون بجہ زار کا فربہ بدن ہو جائی کا
تیری جانی ہوا رنگ چمن ہو جائی کا
کار فرما جب مرا شیرین سخن ہو جائی کا
بام پر بیکی نہ تم اوس شب مہتاب مین
فکر عریانی ہمین بجہ ناتوان عشق کو
ایسی حیرت آتری انکھین مین ایسا و حلق
فرقت سیا تنمین نکلیگا لہو جائی شراب
ہو کی رنگین جو ہوا زناری کا کبھی
مین ہمین عریان سلامت ہین اگر داغ جنون
اور جانب کو چلونگا ر دیار یار سے
مبتدی تک تجدت کو میکشو افی نود و
دور دستی کیچ جلدی اپنی تازہ ہی عشق
مین وہ وحشی ہون کہ نہی سنو کہا جو میرا اسخوان
گرچہ تو نہین اکی ڈوہین کی سر نبرا د الصنم
کر اوٹھا کر شہر سی صحرا مین بہلا دو کی تم
خلقی ہیت اکر جانی کلام عشق حسن

جو لگائی کا وہ بہتر خرد تن ہو جائی کا
برگ گل جو ہی وہ برگ یاسمن ہو جائی کا
بیستون پر نقش شیرین کوہکن ہو جائی کا
چاندنی پڑ جائیگی میلا بدن ہو جائی کا
پوست ڈہیلا ہو گئی تن پر شکن ہو جائی کا
دشت آہو صاف نرگس کا چمن ہو جائی کا
اب یہان شیشہ جہونکا دہن ہو جائی کا
زخم بہی بہر نمک خواری دہن ہو جائی کا
بہائی جب انپر للکن کی بستر من ہو جائی کا
خضر بہی ملجائیگا تو راہزن ہو جائی کا
دلبر ہمارا کو ہیمان شکن ہو جائی کا
زخم بہ ناسور ہو گا گر دہن ہو جائی کا
ماری وحشت کی سنگ جا بجا ہرن ہو جائی کا
صورت میر العلم جاہ دفن ہو جائی کا
بس وہین مثل درخت اپنا وطن ہو جائی کا
گوہر گوش الصنم میرا سخن ہو جائی کا

کیوں اچھنا ہے تجھے فراق یار میں
اے کبنا دان فراق جان و تن ہو جاے گا

مظہر وہ بت ہے نور خدائی طور کا
نقش قدم سے سنگ کو رتبہ ہے طور کا

ساقی مے وصال میں عالم ہے نور کا
چمکا دے چاندنی پیالہ بلور کا

جس شعلہ رو کو دیکھے عالم ہے نور کا
پتلا ہمارے شہر میں ہے نام حور کا

ہیں پاؤں تک جو بال ہیں سر کے الجھون
جاڑے میں سو کیا ہے لبادہ سمور کا

ابرو دیکھا دیا کوئی نوا ریچ دو
کچھ تو کرو علاج دل ناصبور کا

آواز تیری نغمہ داؤد ہے اگر
عالم ہے صاف مصحف رخ پر زبور کا

جیا کے کیسے کیوں کو وہ یوسف ہے اگر
شبہ ہو عکس شعلہ رخ سے تنور کا

دیوانہ کیوں پھروں نہ جستجو کی کرے
فراموش ہے کرے غلمان و حور کا

کوثر کی موج کیوں نہ ہوا ہی نگاہ یار
پہنان چشم تر ہے جام شراب طہور کا

کرتا ہوں ریخ دوری جاناں میں تو شعر
مضمون کس طرح مجھے سوجھے دور کا

اے شہسوار گر نکیا گشتہ نگاہ
پہنچا دے قبر میں مجھے فتور کا

ہے میرے سر پہ آتش داغ جنون بہ شرر
ہر سنگ طفل کے نہ ہو سنگ طور کا

چمک جنک کے شیشہ میں ہیں ہیں سکے جام میں
بتکدہ مقام نہیں ہے غرور کا

خالی نہیں فروغ سے قابل کے تو ہے بت
غواض تو ہے جائے اس سنگ طور کا

مدت سے ہی محصور جو ہیں ان میں حصور سے اب قافیہ بھی بند نہیں سکتا حضور کا
لگی جو سنگ تو سودا نے یہ کہا ہر سنگ میں شرارہ ہے تیرے ظہور کا

جی لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا بجھتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
ایسا کوئی گمنام زمانے میں نہ ہوگا گم ہو وہ نگین جس پہ کھدے نام ہمارا
اول تو نہ قاصد کو ہے کوئے صنم یاد پہنچے تو فراموش ہو پیغام ہمارا
ہم کو ہیں دوائی مگر عرق ہم اشک یونان کی مانند ہوا نام ہمارا
جی بھاتی نہ پینے کو تو ہم پی گئے انسو اشکوں سے بھی ساقی نے بھرا جام ہمارا
اک ادہ رہے جسم سنبل میں برابر خالی نہ کبھی صید سے ہو دام ہمارا
کعبہ بھی حسرت کے رہے سب دراری صد چاک کیا جامۂ احرام ہمارا
کعبہ اور دیر کی جا رہیں ناکام رہیں ہم اب آ گئے سرکار میں کیا کام ہمارا
طفلی میں بھی اک میں اب جا رہا گی کانجی آغاز سے کیا خوب ہے انجام ہمارا
کہیں جلد ہما آگے کہے قاصد جانان
خط لیجے دلوائے انعام ہمارا

گھر میں اک جنون تو نے جو برباد کیا سینکڑوں خانہ زنجیر کو آباد کیا
ضعف میں ٹوٹ سکا جب نہ حبات زر یا ہمنے نخوبر او سے بھی فولاد کیا

اندمال

ایک عالم ہی خریدار ہی اوسی خوش قد کا
عجب تو نامہ ہی سر نامہ پہ میری نام کا ہی
نکہت گل کی روش ہی فلک ناہنجار
نامی اور نکو دی ہمیں حسرت زدہ ہم
ایک دل دو کی سمائی ہو بہلا کیا

(۱)

سرو کو مول لیا کسنی جو آزاد کیا
مہربان ہو کے بہت ہمنی ستم ایجاد کیا
تو نی اوس گل سی جدا کرکی ہمیں برباد کیا
ہائی قاصد نہ کہیں تو نی ہمیں شاد کیا
خود فراموش ہوا میں جو اوسی یاد کیا

گل کو جب دیکھا وہ گلگون بدن یاد کیا
آج مجکو دشت غربت میں وطن یاد کیا
گھر بناؤں جاکی اوس وحشت کدہ میں یا صبا
ہوں وہ وحشی رات بھر ہولا رہا گوسالو
سر سی پا تک آتشی شعلہ کی طرح تھرا گئی
تنگ جب مجھپر ہوا ایام فرصت میں جہان
وادی غربت میں جس دم ہو گیا جوش جنون
ہوں چمن یوں خاموش ای ہمدم مگر مجھسی جفا
توڑ ڈالا میں نی جو پیمانہ می اس لیئی تو
ہو گیا جوش جنون چلنی لگی باد بہار

یاسمن کو دیکھکر اوسکا بدن یاد آگیا
بوی گل کو دیکھکر بربادی چمن یاد آگیا
ای جنون پھر مجکو ترکن یاد آگیا
جب کفن پہنا تو مجکو پیرہن یاد آگیا
شمع کو جب شب میں دیکھا انجمن یاد آگیا
ای پری سیر کیا مجھی شہر اوس چمن یاد آگیا
ہائی لیا مجکو وہ طفل سنگ زن یاد آگیا
آج مجکو وہ حسین کم سخن یاد آگیا
می کشی میں ساقی پیمان شکن یاد آگیا
لالہ کو دیکھکر داغ کہن یاد آگیا

جب نہایا مین تو آتا غسل میت کا خیال
قطع جب ہونی لگی کپڑی کفن یاد آگیا

کیون نہ پھاڑون پیرہن سر اپنا کھلکی روون
فصل گل آئی مجھی تو اپنا بن یاد آگیا

تیر باران ہو گیا موج ہوا سی دشت مین
جب مجھی غربت مین وہ ناوک فگن یاد آگیا

ای عزیزو آج میرا جی نہ دو یا جای کیون
اپنی یوسف کا مجھی چاہ ذقن یاد آگیا

اپنی سر کو پھوڑ کر اب جان شیرین کیون نہ دون
مین تو ہون پر مجکو
کوہکن یاد آگیا

فرقت ساقی مین مجکو عیش بھی اب سم ہو گیا
جام جب دیکھا بر رنگ شیشۂ قدح خم ہو گیا

بس فقیر اس جاہ ہی ہی جو کوئی ہی ہوشیار
لی لیا جام گدائی حسینی وہ جم ہو گیا

ہین انسی سانہہ کبر و حلم دونو جلوہ گر
بن گیا ابلیس کوئی ہی کوئی آدم ہو گیا

وہ حرم سمجھا جو مینخانہ سی محرم ہو گیا
خم ہر ایک اُسکی نظر مین چاہ زمزم ہو گیا

دیکھکر ابرو تیری خنجر جو بسمل ہو گیا
شست شمشیر صفاہانی بھی خم ہو گیا

کیا روان حلق جو سنی پر خنجر غم ہو گیا
کیون ہری دل کا صنوبر نخل ماتم ہو

فصل گل مین کیا فراج اپنا ہی برہم ہو گیا
ساری عالم کا جنون لحظہ اور عالم ہو گیا

گر سخاوت چاہتا ہی کر لا اپنا فروغ
نام روشن ہو گی شمع گور حاتم ہو گیا

لائی یاد اپنی سی تو کی گل صبا جو صبح صبح
کیا فراج کاکل شبرنگ برہم ہو گیا

مجکو اس جوش جنون نی کر دیا ہی ہور
ای ہر حلقہ زنجیر حاتم ہو گیا

جاد ہو

جان ہی بن لیتو کرنہ اوس مطرب بسمل کی عشق میں
نال کا سننا ہماری جان کو سم ہو گیا

اسمان نی بخل پر اسدرجہ باندہی ہی کمر
چشمہ خورشید تک محتاج شبنم ہو گیا

کرد م شمشیر اس دم کو کہوں تو ہی بجا
واہ دم ایسا دیا میں دم میں بےدم ہو گیا

فصل گل میں فصد کیا کرنا ہی میری طبیب
جوش سودا اور ہو کار کہو کم ہو گیا

میری قسمت کا طبیب سو اسنجالا دیکہنا
جب سر ور ایا میری لہن و میں غم ہو گیا

زخم چاک سینے میں جہانکا کیا قاتل نہ بند
رشتہ نظارہ کو باصوف مرہم ہو گیا

جہور کر جہری یہ زلفیں معجزہ اوسنی کیا
ایک دم میں ہجرہ کی رات اور دن کم ہو گیا

اوس پر یکا نام کندہ ہی زبان نگین دل میں ہے
جسکی چاہت میں جہگ کی خاتم ہو گیا

وصف ابرو بعد فرکائی جو میں کسنی لکہا
تیر سا سیدہا قلم مثل کمان خم ہو گیا

پہول لالہ لیلی نظر اتی ہیں انکاری مجہی
باغ ہنا جنت سو نیر ضمن جہنم ہو گیا

کیوں نہ دم توڑوں کہ جب دم نکلتا ہی مرا
ان روزوں ٹیسو نکلا وہ ہمدم تو گیا

وصل کی ایام میں وہ شہر قلقل ہو گیا
انسو بسا قبلی جدا ہمیں سر اقل ہو گیا

بعد مرنکی ہی ہم چہوٹی نہ دام عشق سے
جسم سی نکلا ہو جو رو ح بلبل ہو گیا

اسقدر مضمون لکہی کاکل محبوب کے
رشتہ ہی اپنی قلم کا تار سنبل ہو گیا

تیری ابڑی سا انر کا سکو کہنا ہی سنبل
کل جہٹی شبو میں ہاتہ اکفش کا کل ہو گیا

عشق میں ہم کو دکھایا ہے اعجاز خلیل
آپ سے ہی اس ہمارے ہی نہ کاکل ہو گیا

باس ہوں لیکن نہ بہا آگ میں گلزار سا
سبزہ تختی میں تو میں بھی مثل کاکل ہو گیا

واہ کیا سرسبز گلکاری ہے تصرف منکشو
تحفہ کا اب سخن نکتہ ہی بلبل ہو گیا

کرتی ہے باد بہاری الجھن جو خود بخود
صورت برگ خزاں لخت جگر کا گل ہو گیا

مثل سنبل سبزہ خط کا ہوا نشو نما
خال روی یار کو یا لحم سنبل ہو گیا

اے کیا نظر آخر شہسوار لافتا
سرمہ چشم غبار راہ دلدل ہو گیا

پی کے مے حسن ہی ایاغ اپنا
گل ہوا ساقیا چراغ اپنا

ہجر میں تر ہو گیا دماغ اپنا
خشک لب سے ہے ایاغ اپنا

نکہت زلف عنبری ای ہے
نہیں ملتا کہیں دماغ اپنا

کسکی ہم جستجو میں نکلی ہیں
نہیں پاتی کہیں سراغ اپنا

کیا ہی مذکور مرہم کافور
جب نمک سود ہو نہ داغ اپنا

ہی شب ہجر وادی وحشت
دیدہ غول ہی چراغ اپنا

رات دن گلرخوں سی صحبت ہے
یاد آتا ہی خانہ باغ اپنا

برگ گل صاف بن گیا پھاہا
کیا معطر ہوا ہی داغ اپنا

بعد مدت کی جنون قاصد محبوب ابا
جیب کے پرزی اوری تب کہین مکتوب ابا

تنگ اگر تیری بالین سی جانی پر نہ ہا
قاصدا بہیج تو اب مین بن جوب ابا

رات ہولیکی جو ائی تو بہور و روکر
راہ جانان سی عجب رنگ مین دوب ابا

عشق ہوتا ہی جنہون کو نظر یار ولیشی
دی بصارت وہ مین یوسف کو جو یعقوب ابا

دو ہی مجکو جوانی ہوئی دو کہا
سالک دشت جنون ہوئی وہ مجذوب ابا

اس ادا سی جلے جو یار ابنا
نقش پا کیون نہو قرار ابنا

اب مین ابن جا ئین یار کی پاس
کب تسی ہی ہمکو انتظار ابنا

ہی تقلب قلوب کا جو خدا
کیا نہو دل بہ اختیار ابنا

تجہو ہی مین بہ کون یاد ابا
خود بخود دل ہی بیقرار ابنا

یاسمن ہو رہی ہوا گل سرخ
دیکہو ابنی مین عذار ابنا

تا نہ صحرا مین ہی بی اغیار
ہائی جانان نا شکار ابنا

بعد مدت کی اج ائی
عزم ہی سوئی کوئی یار ابنا

اگی الی ہوئی ہی روح روان
ہجہی تجہی جلا غبار ابنا

ہی جو اوس جاند کی جلو مین روان
جاندنی ہو گیا غبار ابنا

دیکہنی او نزا ابر امین ابنا
ماہ کنعان کر بی کفن ابنا

دولت غربت میں بیٹھکر مجھکو
لب یمن رخ حلب ہیں ختن زلفین
مرگئی ایسی ہو گئی لاغر ہم
کیا تیری کمر کلمین گلرخو ہی حصور
ڈرتی ہو تم لہ بوسہ لی تو لنکا
لب جان بخش ہے جو مین مداح
موی قبل کہیں کی گوری ہندو نیز
چہرہ ہی ورد یاسمن انو نعم
نور مین یار کو ملا باهی
دیکھو نا نیر غربت

اج بہولا ہے مجھے وطن اپنا
اب نئی کیا کہتا ختن اپنا
سوی لا باعی گورکن اپنا
باغبان زندہ ہے چمن اپنا
کیون نہ غائب کرو بدن اپنا
معجزہ ہی ہمین سخن اپنا
ہو گفن برگ یاسمن اپنا
کبھی دیکھا رہے بدن اپنا
ور اسی کا وشیر سن اپنا
نکلی وہ چھوڑ کر وطن اپنا

باغ مین ایکبار اگر وہ لالہ رو ہو جائیکا
بار ہی کچھہ ہونی جلے ہی اثنا ہی عشقسے
اب چمن ای بہی فایت نہ ابا غلسل ال
سخت حیران ہون جو بگڑو لگا تو منکی سیر
بڑ کی ہی خو شراب بہتی کی اوسی

رنگ گل بخبر نسی مہمان تنگ بو ہو جائیکا
ارزو مند اب لبی زرد ہو جائیکا
شرم سی سرلب خو انجو ہو جائیکا
گرد لو لگا او رہی وہ تند خو ہو جائیکا
اب تو الگی سبھی وہ ونا تند خو ہو جائیکا

دل بہرا

دل برا کہتا ہے صاف آمیزہ کہتا ہے ہمیں
پاک یہ قصہ ہمارے رو برو ہو جائیگا

ہیں وہ مے کش لے کے گھر اپنی اگر مستی میں ہم
سنگ پر اپنا وہیں دست سبو ہو جائیگا

کوزۂ مے واعظا خالی اگر ہو گا یہاں
تیری مسجد کی طرف وضو ہو جائیگا

عشق اگر خونخوار ہے تو یہاں ہے خوش جگر
غم یہی ہے جنون کا رفو ہو جائیگا

چاک گر جیب سوختہ کا ہے گریباں ناصحا
رشتہ ہائے شمع سوز الفت رفو ہو جائیگا

کیا ہوں میں ایسا قیمتی کہ لگا جائیگی آگ
بس گلو پر آ ہی رشتہ کا گلو ہو جائیگا

گر بریشمی لے کے گھر اگلی نشہ میں ہو گی نماز
زاہد اپنا چشمۂ خم سے وضو ہو جائیگا

چھوڑ دیگا عمر سے ملنا اگر اپنا آئینہ کا
صلح بر راضی اگر گفتگو ہو جائیگا

حسن سے سودا گرو لیگا تری وزن تک
خواب میں شمر کے تر بتر گو ہو جائیگا

کاکل پیچان جانان کا اگر غم ہی تو ہیں
سو فکر مار سے مانند مو ہو جائیگا

اوڑتی ہیں اطفال سے کیتی تو طفل اشک
شہر اب سے اچھولگا کو بکو ہو جائیگا

ای ہمسفر تو چھہ عبث ہے کہاں سرا
ہم میں مسافر اور جہان کاروان سرا

جسمیں کہ ہم نہیں کیا ہے ہم مقام
عشرت سرا ہوئی ہی وہ اجاں جان سرا

اودھیان میں اگلی عشرت کے جا صر مسافر و
ارمان کا مقام ہی یہ ارمان سرا

اللہ کی بنا ہے یہ مہمان سرا
غافل رہو نہ تو جسی گھر جا نگر ابھی

وطن میں دیکھتے تھے ہم کبھی گھر کو کب
غربت میں نہ تو سمجھے ہی اپنا مکان اوترا

کیا ہمری دیکھی ایک یار کا چہرہ اوترا
اپنے اشک اپنا جہرہ شہر میں سبے ما اوترا

مر دی جی اوٹھی جو میں طاقی سے مینا اوترا
زند کبھی کی کعبہ سی مسیحا اوترا

ورنہ میں کاغذ تصویر تصور ہی کران
جیسے وہ دہیان خر ما کیا بدن اپنا اوترا

ہم تو حاضر ہوئے لیکن نہ کیا تو نے قبول
تم سی اوترا جو نہ سر توجہ تو سر کا اوترا

لحد احلہ فردوس سے میں قبر گذرا
دیکھی پہر کفن بستر میں اپنا اوترا

میں تیری لب جان بخش کا طلبگار ہو
ای صنم چرخ چہارم سی مسیحا اوترا

دو پہر سی ہم انتظار تیری کوچہ میں بیٹھے
ہو گی شام نہ دیوار سے سایا اوترا

اشک حسرت بہہ چلی وقت وداع جاناں
ہو گی شام نہ دیوار سے سایہ او تارا

خم کی خم صحبت یاراں میں خرابا جاتی تھی
ہجر میں حلق سے پانی ایک نہ قطرا اوترا

یوں فلک سے کبھی او تیری شہاب ثاقب
جس طرح بام سے اپنی وہ مہو کا اوترا

سمجھے سب ابر کی تگر کسی نہیں کلاہ خورشید
پہان جو داغ سر شوریدہ سی پہایا اوترا

خشم رامد میں یوں جو اور کیا ہو تمنی مگر
مغفرت کا تو ہمری شانہ میں ایا اوترا

کسی حالت میں مجھے ہوش کچھ کام آیا
جہر کی الجزی سودا کی جو نشا اوترا

بار و امن دامن او گھر جاتی نہ انہوں سے گر
آستین کا بہہ تو ابوجہ کی نشانا اوترا

بلا

میں ڈھونڈتا ہوں کسکی مجھی نظر پر | یار کی نظر و نسی افسوس میں ایسا ہو نہ را

جو خط عارض محبوب کا | منتظر رہتے ہیں لکھا مکتوب کا
ترک کر اے کسبی اسلوب سے | عشق او میں محبوب خوش اسلوب کا
مل گئی تو خط ہزاروں خاک میں | جا بجا ہو کیوں نہ سبزہ دوب کا
کیا کسکو دیکھی عاشق خود دوست | یہ سبب تہا گوری یعقوب کا
کوئی کو نہ ہو لوا نہ کہو | معتقد ہو تو میں اسی مجذوب کا

میرا زخم کشتہ ہی ابروئی یار کا | طعمہ ہوا ہی جون تیغ ذوالفقار کا
ہر دم خیال ہی رخ تابان یار کا | بس ہی یہی چراغ شب انتظار کا
جیسے پڑا ہی عکس میرے گلعذار کا | صاف آئنہ میں طور ہی صبح بہار کا
یا رنجہ دل میرا ہی گستی نی سوار کا | کیونکر نہ ہر نفس میں ہو عالم غبار کا
اپنی تک ہی ہی داغ فراق اپنا شعلہ | ہم مرکی نشان نہیں جسم زار کا
شعلوں نی صاف سر و چراغاں بنا دیا | اوٹھا جو گرد باد مزار کی غبار کا
چمنت میں پھر ہے زینت بوروئیکا انتظار | پھر خار خار ہی میرے تلوونکو خار کا
ستو ترقی اور تنزل ہی مفلس و بسر | جب لگتے چہر چمکا تو محل ہی او ماہ کا

کیا کہوں وحشت ہے یہ جاندار کو تجھ سی جسقدر
سایہ اپنا کو جو ہی وحشت میں آہو ہو گیا

شمع تجلی سی کم صرفو کو کیا منیں چراغ
پہر نور روشن گردیا بر خود دیسہ رو ہو گیا

وصف جب اوس ساعد سیمین کے میں لکنی لگا
ہاتھ جامہ برنگ شاخ شبو ہو گیا

رنگ کھل اوڑتی ہی سو بہار ضِ جانان اون
طایر نکہت اسیر دام گیسو ہو گیا

کوئی بھی دشمن نظر آتا نہیں اب غیر دوست
فصہ ای دوی کا ہا سو تمسو ہو گیا

پیری و پیکی سب سے قد جانان جھڑ گیا
خوب جو بارش سو ہی سرو گلستان پڑ گیا

اسقدر سیراب ہے ابھون بی گرد باد
باد نسی سبز رنگ ہر ایک خار مغیلان پڑ گیا

کیا صبا لائی ہی مژدہ آمد محبوب کا
ناگہان ہر اچراغ داغ ہجران پڑ گیا

چشم کم سی خلق کی جانب نظر کرنی لگا
اپنی رہنی سی قصہ اجب کوئی انسان پڑ گیا

دال وہی محبوب نی زنجیر بہر انتقام
جب ہمارا ہاتھ سو ہی زلف پیچان پڑ گیا

کم سوا خط شعاعی سی فروغ آفتاب
کچھ نہیں غم کو خط رخسار جانان پڑ گیا

نہا مجھی جب رو رنگ وحشت آتا نہا نظر
کہرت کی جو طاقت کیا بیابان پڑ گیا

سیر ہی کو دکہنی ہی مگر محفلت وہی
کیا ہمارا ہائی یہ جواب ازنان پڑ گیا

بال بھی جن وا ونسی پڑتا ہی رنی
کیا اونہیں سی گیسو شبہائی ہجران

انکو شاید بار کی جو ر و نکا ہو جا جسات
ہجر کا دن ور محشر سی وہ خندان پڑ گیا

جسطرح خور سبد سے بڑہ جائی انگا امر کا | بخشی اکی نس یونہین بس تخت سلیمان بڑہ گیا

پہرہن تنگی ہین تن سے نے منبر زر گی جاک | اس سبب سے انجنون صحرا کا دامان

خط سے دونی ہوگی اوسکی ہن سگی ایات و | خضر کی فیض قدم سے آب حیوان بڑہ گیا

دامن صحرا ای تحیر تک ہے اید ست جنون | رفتہ رفتہ کیا سرا چاک گریبان بڑہ گیا

بوستان جو شجراتی ہین نسیم گلشنی کا نہے | سو چمن اکی سرا سرو چراغان بڑہ گیا

اور مرد و نی کفن کا سو ہمین او لجہی رہتی | اکی صحرا ای عدم سی نہے من عریان بڑہ گیا

نقد امید نیں فقط کیا دو تجہی کچہ اور نہے | نم ہوئی جو مشتری یہان نرخ عصیان بڑہ گیا

تو جو دریا مین لگا دہو نی حنائی انی پاون | پہر مانو بس انجنون ہر بر و دست مرجان بڑہ

اشتیاق نامہ جانا کی جو مضمون لکھے
نامہ اعمال سی کا دیوان بڑہ گیا

موج زن ایسی ہین یہان دیدہ تر مین دریا | بانسی کی ہوئی اپنی نظر مین دریا

پہرتی ہین دونی ہوئی وادی غم مین سم | جسطرح رہتی ہین تیرا نسخ مین دریا

جو ہری جو کہ ہین بازار حقیقت کی ولا | نظر آتا ہی او نہین آب گہر مین دریا

اک قطرہ میری انکہو نسی ابہی ٹپکا | نہ گئی سیکڑون گرداب خطر مین دریا

لالہ کون ہنچہ مژگانسی ہی تا بچہ فسہر | کیا لہو کی مین بہری میری جگر مین دریا

بہری دو سی ہر اک نقش قدم ہی گرداب | جاری ہیناہی تیری رہگذر مین دریا

شعبدہ عشق کا دیکھو کہ میں جہاں کا جسم / ہے جلا انسوونکا روزن در میں تو زیا

ہے جو والا ہی دربنگی وہ پل کے در / ہیں رواں اشک و انکا بہری کو نخ

دیکھنے والی ہیں انکھوں کی تلاطم

کیا بھلا ٹھہری کوئی اپنی نظر میں دریا

کلکو جب دیکھا تری تصویر کا دیکھو کا ہوا / تو لی جب مثل تری تصویر کا دیکھو کا ہوا

دیکھیاں اسکو کتنی ہیں یا نظر جب طفل اشک / دیکھیں نظر کو اوسی نے تیر کا دیکھو کا ہوا

ہوں وہ مجنوں ہوں یاسی جب ہو نخجیر سر / خاک صحرا ابر تھی اسکا دیکھو کا

ہم جو بیتاب ہی گلگشت گلشن کو گئے / شاخ گل بر چون مہری شمشیر کا دیکھو کا

بھاگی ہم زاہد تری مسجد کو زندان جانکر / دیکھکر تسبیح کو زنجیر کا دیکھو کا ہوا

مرہ کیا وہ نوجوان میں پیر سجھی اے کیا / رانگ پیر و نوجوان تیر کا دیکھو کا ہوا

صاف دیکھی تیری صورت ہی صورت دیکھکر / آئینہ پر صفحہ تصویر کا دیکھو کا ہوا

ذات ہم سمجھی ترا رخسار تابان چاند کو / چاندنی دیکھی تری تنویر کا دیکھو کا ہوا

مینی دیکھی رات بلبن جو بجلی کی چمک / وہ واہ و نالہ شبگیر کا دیکھو کا ہوا

جابجا دیکھیں جو نہریں اشک کی رواں / کوچہ محبوب پر کشمیر کا دیکھو کا ہوا

یوں ہی آپ سے اکرتی ہی تقدیر خدا / جسطرح خنگ میں ہوتی ہی شمشیر خدا

نم مکا

ناصح اگر نہ سنا جاوے نہ پیرا کا دل | سو بن عشق میں نہ رہے جو ہوا و ہوس کا
سر کر تماشا وہ قاتل تیغ آب جیسی منظر | پھری شنگ قفس میں عالم کی منغص ہے
نقد جان لائی ہی مالی مول لو را دس ماہ سبز | ہستی کی رکھا ہی نام اپنی لالی بر حسن کا
اُس مسیحا کی زبانی سے ہے کا کلام
کچھ علاج آتا ہی مجھکو مری دل کی مرض کا

دم بلبل اسیر کی تن سے نکل گیا | جو نکل اس نسیم کا جوں ہیں قفس سے نکل
لایا وہ ساتھ غیر کو میری جنازے پر | شعلہ سا ایک جیب کفن سے نکل
ساقی بغیر شب جو پیا آب آتشین | شعلہ وہ تن کی میری رگ تن سے نکل گیا
ہی بعد مرگ بھی اثر اپنی نگاہ کا | ہر گل بھی ساتھ بو کی چمن سے نکل گیا
اہل زمین نے کیا ستم تو گیا گوئی | نالہ جو آسمان کہن سے نکل گیا
سن سان مثل والدی عزت ہے لکھنو | ناچار آج وطن سے نکل گیا

پر نور فلک جو وہ بت پر نور ہو گیا | قلب صنوبری شجر طور ہو گیا
ساقی شراب صاف کی تاثیر دیکھنا | جام سفال ساغر بلور ہو گیا
ہی بعد مرگ یہ اثر اپنی نگاہ کا | آیا عذاب کا جو ملک حور ہو گیا
عزلت میں کیا حصول ہی نزدیک نیستی | اہل ولا کی بستی جو ہیں دور ہو گیا

خورشید بھی ماہ ہی گویا محاق میں | دور فراق ہی شب دیجور ہو گیا
کیا انتظار بادہ انگوری ہے مجھے | دیدہ ہر ایک دانہ انگور ہو گیا
غم نی ہماری خانہ دلکو جو آگ دی | روشن ہر ایک خانہ زنبور ہو گیا
ہی عضو عضو محو تجلے یار کا | میرا غبار جسم جو تھا نور ہو گیا
ساقی تنک تا ہی تھو ہجر یار میں | ہوتا نہ تشنہ شراب کا ناسور ہو
دل دیکے آگیا تیری قابو میں اے صنم | میں اپنی اختیار سی مجبور ہو گیا

ہی اس جہاں کا دار غرور نام
معدوم ہی اگر کوئی مغرور ہو گیا

ہر پھول تیری رشک سے جب آب ہو گیا | صحن چمن بھی نظر و منن تالاب ہو گیا
تیری حضور ذرہ ماہ تاب ہو گیا | شب چاندنی میں عالم سیلاب ہو گیا
تھی جو مجکو دیکھ کی دل کچھ عجب نہیں | آئینہ ہاتھ میں قدح آب ہو گیا
بہار آج اوسنی دشت جنائی سی خط امرا | ہر سبزہ برگ لالہ شاداب ہو گیا
امانت اودہ رات مجکو یاد آگیا جو ماہتی | مہتاب کو میں دیکھ کی بیتاب ہو گیا
عثمانیہ سراج کہو تو جو لی جلا | تاثیر ہجر دیکھو سرخاب ہو گیا
چادر کی بدلی چاندنی اوسکی جو ڈال دی | میری لحد میں چادر مہتاب ہو گیا
انسان دو چار ہو کی نہ ہو کر ہو تو آر | آئینہ مجکو دیکھ کی سیماب ہو گیا

شکر و شکوہ ہی سو رہ جائیگا ابھی ہے
دوست دشمن کا وجود اکدن عدم ہو جائیگا

بحر میں یوں ہیں بھری آنکھوں سے ہوا خوں پیدا
جیسے انگور سے ہو بادۂ گلگوں پیدا

روئے گلرنگ سے یوں خال سیہ نکلا ہے
جسطرح لالۂ احمر سے ہو افیوں پیدا

تو وہ ہے مہر درخشاں کہ تری جلوے سے
بدلی سایہ کی ہو کیونکر شگوں پیدا

تو وہ بادل ہے زمانہ میں کہ تری در سے
کہیں ہوتا نہیں گنجینۂ قارون پیدا

تنگ ہیں گلشن ایجاد میں کم بد ہیں بہت
خار ہوتے ہیں نہیں ہوتی افزوں پیدا

سیکڑوں گر کہ ہوتا عقل زاہدہ زاہد
غم میں بے وہ ہے کہ جیسے فلاطوں پیدا

جان باجاتی ہے بت جو تری صورتکا
ہو کر سنگ سے بھی جاتی شرر خوں پیدا

ہوں وہ ساحر کہ اگر سعیہ فولاد بھی ہو
کروں اعجاز سے میں ظاہر مضموں پیدا

آج گلشن میں نوخانج ہیں القصہ یہ
سرو کی طرح خدا نے کیا موزوں پیدا

سرنوشت اپنی یہ ہے اولٹی ہی ازل سے کہ ہوئے
کاسۂ سر کیطرح بخت نہیں وارون پیدا

ای ہر سے تصور لی ہیں مجکو خبر
ہر دہ ناف میں پنہاں ہو تو کرلوں پیدا

نہ ہمارے دل بیتاب کو زلفوں نے نکالا
بار سی ہوتی نہیں گیسو میں خم چوں پیدا

کرلیا ہر تو تو تسخیر سنا کر اشعار
مثل ... ہیں اب صاحب افسوں پیدا

ری کیا ہی اثر عشق نی پیر و جوانکا
ہی کیا ہی اثر ابر جو تنی ابرو کی نہانکا بادکا

اوس چاند کی ٹکڑی کی تصور میں ہی ٹکڑی
پر کیوں نہو حسرت سے میرا دامن جالی

گو فصل بہار آئی نہ آباد ہوں او گل
ہی صید فگن جان جگر تیر کی مانند

شیرین سخنی ایسی کہاں ہی کسی کی
محروم جو رکھنا اوسی منظور تہا میرا

ظاہر کی اٹھا تو نہ سمجھیں کے نہان
لشکر کی صفین ہو گئی جنباری کی ہماری

ہی صبح قیامت ہوئی اخر جو شب وصل
سلوائی میری سینہ کی کیوں زخم نہ قاتل

یوں ہو گئی سکلدوشن جو ہو چلنی کو تیار

خواہش سی کم کاٹ نہیں میری زبان کا
کھبرا ہی ہنوز میری کرتی میں کتان کا

گل کیا کوئی کانٹا نہ ملا باغ جہان کا
جہونکا کوئی چلتا ہی نسیم ابہی خزانکا

میری تن زار میں ہی طور کمانکا
جہوٹا ہی میری سامنی ہو تو نہ میں لعل اوسکی دہن کا

کہتا ہی صراحت سی کہ نی بوسہ دہان
عیسی کی سی مداوا ہو میری درد نہانکا

اکبر و ریندن نام و نشان نام و نشانکا
ہی صور کی آواز مجہی شور اذان کا

ان ہاہو لینی میرا دل لیتی جو سی جہانکا
کچہ تو کہو کہ ارادہ ہی کہانکا

واللہ شرہ جاننی ہی سوا بوسی کا
شوق میں آئی ہی جان میری سو ہونٹہوں پر
خوش نہوتا تو کبہی ہنس کے نہ کہتا پہر مالک

غالب کو نہ ہوئی کافر ایوسی کا
اج ای جان کرو وعدہ قدم بوسی کا
کیا ہوا اوس سی جو سائل ہیں ہوا بوسی کا

بالیتنا

تیری سر پر جسطرح ہی ابر کا سایہ مدام
میری سر پر ہو الٰہی سایہ تیری دیوار کا

نطق ہو کا بند اور اندہ مہجور و کثیں
نی صدا ہو جائیگا کسند تیری دستار کا

گوشۂ خاطر میں ہی اس غنچہ دلکو جگہ
گلکو ہوتی جسطرح گوشہ دیا دستار کا

ایک گونا کل ملکا ہی نکو زیر زمین
سایہ ہی اوج آسمان پر گو تیری دیوار کا

اسقدر کافر ہو لکا میں نے نظارہ کیا
طور ہی زنار نظر میں رشتۂ زنار کا

کیا عجب سایہ ہمسر کا اگر معدوم تہا
دیکہلو سایہ کہان ہی تیری جسم زار کا

تیری جہولکو اگر ٹانکی لگاتی ہیں ہم
بہی لاجواب دور آثار کی تلوار کا

تیر ہی مجہ پر ہیں وہ ہنسکتا انتی ہی لگے
جانتا ہی بوسہ لیلو لگائے سوفار کا

وصف اگر مطرب لب سیر کی لکتی ہیں جو ہم
اب قلم پر ہی گمان منقار موسیقار کا

ثنائی ابروی خمدار ہی بیان اپنا
سوای تیغ نہیں کوئی ہمزبان اپنا

الگ ہی اس جہان سی جدا ہی دونون جہان اپنا
زمین سی نسبت ہی کہیں نہ آسمان اپنا

یہ شوق بعد فنا ہی کہ لی اعانت غیر
اوسی گلی کو جنازہ ہو اروان اپنا

اسیر ہم جو قفس میں ہیں تو ہماری لیے
ہوائی باغ میں اوڑتا ہی آشیان اپنا

برنگ غنچہ جو رشتہ نقش پا ہی ہنوز
بلند بام فلک سی ہی آستان اپنا

ہم اس چمن میں ہیں وہ پست طالع ای بلبل
کہ شاخ گاو زمین میں ہی آشیان اپنا

روانکی

روان کیا ہی اگر ہمنی کشتی مَی کو — ہوا ہی ہوش و ہسن اوڑ کی بادبان اپنا

کہلا دیا غم نو جوان نی پری مین — سفید بال ہی ہر ایک استخوان اپنا

ہوا ہی نکہت گیسوی یار مین ابنو — بنا ہی موج ہوا جسم ناتوان اپنا

ہزار ضعف ہے پر روز عشق ہے سوختی — ہوئی ہین پیر مگر بخت ہی جوان اپنا

حواس ہوش اڑین نہ کہ نگہہ کرتین اسکو — وہ یوسف اپنی تو ہو کاروان اپنا

عجب بہار ہی محفل مین گلعذار و نسبی — رہی ہمیشہ بہ گلزار ہجران اپنا

بہر نگ شیشہ و جام شراب لسانی — ملا دی پری مستی کیسی دہان اپنا

ہماری نام کو کیا آج جان ہوتی ہو — کہین بنا کی ڈہونڈہی سی کل نشان اپنا

سفر چلی ہین نواد سن سی ہل لئی ہی — خدا ہی جانی کہ جانا ہوا کہان اپنا

جوش سودا ہی سواد شب ہجران اپنا — نہوئی صبح ہوا چاک گریبان اپنا

نہین ممکن کہ کوئی خار نعل جیسے جاوی — اپنی دامن کو سمیٹی ہی بیابان اپنا

دیکہ کر گلکا ابو ہی کیا انجمن آرائی ازل — کہ اوجہا کسی کانٹی سی دامان اپنا

اک ہر دیکہو لگا دی نہ کہین نالہ دل — ای پری رو نہ چہپا چہرہ تابان اپنا

السی لاغر ہو ہوئی تو سمانی گہو نکر — تنگ ہے خانہ زنجیر سی زندان اپنا

جو ند ہیا کراہی کرتی ہین مین پر نماز — کیون بدن نیز ملک کرتی ہی عریان اپنا

کچھ جوانی ہی میں ہم مست مئے عشق نہیں — کہ چمنستان کی سوا آشیانہ دلِ بستان اپنا
نعرہ زن میں نہیں محفل میں تو کیتا ہی وہ گل — آج لی بلبل نالان ہی گلستان اپنا
ہر ورق بال پر بسی ہی مشابہ — کہ بر باد وفا کی ہی وصف میں دیوان اپنا

غمِ افلاس کہاں دل ہی تو اگر اپنا — زرد چہرہ نہیں فانوس سی بہی زر اپنا
بوجھنی کی نہیں سیلاب بلا کو جالت — جانتا ہی میری ویرانی کو وہ گھر اپنا
ہی کسی کوچہ جاناں میں دشمن ہی کسے — ظاہر روح گرد آن گنو نیزا اپنا
خاک پر لوٹتی میں فرقت محبوب میں ہم — چاندنی ہی شب مہتاب میں بستر اپنا
لوگ سمجھی ہیں عبث تیر نا بان سکو — ہمنی وحشت میں وجھالا ہی یہ افسر اپنا
اپنی طالع میں ہی اختر شک قمر پامالی — ہی ستارہ تیری پاپوش کا اختر اپنا
اشک حسرت کے سوا بادہ گلرنگ نہیں — شکل رآمد کبھی دامن ہی نہوا تر اپنا
اتنی مدت سی ہوئی میں وادی غربت میں خراب — کہ وطن جاؤں تو پاؤں نہ کبھی گھر اپنا
کیوں دنیا ہی اگر جوہر شمشیر کسی سر — جیب کیا تیری کلہ سی جو ہیر اپنا
ساقیا شیشہ نہ کر دو نہ ہی سو اجل تار — ہنک ماریں ہم اگر ستی میں ساغر اپنا
دکر پرواز تو کیا بلک یہ اپنا ہی چمن — جہاڑ ہی سکی نہیں ہم کبھی بستر اپنا
ونیاں اوس کو چمن جو ہی ہا حسن — گھر میں ہم رہتی ہیں اور ڈھونڈتی ہیں گھر

کہاں وطن سی ہو ہمیں خانماں خراب جدا
ہوا یاص سی کب شعر انتخاب جدا

ہوا ہی آج وہ خورشید ماہتاب جدا
بدن کو جان سی کرتا ہی اضطراب جدا

ہوا نہ تیر ہمیں ہمان ساغر شراب جدا
نہ وہ ہی صبح نہ جبیں سی ہوا آفتاب جدا

ہمن ہی جو بدنسی ہو سر جدا ساقی
مگر نہ ہاتھ سی ہو ساغر شراب جدا

ہماری دیدہ تر سی جدا ہو کیا رومال
کہ روی یار سی ہوتی ہمن نقاب جدا

جو چشم چال سی ہی وہ دانت سر سی
کبہر سی ہو عرق شرم نکلی آب جدا

ہوئی ہی کیا یہ تعین سیتی دشمنی باہم
نہیں ہی گرچہ حباب اور موج آب جدا

خرام میں جو لچکتا ہی قد تر الف سی
کری نہ بند کمر کو یہ پیچ و تاب جدا

کہا جو میں نی کہ باتیں اتو بول اٹھا وہ ساحر
ہر اسوال جدا ہی ہر اجواب جدا

کہاں یہ بیک اجل ایلچی کہاں قاصد
جواب نامہ جدا نامی کا جواب جدا

بنے رہن کی برابر ہی حشر میں دو بلک
رہ خطا سی کہاں ہی رہ صواب جدا

ہی اصل ایک میں عاشق ہوا ہوں تو معشوق
ہر اخطاب جدا ہی ترا خطاب جدا

سیاہ ہو نہ کرو زاہدا کا اسطرح نرو
کہ ہو نہ ریش سی تا حشر یہ خضاب جدا

کسی بلا میں نہیں چھوٹتی جو میں ہم جنس
کہ جوں طناب سی ہوتا نہیں ہی آب جدا

وہ آفتاب ہی گستر حسنی بی سایہ
ہوا نہ سر سی کبہی سایہ سحاب جدا

ہمیشہ رہتی ہیں زلفیں عذار تاباں پر — عجب ہے چاند کہ ہوتا نہیں سحاب جدا
مثال تیغ ہی قاتل کہ عید قرباں کو — گلی سی لگتی ہی کیا ہو گیا شتاب جدا
یہ انس ہی تیری زلفوں کی بو سے آہو کو — کہ زیب بہر نہیں ہوتا ہی یا مشک ناب جدا
یہ عشق ہی تیرے بلکو نسی مجکو او قاتل — نہ سیخ سی ہو میری گوشت کا کباب جدا

کہا ہی خوب یہ دیوان لوتی ای
کسیکے ہاتھ سی ہوگی نہ یہ کتاب جدا

ہاتھ میرا ہی ہاتھ گلچیں کا — روی جاناں ہی پھول نسرین کا
گل رخسار کا نظارہ ہوا — گل میری چشم عافیت بین کا
سر پر ایسا ہی سوز داغ جنون — شعلہ ہر پر ہی میرے بالین کا
کیا تیری کاکل کا یا میں ہی خوشبو — شبہہ ہی ناف آہوی چین کا
جب غریب میں ہو نمیں جانا بدو — صاف عالم ہی خانہ زین کا
دور جرخ میں نہیں برکت — گیر ہی ایک خوشہ پروین کا
کودک سنگرں نہیں تو ہون — سر کو کافی ہی سنگ بالین کا
ہوگی تار نسیم بال تمام — نہ گیا دھیان ساق سیمین کا
یاد آیا مجھی وہ مصحف رو — نزع میں وقت ہی جو یاسین کا
ہو نمیں ایک شیر بستان سخن — خوف کیا مجکو شیر قالین کا

24

میری اشعار ایسی ہیں چنیدہ — کہ نہیں دخل یہاں سخن چین کا
خبر مرگ غیر سے ہے خط سبز — یہی مضمون ہے میری تسکین کا
طبع رنگین سے ہے کافی ای — شوق کب ہے لباس رنگین کا

دلمیں کچھ قایل ہوا تقدیر کی نیرنگ کا — بنگیا تابوت اورا ورنگ ہے اورنگ کا
سرکشی کب اگر رہایی کیا ہمیں ہے اسمان — پنجۂ خورشید میں انداز ہی سرچنگ کا
او بہہ جلی صبح شب وصل اب سکر ریر بہ — نام رکھا جغد ہی مرغ خوش اہنگ کا
محو چشم مست ہوں کیا سبزہ خط ہے عجب — بادہ کش جو ہیں وہنیں کیا دسیان ای بنگ کا
ہجر میں جو زندگی سی ہو گیا دلتنگ ہے — دلمیں ہنتا ہی خیال اوسکی دہان تنگ کا
ایک کا ہو دشمن جانی نہ کیونکر دوسرا — عرصہ امکان نہیں ہی تیرا ان ہنر جنگ کا
طرفہ ہولی کہیلتا ہی باغمیں وہ رنگ گل — ہی گلال اوسکا اوڑانا روی گلشن رنگ کا
دیکھی اوس گلشن میں گوری سانولی سرخ و سفید — جوت نظارہ کیا گلہای رنگارنگ کا
بوجھ آتے مال سی او قایل عالم کلال — تیغ ابرو بر کسکو ہو نہ شیشہ سنگ کا
کر لیا ایسا بتان سنگدل کی دلمیں گہر — بنگیا ہی دل ہمارا اب شرارہ سنگ کا
ایک یا اشک حسرتی روان کرتا ہوں دور — جب نظر آتا ہی مجکو وہ کنار آلنگ کا
طی نہیں ہوتا زمانہ فرقت محبوب کا — ابتک ایام میں عالم ہی اسپ لنگ کا

وہ زور ہی کہاں ہی تو ہی امتحان ہمارا — کہتی ہیں جسی عشق ہی امتحان ہمارا

ہاتہوں کی شکایت ہے ہیں دست جنوں ہیں — باقی ہیں او لجہتا ہی گریبان ہمارا

ہر صبح دیکھتا ہی ہیں جلوہ پری کا — بالائی ہوا ادر سلیمان ہمارا

ہیں مردم غمدیدہ کی دانہ کی طرح بند — شش در ہیں تنگ ہے زندان ہمارا

ہم خانہ خراب ہوتی ہی کیا کوئے اگر — دروازہ افتادہ ہی ویران ہمارا

رہتا ہی ہمیں دہیان تمہارا ہی ہمیشہ — تمکو نہیں آتا ہی کبہی دہیان ہمارا

آجائی ابہی جان میں جان اور اگر تم — تن ہجر میں بیجان ہی ای جان ہمارا

بیکسی کی تو حسرت میں نکیوں ڈر کی بہر کی — پہلو میں ہی بیچار سا ارمان ہمارا

لی جان خدا کی کسی بت نی کیا قتل — نکلا نہ دم مرگ ہی ارمان ہمارا

اوڑا کی ساتہ مہ بہشت غبار لیتا جا — مجہی رکاب میں وہ شہسوار لیتا جا

چلا عدم سی میں جبر اتو بول اوٹہی تقدیر — یہاں سے ہر شکوہ بے اختیار لیتا جا

شگفتہ غنچہ امید باغ کر ای گل — خزاں میں ساتہ نسیم بہار لیتا جا

ہوا ہی تو سر شور میں بہت فراک — ہماری دوش سی صیاد بار لیتا جا

صراحی کہتی ہی بجہسی کہ مغتنم ہی یہ دور — پیالی مفصل ای بادہ خوار لیتا جا

بہت خرابیاں دیتا ہی رنج ای قاصد — ہماری دل کو بہی ساتہ اپنی بار لیتا جا

ولائیں یہ خرابات جائے کیفیت
جگر کی ٹکڑی ہیں لالہ کے دل بر داغ

لکھوں کیا حال میں لوا نے نا توانی کا
ہی کا ماہ کامل بر نو خورشید عارض سے
شفق کو دیکھ کر ہم نشہ میں سمجھی یہ الساقی
زمین شعر کی مردہ جو ہی گرنا ہو میں زندہ
شعار اپنا ہوائی ہی ہر سینی اندوں آمد
ہو اور قمیص بے کیفیت ایسا سکوہ ساقی
گلستاں صبح دم ہوتی ہیں شیشکی سی آسائش
بہت ہو لوہ ٹمکند ہر بند ہوتی خوشامد سی
و مکینا ہی جو کندن سا بدن ہر اک حلقہ سی
ہوتی خوندجی ہی مبتلا اوس طفل گلرو پر
ہوتی خوندجی ہی مبتلا اوس طفل گلرو پر
ہوتی جز و زبان الفاظ نس کندہ جام
اندر دیکھو نگاہ مست ساقی کا گلشن میں

برائی بادہ کو نہ خمار لبنا جا
سبزی چمن سی کچھ اے گل عذار لبنا جا

ہوا طوق گراں گر دشمن وہ جہلا نشانی کا
گریباں ہی ہلال و سکی قبائی آسمانی کا
فلک ہی شیشۂ خالی شراب ارغوانی کا
اثر ہی ابر رحمت سی سوا مے ربانی کا
اثر یہ ہو کیا شاید ہمیں کیکانی ربی کا
کہ ہوتا ہی شراب صاف بر آتش شبہ ہی کا
بھی سر میں باد ائی لکھوں عالم جوانی کا
یہاں مستانہ یہ مدح خواکو لوحہ خوانی کا
تیری جالکی کرنی میں ہی عالم کامرانی کا
دیا کسی ہلال گلچین کو عہدہ باغبانی کا
دیا کسی ہلال گلچین کو عہدہ باغبانی کا
بیان کرنی لگا جسدم میں اپنی نوا سبکا
ہوا ہر برگ گل بلبل شراب ارغوانی کا

نکو نگر وصلہین ہون صبح خدا ان شام سی تو
تیرا مکتوب گویا قاصد آتش زبان ہوگا
رسائی غیر نی پائی کوئی قصہ نہ برپا ہو
اگر عزم سفر ہی الصنم مجکو ہی لینا جا
بڑا اکال ہی

اثر ہی بصنم تری لباس رعنائی کا
ہر اک مضمون مین عالم ہی ہنگام رسا کا
تیری مندا اوڑ کی شوق اونکو جسکی کہانی
بنا ہون منحنی ہو کر مین احسان اوسانی
غم عالم فراہم کر

ارادہ ہی اگر الجرح اوسکی بیمائی کا

دید دل جسنی او فرہاد تک مین ہو گیا
پھول جہڑنی مین ترے مونہہ سی جدائی گلستان
ساقیا ساغر تمھون بجائی غل ابن دیا
رنگ گل ایسا اوڑا اوس رشک گلگی سامنے
جلوہ گر ہو تا نہین کہوڑی یہ ات وہ شہسوار
میری دل و ہنی سی ہی حسن کا اوسکو غرور
خانہ بربادی مین ہے ہی اپنی آسا تشو
کیا ہی تاثیر حلاوت ہے لب جانبخش کے
شاق نسرین کی محبت ہے ہماری دم کی آشنا
اوس تری قاصد و تو ہمنی زر البنا دیا

ہمنی جس منتر کو دیکھا نقش شیرین ہو گیا
نکتہ چین آ یا تر محفلمین قلچین ہو گیا
نور ہی سی حوشہ انگور پروین ہو گیا
دامن باد صبا گلشن مین گلچین ہو گیا
ہجر ان روز ون وسکا جانہ از
مانہ آیا جسکی اپنہ وہ خود بین ہو گیا
بیٹہ بستر ہو گئی ہی مانہ بالین ہو گیا
حرف مونہہ سی تلخ ہی نکلا ہی نغ شیرین
ای تری تار نفس ہی تار سیمین ہو گیا
اوڑ گیا ہر کبوتر مرغ زرین ہو گیا

جوش سودائی بجا یا لشکر غم سی ترے ۔ گرد سنگ کودکان سی قلعہ مجنون ہو گیا

باغبان آتا ہین گلگشت کو وہ رشک گل ۔ نکلی اب جینی لگا دیوانہ گلچین ہو گیا

ہین سفید انکهین ترے کیا کرنی کر انتظار ۔ باغ مین جو پهول نرگس کا ہی نسرین ہو گیا

انسی کا سیدہ ہوے محبوب تر رشک سے ۔ گیسوی مشکین جو تہا اب خال مشکین ہو گیا

سبحہ را بگسست و از بہر کمر زنار ساخت ۔ شیخ بدل اندون ہی دین ہو

منقلب اکثر دلا یہہ کارخانہ ہو گیا ۔ بار ہا بام فلک پہ آشیانا ہو گیا

اس سی بہتر ہی کہین عریان پہرنا اے جنون ۔ جامہ ہستی نہایت اب برانا ہو گیا

مرتا اب مین ناحق ہوا بدنام تو ۔ اونکهی کو نیہلی کا اب بہانا ہو گیا

ہی بجای شعلہ آواز شعلہ طور کا ۔ نے نوائی اور بی معنی کا اب ترانا ہو گیا

اور کیا مجکو نظر آتی ہی کیا وہ شہسوار ۔ رشتہ نظارہ گویا تازیانا ہو گیا

گر گی گلبن چمن مین رشک سے بری حضور ۔ اب زر گل صاف قارون کا خزانا ہو گیا

بلکہ کیا بدر کہین تر سلک سے شل لالہ زار ۔ خوشہ پروین ہی تیرے آگی دانا ہو گیا

کتنی ہین دیوانگی جسکو وہ ہی فرزانگی ۔ ہو گیا پہول دیوانہ تو دانا ہو گیا

زلف بیجا کا تصور اسقدر رہنی لگا ۔ خانہ دل اندرون زنجیر خانا ہو گیا

خاطر سنجہ نہین دلمین کہی کرتا ہون ہا ۔ کیا کرون سودائی کافی اک دانا ہو گیا

جب ارادہ ہن نی وکر شور نیا لگا کیا
بس زبانکی ہی الش کار نمانا ہو گیا

تو وہ نیلا نور کا ہی تیری تیر نہین کی لی
ماہ آئینہ ہوا خورشید نشانا ہو گیا

ماہتہ سی المرئع دل لگو شین وہ چھوٹا
لب کو با شاخ گلبن آشنانا ہو گیا

خاک اوڑانی جائی ہین و جستی ہزاروں ساہیتہ سا
تیری نعشی پر غبار اک شامیانا ہو گیا

اوس ہمکر سی نیا یا تیری نامسکا جواب
نامہ تیر نیک کی و نیاسی دیوانہ ہو گیا

جبک کیا ہوں جیسی تیری عشق میں میل کمان
خلق کی تیر نگہ کا میں نشانا ہو گیا

خود فروشی شوقسی کر سر فرو شوئی حصول
عہد اب تیرے ابی یوسف کا زمانا ہو گیا

بہر وہی ہا رنور وجنت بہر و جوشن جیون
فصل گل ائی ہی کیا نوانا ہو گیا

ہی مکان کو تنگ سونیکا
کیا کروں کا ہلک سونیکا

جو ہمک تجہہ میں ہی کہاں او سمیں
کیوں نہ بہکا ہو زنگ سونیکا

ہجر میں ہر شعاع شمس مجہی
ہو گیا ہی خدنگ سونیکا

یاد آتا ہی سحر میں وہ مزا
بر میں لی لی پلنگ سونیکا

وصل کی رات ڈھل گئی جبک
وقت ہی جانہ جنگ سونیکا

تیری لیلی کو یہاں اگر لی ائی
پاند ہون قافیہ مین تنگ سونیکا

نم جہیر کہت میں ہم جہارے بر
کیا لگا لا ہی ڈہنگ سونیکا

ہر گراں زرگی ساہنی ہی سبک
گیا ہو ہم وزن سنگ سونبکا

گونہری سنہری رنگ کے
کیسی دیکھی نہ رنگ سونبکا

خواب میں نہ آیدا ای
قصد کر سید رنگ سونبکا

جیسی شعلہ خوافشانی ہو گیا
ہر دو چشم ارغوانی ہو گیا

روی ہم بادلب جان بخش میں
اشک آب زندگانی ہو گیا

ہجر میں نیرنگ وکیفیت سی بزم
بادہ گلرنگ تابی پانی ہو گیا

ہم جو باقی تھی سو باقی رہ گئے
تھا جو فانی دم میں فانی ہو گیا

سر لگا ہی کہاں شوریدہ بی
حل جنون عہد جوانی ہو گیا

ہو گیا قرآن کا ہر تپا غضب
وردِ او سکولن ہزار بی ہو گیا

حسن میں سبقت ہی یوسف پر اوسی
تھا جو اول اب وہ ثانی ہو گیا

شل ساغر خشک کا دماغ
بی شراب ارغوانی ہو گیا

یک فسر خندہ قال آیو ہی جا
بہر پیام وصال آیو ہی جا

بہر مبارک ہو صحبت ساقی
ہو مبسم ہر کنگال آیو ہی جا

چشم بی نور ہوگئی بی نور
کیا وہ یوسف جمال آیو ہی جا

اوڑ کی اب جا لگی کہاں لطف مے
پھر ہرن ہو گئی پری وحشت
مثل خورشید جل گئی ان پھر راہ
دشت سے کٹ وطن کو سجون کا
آتی آتی جو پھر گیا ہی خواب
ہی مضمون خط میں ہے مرقوم

ہجر میں باغ کو قفس کی برابر سمجھا
چشم کم سی تو زمانی میں کسیکو دیکھا
ناگوارا ہی نہ الفت سے شرر لگی گری
ایسی مضمون کی ہیں مجھی قاتل نی رقم
ساتھ گلگشت میں وہ سرو کل اندام ہیں
ہم تن آہ ہوں آتش گلسی بلبل
کیا ہی رسوا ہی وہ دشمن جان ہی ظالم
ہنسکے بولا کہ ہی کچھ کام ای آتا ہوں
لال جوڑا ہین برسات میں پہنا تو نے

ابر باران کا جال آ پہنچا
پھر وہ رعنا غزال آ پہنچا
دھوپ سے لال لال آ پہنچا
کہ جہاں اب تو سال آ پہنچا
شاید اوسکا خیال آ پہنچا
حسن کا اب زوال آ پہنچا

سرو ٹہنی کی میں لاشہ بسر سمجھا
کبھی جگنو نظر آیا تو میں اختر سمجھا
سنگ پھر جو اوٹھایا تو میں اخگر سمجھا
طایر روح رواں نامہ کو شہپر سمجھا
آج گلشن کو میں گلخن کے برابر سمجھا
پھول ہار آج گلے ٹو میں خنجر سمجھا
آج آتی ہی جو ہندسے پری پیکر سمجھا
اور اپنی دل بیتاب کو دم بھر سمجھا
تجکو خورشید شفق کی میں برابر سمجھا

دل مرا لوٹ گیا یاد جو آیا ساقی
کوئی عاشق کی برابر نہیں دنیا میں حریص
فصل گل میں سر نہیں ہوتی مری یہ کشتی
دل نے جس راہ لگایا میں وہی راہ چلا
پڑ گیا عکس رخ گل جو نہ عریاں بر
گیا گرمی ہی لا بر سنگ کی دولت
شورش داغ جہاں گم ہوئی کہنے لگا
موج عنبر ہی ہر بال کو کہتا ہوں صنم
جان شیریں جو گئی یاد لب شیریں میں
زیست بھر شوق خط یار رہا ای

شب شنبہ کی کو شب ہجر میں پھر سمجھا
عمر بھر دل میں گزری کو میں دم بھر سمجھا
بلبلہ شیشۂ می کو میں گل تر سمجھا
وادی عشق میں گمراہ کو رہبر سمجھا
حلقو میں بھی ہوئی حلقۂ بر زر سمجھا
جوش مستی میں خم می کو میں ساغر سمجھا
طائر روح رواں کو میں سمند سمجھا
شانہ زلف معنبر کو میں عنبر سمجھا
جو نشاں نے بھی تیری خاک کو سکر سمجھا
جب تلک نزع میں آیا میں کبوتر سمجھا

جو جوانا یا رخ وقف تماشائی ہو گیا
حسرت ادا سنگی سیانہ سو بنگی ہی کیا طاقت گزار
جاں آن عرش گچھے صدقے میں الشمع پر رو
داغ خون شاہد میں نگہ آئی دردو لو کو
خونفشاں منی میں آنکھیں سو حلی جیسی شراب

ہر گل نو صورت گلہائے قالی ہو گیا
اندلون میں شمس تصویر نہالی ہو گیا
عرش اب مانند فانوس خیالی ہو گیا
رات میں تیری جو بلی لی جوالی ہو گیا
کیوں تہہ ہرائی ہر ادل شنبہ خالی ہو گیا

عرش کی نوری ہیں تاری جای مضمون بلند
آج باری امتحان طبع عالی سو کیا
باش ابر مژہ کی سیاہ نہ چلا نی رلکا
مرغ دل ہی صاف ... پر سکالی ہو
دیکھتی ہی خندہ دندان نمای یار کو
رشتہ نظارہ بس سلک لالی ہو
عابد و زاہد چلے جاتی ہیں مینای سراب
اپنو ... رہو رندلا و بالی سو کیا

زار اپنی جسم کو کمر یار نی کیا
خمدار ہمکو ابرو خمدار نی کیا
ایسی اثر کی انکھہ نی یار کی ہری نی
دیوانہ تجکو روزن دیوار نی کیا
ایسا طبیب کون ہی الکل کہ یار ہا
تجسی رجوع نرگس بیمار نی کیا
ای وہ نا کہاں ہری سو نیمین صبحدم
بیدار تجکو طالع بیدار نی کیا
پہنا دیا ہی خلعت زر او سکی نور نی
رخت سیاہ و رشتہ تار نی کیا

غیرت وہ رہی ہیں شکار تجلی کا
کہ رشک سے ہی پہہ دل بیقرار تجلی کا
سنا ہیں کوئی اوس بحر حسن سیا ناگہ
کہ کانپتی ہین او وہ شتا ہی یار تجلی کا
نہی ہی یار کی در ہر شبہ تجلی کے
ہوا ہی حد سی زیادہ اضطرار تجلی کا
کمند زلف میں محبوری دل بیتاب
بہلا ہو شست میں کیا اختیار تجلی کا
ہماری انکھو نسی یا ہی اشک جاری ہی
خیال ہی تیری یا زو کی یار تجلی کا

غیر کو ہی مصحف ہی تجکو جو ہی سودائی اگر
دھکر جو تی کو ابڑی تک جو بن کہانی لگا
ہی بجا ہیر دو نور لعل کا مقام ابر کی پاس
اوس پری کی گیسون کی عشق مین بیمار ہون
زلف کا سودا جو ہی جنگل کی لون گر ناہون پسر
یاسمن سی کالون پر جارو نکی جارون مین
ہو گیا زنجیر تیری زلف پیچان دیکھہ کر
گیا کو ہی موتی ہی تیری سانپ و اشہسوار
بولی وہ بلی ول تیری دلکو اپنی زنقین

مثل ضحاک اسکی ثنا تو ہمیں ہو بہو ڑ اسباب کا
سنگ پائی یار سی موہنہ مینی نور اسباب کا
مثل ازاین کعبہ مین ہی تہا الٹ جوڑ اسباب
جائی تیری دو این زنہر تہوڑ اسباب کا
از دہی کی ہی سواری اور گھوڑ اسباب
انکہیں مین ہنوری کا جوڑ ازلف جوڑ اسباب
زہر کا جہالا بنا ہی ایک بہوڑ اسباب کا
رخش رستم طرح قائم ہی گہوڑ اسباب
خدیو خوش ہوا ہی ہیولا ہینی بہوڑا

گل ہی کیا مجروح ہی تیغ نگاہ یار کا
اپنی سر کو اندون سودائی زلف یار کا
ہی جھپکنا مشکل اپنی دیدہ بیدار کا
نکلی گیا ارمان اوس تجکو کی دیدار کا
ہی تصور تجکو ہر دم ابرو خمدار کا
کم نہین مار سیہ سی زہر زلف یار کا

ہر کلی تیری ہنا مرہم زنگار کا
مار پیچان نبگیا جو ہیچ ہنا و سنار کا
چہرہ پر نقشہ ہی تیری روزن دیوار کا
بخت ہی خوابیدہ اپنی دیدہ بیدار
دل ہین گو یا لعل مین پنہان ہی تلوار
کا لگا موتی ہوا ہی انسو فی تار کا

ہائے جاڑے میں بسر کرتا ہوں کوئی یار بن
کہیں کیا ہوں پر نظر بازی ہے آنکھوں میں جو
دو پہر سے جلتے ہیں ہم شمع و رخ دیکھو بن
دیو کا سایہ پڑا اور تر جایا ہے اکثر ای پری
بلکہ اپنی رو گئی ہیں آنکھیں میں آنکھیں
ہم چلے اپنے وطن کو ہو کے غربت میں فقیر
ہو نہ پر ہم کو دیتے ہیں جو یوسف سے مثال
کون ہے کافر جو تیرا جو نظارہ نہیں
میری آنکھیں جلتی ہیں دم بھر نہیں کر دیکھتا
ڈوبتی ہیں دیکھنی والو کی زلفیں اختیار
بحر سے عیسی کو ہی گلشت یو موسی کی طرح
زہر ہم کو ہو گئی ہے بحر ساقی میں شراب

خاک کا بستر ہے کہیں سایہ دیوار کا
جسم میں عالم ہے شاخ نرگس بیمار کا
مستی ہے توجہ میں عالم خلد کی گلزار کا
پڑا و نہ تا ہے نہیں سایہ تیری دیوار کا
ہے سراپا الصنم طالب تیرے دیدار کا
کشتی دریوزہ پر ہے عزم گنگا پار کا
نبد موہنہ کسنے کیا ہے فرقہ م بازار کا
نکیبا تار نظر رشتہ تیری زنار کا
کیا اثر اولٹا ہے تیری شعلہ رخسار کا
ہے عجب انداز او کافر تیری رفتار کا
الصنم اعجاز البیان ہے تیری گفتار کا
شبنم سے کیا ہیولا ہے دامن یار کا

جہاں قاصد کو وہاں جواب ملا
آج ذرے کو آفتاب ملا
کیا ہمیں خمار میں ہو شراب

میری خط کا ہی جواب ملا
کہ مجھے ساغر شراب ملا
نہ مجھے تشنگی میں آب ملا

ہوئی ہیں صبحدم وہ دیکھی ہوئیہ — جاکی آئینہ ماہتاب ملا

نی تمات آئی بزم عشق جو ہے — شیشہ می کی جا حباب ملا

بخت نے پائی جب کے بیدار سے — پھری پائی طلب کو خواب ملا

ہو گیا دل جو اپنا سار نے — سمجھی ہم شیشہ شراب ملا

کو رہی گھدری قہر کے ساتھ — اب جو مستی ہوئی خطاب ملا

کب کسی کی جستجو ہی مجھے — آج وہ خانمان خراب ملا

تری ہر تو نی کیا گنگا کو دریا نور کا — جسنی دیکھا اوسکو سمجھا وہ شعلہ طور کا

توڑتا ہی محتسب شیشہ می انگور کا — توڑنا لازم ہی مجکو زخم کی انگور کا

اوس پریرو کی کف پا میں ہی عالم نور کا — سنگپا کی واسطی منگوا ہیں پتھر طور کا

جسنی دیکھا مجکو یاں وہ ہی کہنی لگا — خوب اوڈرنی بنایا ہی صنم بلور کا

کشتی می فرقت ساقی میں اب بسکہ آب — جوش میں خم میں ہیں طوفان ہی تنور کا

فقر کی عالم میں ہے اپنی وہی ہی عہد کی — پھر کدہ جا ہی کاسہ سر فغفور کا

حسن بھی کیا جبر ہی [illegible] اندر الانصاف کر — اپنی بندوں کو خدا دیتا ہی لالچ حور کا

ہو گی طی راہ عدم کیونکر کہ مجکو ضعف سے — اوسکی موہنہ تک ماتہ لیجانا ہو گئی دور

ہیگی کر لیتا ہوں گل اپنی صنم خانہ کی شمع — تب کہیں مضمون پاتا ہوں میں [illegible]

دیکھ او شمرین ذرا ہم عاشقوں کی بیخودی / اپنی سر کو کوہکن سمجھا ہی سر شاپور کا

ہوئے بوسہ قہر یا رب لطف سے ہی خالی نہیں / کیا مزا او پتا ہی لبنا خانہ زنبور کا

جلوہ فرما ہو وہیں شاید کسی وہ برق حسن / اپنی گھر میں ہم لگائیں تو نی بنیر کا

سوزش اپنی وا غمیں ہے ہو بزنگ نبات / جا ہی جراح مرہم صبح کی کافور کا

بانجمن جو سنگدلی منظور ہو اوس بت کو / دانہ انگور شیشہ ہو سی انگور کا

غیر حق اپنی نہیں ہرگز زبان پر کوئی بات / ہی ہی اوس دار فانی میں نشان منصور کا

تو نہیں ساقی تو سمجھا ہمیں ایک بات ہی حشر / شیشہ ہی میں نظر آتا ہی نقشہ صور کا

ہجر میں کیا سنگدلی کہ سو اک طرح / زخم بی دلکی نہ ٹھہا ہو نہ کسی ناسور کا

تو نے ظالم دل و تن جو ہمارا توڑا / محل فرسنوں نے کیا عرش کا تارا توڑا

پھری گرد و تلی ہی رنجز او نروا ای ا / آئی اپنی گلی کا جو او تارا توڑا

دیکھنا کہ ترا ہم ہی صنو تو رن کی / محتسب تو نے اگر شیشہ ہمارا توڑا

دست میں ہو تو رنگ جانکے برابر کیوں / جان ہی کیا ہی تری ہاتھ میں ہارا توڑا

جسطرح توڑتی ہیں شیشہ ہی کو تہر / شیشہ ہی نی ہو ہمیں ورنہ ہمارا توڑا

ایک ہے کام میں ہر ایک سے یہی مطلب / سر جو پھوڑا او ہیں دروازہ تمہارا توڑا

ہم فقط فرقت محبوب میں دم توڑتی ہیں / قیس نے خار تو فرہاد نی خار ا توڑا

۳۲

عاشق زلف معنبر میں خبردار تمام — کیوں نہ بڑا ہوا عنبر سارا توڑا
مجھ جای حاسد کی فلک جیسنے نوبت پای — دم میں مانند حباب اسنی نقارا توڑا
ہیں یوں زنجیر میں اب عاشق دیوانہ مزاج — تیری گیسو نے لگا یہ گرہ ای اشتار توڑا
سحر سا ہمیں مجھی گردوں مینای تنگ — آتش میکا کی ہر ایک شرار توڑا

توڑی واعظ نے اگر گردوں مینا — می پرستوں نے بھی مسجد کا مینا توڑا

ہی اپنی بزم میں جلوہ مدام شیشی کا — ہمیشہ ہی کف ساقی میں جام شیشی کا
ہمیشہ جنس کو رہتی ہی میل جانب جنس — خیال ہی میری دل کو مدام شیشی کا
بجای دانہ میں ساقی جو دانہ انگور — ہم اپنی سبحہ میں ڈالیں امام شیشی کا
چھلکا ہمیں بھی رند و تو چھلکای جا — پیتی ہیں جام سے ہر دم کلام شیشی کا
بہار آئی ہوا پھر ہرا میں دست ثمر — سبو کی سنگ کو گیا یہ پیام شیشی کا
ہیں نماز اگر زاہد تو پھر کیا ہے — یہ سجدہ میں رکوع و قیام شیشی کا
نہیں بعید کہ ہو سنگ حادثات سی چور — شکستہ ہی بہری لطف و ہمیں نام شیشی
یہ ہی کہ اشارہ اوج سپہر مینائی — ہر ایک شے سی ہی عالی مقام شیشی
جہاں ہی میکشی بزم عیش میں عبث — بنا ہی جسم ہمارا تمام شیشی کا
شراب ہی اگر جشن واسی پھی دور — خیال ہی کیوں قیام شیشی کا

ہوئی ہے تشنگی سے نفرت فراق سا ہیز
کہ ہی گلاب ہیے مجکو حرام تشنگی کا

وحشت ہے بن میں عجز پر البسا ہمیں و ہوا اٹھا
پڑی اکی باغبان نی نوچ ڈالی سب چمن
بزم میں خالی نظر آیا جو ساقی کا ایاغ
آتش رنگ حنا سے شمع میں سب او بگلیان
زلف جانان بنگئی ہی گور میں مار عذاب
صورت اوسکی دیکہتا ہوں ہر روز و ہوا ہی
جوش حسرت سے کسکو طاقت ضبط ہیں
زندی اپنی پارسائی سے بدل ہوگئی
ہنس غیر آیا ہنس پاہر روان جسم سے
غش سے جو لگا کر جھی گیا ہنس کی وہ اکہنی لگا
ہون وہ بلبل شاخ گل چھوٹی تو مانند ای ای شمع
ہوگیا ہی غیر کیا سودا ہی گھبرائی ہری
نسل آخر ہی چراغ خانہ پنہان جا کہین
دیگر کیا نہ ہی فرقہ میں چراغ و شمع کا

شہر کا نقشہ پرائی ہوئی سر تا پا ہوا
باغ میں ہر گل ہر رنگ سبزہ بیگانا ہوا
شیشہ بیکا وہین لبریز پیمانا ہوا
دست جانان میں ہر انگشت پروانا ہوا
تہا جو افسون چشم جادو کا سو افسانا ہوا
اندرون کاشانہ کہبر اصاف بیجا نا ہوا
مجمع خوبان ہر ی آئی بیجا نا ہوا
بحر میں ہر قطرہ ہی بیجہ کا دانا ہوا
طفل اشک آیا جو نادان تہا پر ادا
بعد مدت آج کیونکر آب میں آنا ہوا
بعد مرجانیکی پر ہر ایک پروانا ہوا
جو گیا کلتا ترے کوچے میں دیوانا ہوا
بام اپنا بستی طالع سے تہ خانا ہوا
آگ لگنی سے کبہی دشمن سیہ خانا ہوا

جاو

جانور اچھے کہیں بری انسانسی — شہر سے وحشت ہوئے مانوس ویرانے

کیا گذرا اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا — کہیں کیا اسسی ہی بار رشتہ بندی ظلمات کا
باغمیں سنکر شگفت غنچہ گل کی صدا — یاد آیا لطف اے گل مجکو تری بات کا
روتے روتے ہم فرا ابڑتے تھی بالائے زمین — کہتی ہیں سب قہر تہا یہ زلزلہ برسات کا
فرقت محبوب مین اندہیر سا اندہیر ہے — دن ہے شب تاریک سے بو کھونہ عالم رات کا
گاہ روتا ہون کبھی ہنستا ہون اے حال ہر — کوئی بھی ہو کام دنیا میں ہیری اوقات کا
ہڈیان میری سگ جانا کو سنجادی کوئی — بعد مردن بھی ہی لازم بھیجنا سوغات کا
نت جو ہو لازم ہے یہ اوسکو کری جنبش زہے — پہر عزا جہوڑ دی اے بت حالا ت کا
نفی اپنی کرلی اول بعد اثبات حبیب — ہے محبت یہ شغل نفی و اثبات کا

تیری گیسو میں دیکھی جوش سودا ہو گیا — روئی آتشناکسی ہیجان صفرا ہو گیا
کیا فقط روتی ہیں پریان اوس پری کی عشق میں — شاہ جنات ایسا رویا شاہ دریا ہو گیا
کوئی ال صیاد تیری عشق میں زندہ نہیں — طائر جان جسکو کہتی ہیں وہ عنقا ہو گیا
تو وہ یوسف ہے جو ہو تو نہ بیرا و نکہا اگر — صورت یعقوب اپنہ بھی اندہا ہو گیا
کوئی دن بہلا نہ تیری روی انشا کسی — تہا جو تسنیم آندہ ام تیری آگی رارکا ہو

نسخہ

چشم حیراں جام کو اوس چشم سیگوں کی کیا
بادۂ گلرنگ ہے یا ہستی بسمل ہو گیا

نقش حیرت ان کی واسطی نقش قدم
سایہ پرہای پری جادو کا بسمل ہو گیا

ہی کشادہ دولت کار عاشقاں تیری نگاہ
بیں کیا جسدم دریچہ بند رستہ ہو گیا

تیری انکھ چاک پیراہن یوسف ہوا
اندروں دست جنوں دست زلیخا ہو گیا

بن گیا جب پیر خود بینی دل صاف آئینہ
تہا نہاں اپنی نظر ہی میں سویدا ہو گیا

آگیں جو یاد تیری بازوؤں کی مچھلیاں
ایسی ہم روی کہ جاری ایک دریا ہو گیا

دیکھی گیا روز فرقت میں ہو حالت شام کی
دوپہر میں ہای میرا چشم اودا ہو گیا

پاؤں میں تا خلوت جاناں رسائی کسطرح
وہ تو میری واسطی ابتلا ہو گیا

تو جو دم بھر نہ میری پاس ہوا
جی میرا جینی سی بے دو اداس ہوا

اوڑ چلا بائی سی میری آگے
رنگ گل اسقدر اوداس ہوا

رہ گیا میں مسوس کر دل میں
کب میسر مجھی مساس ہوا

نالہ اپنا جہاں بلند ہوا
شعلۂ نالہ لامکاں بلند ہوا

ہمی وہی تیری پانک سی جو بنال
رتبۂ کہکشاں بلند ہوا

مجھ سبحہ کی خوجاک اٹھوے
لوگ سمجھی دہواں بلند ہوا

تری

تیری رہنی کو رفیع القدر ۔ خیمۂ آسمان بلند ہوا
جب شب مری ابر و بر ۔ نالہ جائی ادان بلند ہوا
نہ ملی کا کبھی شکار یقین ۔ کو عقاب کمان بلند ہوا
بس سلیمان کا جنازہ بنا ۔ کچھ جو تخت روان بلند ہوا
نسبت او از مدح خوانی ہوئی ۔ نعرۂ نوحہ خوان بلند ہوا

ہی سب ہی ہر گھر سی کم نکلنی کا ۔ بہت خیال ہی ہر بن قدم نکلنی کا
زمین کوچۂ جانان قدم پکڑتی ہے ۔ جو قصد کرتی ہیں وحشت میں ہم نکلنی

ہیں جو رونیکو غم ہجر میں کل بیٹھ گیا ۔ اڑ اڑ اکر وہیں گرد ونکا محل بیٹھ گیا

ساقیا دی مجھی شتاب شراب ۔ کبھی کرتا ہوں میں شراب شراب
ہجر میں آگ ہو گیا پانی ۔ دلکو کرتی دہی کباب شراب
ہیں خلوت او سکی نور سی روشن ۔ کیوں کہلائی نہ آفتاب شراب

ہے سزاوار عیش آخر عمر — صبح پیری ہے آفتاب شراب
ہے بھرا جام زندگی لبریز — سایہ انگور ہیں حباب شراب
ہے عزا مستی اور ہشیاری — کہ نہی لطف و فن جواب شراب
فصل گلبن عجب نہیں ہے اگر — ابر برسا ہی جائے آب شراب
ساقیا ہے تیری جدا سبوئے من — داغ دل رشک ماہتاب شراب
نرگس مست یار کی اس کے — ہوئی عنبر سے اب انشراب
داغ دل میں نہاں جھڑک آتش — کر نہ اے محتسب خراب شراب
نہیں ساقی تو کیا کروں — نہر مطرب چمن سحاب شراب

تیری جلوہ نے بجھا ہی چراغ آفتاب — شمع شب کو نہیں ملتا سراغ آفتاب
دانہ انجم جیا لیتا ہی ہر صبح آسمان — گرم رہتا ہے عبث ان بہر چراغ آفتاب
گو ہی دم سوزش میں ہو جاتی ہے گلچہ تکفت سحر — ابر کی ٹکڑی میں ہے ہی بہر داغ آفتاب
بادہ عشرت نہیں ملتا ہی گردوں میں کہاں — آتش جلکر وہ سہی ہر ہی ایاغ آفتاب
ساقیا ز ہادہ میں لنگر تری انجاز کے — گر شب تاریک میں روشن چراغ آفتاب
ایکدم میں ہے بہار اور ایکدم میں ہے خزاں — ست شفق کہتی ہیں جسکو ہے وہ داغ آفتاب
سوزش اپنی داغ حسرت کی ہے فقط کہ انہوں پر — الفلک ان بہر فقط جلتا ہی داغ آفتاب

مجھکو سر ہی میں بلا اوس جانِ عالم کا نشان — صبحدم جس طرح ملتا ہی سراغِ آفتاب

اوسکی عارض تلے ہیں کاکل جو پنہان ہوئی — جز رہ جز رخ نہیں ہم پر اب بامِ آفتاب

مرحبا ہوں جلد ساقی سے کھولا ہی شراب — صاف اگر بادہ نہو ہی مغتنم لا ہی شراب

ہوں وہ صاحب ظرف بجا یا ہوں چھپا ہی شراب — اک گھونٹ ہی میں سما جاتا ہی دریا ہی شراب

بزم میں کیا دور نی بہر نی ہو السا غرکو — دست ساقی سکو کیون کیونکر نہ مینا ہی شراب

مست ہوں دیوانہ نہیں ہوں سنگ رن اطفال ہے — غم میں سر کا کہین ٹوٹی نہ مینا ہی شراب

ہجر ساقی میں ہے ایسا شور بختی کا اثر — سرکہ ہو جاتی جو بھری بزم میں آئی شراب

ساغر داغ جنون سی مست میں دیوانہ ہوں — کیا خراب ات جہاں میں مجھکو پروا ہی شراب

میں ہی رند محتسب سے مثل خم پری ہوں آ — ہی غضب ہے الٹو ہجائی ہجا ہی شراب

بجھسی کب ہے محتسب نی ہیں سر فروش — کر رہی ہیں ہم سر بازار سودا ہی شراب

ہو کیا لبریز ای — پیالہ عمر کا

فرقت ساقی میں اب کسکو تمنا ہی شراب

مغتنم وصلمیں ہے دور شراب آخر شب — ساقیا مرغ سحر کی ہون کباب آخر شب

شام سی وصلمیں ہیں مرتکب عصیان ہم — ہیت صبح سی ہوتا ہی عذاب آخر شب

وصلمیں مستی ہی بکبر کی ہم دنج ہوی یا — کیا ہو دن گنا گار صواب آخر شب

اول شب سی بہت انکهون سی روتی ہی
میکشی کیون نکرون ترک کیا عہد شباب
آخر عمر مین غفلت ہوئی مجھپر غالب
اول روز جو مجھسی کوئی کرتا ہی سوال
آئی نوبت کہ صدا وصل مین یا ہوئی اتک
صبح کو وصل مین بوتون ہمنی کیا ہو شنیده
حق پرستی کو نہین چھوڑتی ہم بادہ پرست
وصل مین صبح جو اٹھی ہی نمروبک

نہ ہی وصل مین بہر ضبط کی طب آخر شب
ہین جو تھا مطوہ بنی ہین اب آخر شب
غلبہ کرتا ہی جسطور سی خواب آخر شب
نالو انسی مین تباہون خراب آخر شب
ہو مین نقارہ کہین مثل حباب آخر شب
چھا گیا دود جگر مثل سحاب آخر شب
ہی نماز اول شب اور شراب آخر شب
آہو کی جانی لگی تیر شتاب آخر شب

مجھسی اب صاف یہ کہتی ہی سوجا بوہین یار اب
کر کیا آتش غرفت مین جلایا تونی
خار نہ میری ہی بیش گل نقد پر غربت
ساری عالم اگر ایک ہین شعبدہ باز
نہین آتا جو وہ خورشید مری گھر مین تو ای
کچھ شکایت نہین عشق کی مر نا رب سی
اے وجود چمن آرائی ازل کی شکر

جسطرح سی ہی بہر خاطر مین غبار اب سی
ہین بھری نالہ دل صاعقہ بار اب سی
وقت پیر باغ مین آئی ہی بہار اب سی
جمع کیونکر ہوئی اضداد یہہ چار اب سی
صبح ہو جائی کی آخر شب تار اب سی
ہو گیا ہو ہمین صنم زار و نزار اب سی
خود وجود گل ہوئی موجود نہ خار اب سی

ہمن

سرخ ہوتا کب ہے کر وہ سبھی قد جو کیا — جل گیا او ہی سرو چمن میں چنار اب سبی
غیر کا ہوتا ہی کہ لی بوسہ سبھی تیرے او ظالم — نیلگوں ہو گئی ہو تیری یہہ عذار اب سبی
زلف کو چھو کی ہوا ہی تو بندھی ہیں او دل — کاٹ کہاتا ہی کسکو کوئی مار اب سبی
نکہہ تیری تیغ بغالی سے تقصیر ای گل — صورت غنچہ مرا دل ہی فگار اب سبی
نالہ کس ہی مثل جرس کیوں ہی عجب شاہ و مجنوں — صبر کر اسکا جنازہ سوار اب سبی

جلوۂ رخسار جاناں سی نکل آتی ہی خوب — وصل کی شب تیرے ور برا ہمیں ہو جاتی ہی خوب
کیا شب وصل صنم کی چاندنی آتی ہی یاد — زور فرقت جب ترے دیوار آتی ہی خوب
وصل کی شب صبح ہوتی ہی تری باندہ اسکو یار — مشتر الحشم تیرہ بارش میں چھپ جاتی ہی خوب
وصل کی شب بخت بد اپنا دکھاتا ہی کمال — تیری گھر میں چاندنی آتی ہی میں جانی ہی خوب
شام ہو جاتی ہی چڑھتی ہی نہیں دیوار پر — زور فرقت کیا ہے میں ہوا وں پہلانی ہی خوب
دن گذر جاتا ہی جوں توں رات کٹتی ہی نہیں — ناگوار ہجر میں ہے چاندنی بہاتی ہی خوب
منکسف خورشید ہو جاتا ہی آتی ہی ادہر — بار کب ظلمتکدہ میں اندروں آتی ہی خوب
کسقدر پر نور ہی سایہ ترے محبوب کا — چاندنی کی کیا حقیقت ہے کہ شرماتی ہی خوب
تھما جاتا ہی چہرہ چاند سا سورج کبھی — دم بہرا وہیں جان تیرا الفت پر جو پڑ جاتی ہی خوب
غیر سی ہوتی ہی گر اند سمجھتا ہوں میں تیرے — جب تاریک میں آتا ہی سایہ آتی ہی خوب

ہجر میں تاریک ہے رہتا ہی پر اندھیرا
تیری پرتو سی چمکتی ہیں نجوم و مہر و ماہ
کو ہمدم او جیل تھو نظر و نسی او خورشید
ہوتی ہی پر یا قیامت مہر و مہ ہوتی جمع
جسدن او تھہ جاتا ہی تو اندھیرا آتا ہی نظر
میٹتا ہوں جب میں تیرے سایہ دیوار میں
پس تو بن قیامت تک ہی کی لب سیاہ
ی مسخر آفتاب سمان حسن تیرا ہے

کٹتا ہی بن ہجر کا دن کیا ہی اڑی سو ب
کیا لال ہوی ہیں تیرے نجنبر کی گرمان
تھی سکل رخ و زلف صنم شام و سحر سایہ
کیا بر دیسی باہر نکل آتا ہی وہ خورشید
تاریک ہوا دل میرا، و نکی اثر سہی
آتا ہی تو خورشید جہاں تاب بر بر و
شب تھی کسطور سی ہو وصل ہو کیونکر

راتکو پر چاندنی تو و تکو برساتی ہی دیکھو
ذرہ ہای خاک کو جسطرح تر چمکاتی ہی دیکھو
بعد مدت آج تیرے چشم تر کہاتی ہی دیکھو
وصل کی شب ساتھہ اپنی چاندنی لاتی ہی دیکھو
سایہ کی مانند بس تاریک ہو جاتی ہی دیکھو
جڑتی جڑتی ضد کی ماری پھر اونپر جاتی ہی دیکھو
کیا تیری ظلمت کدہ میں آکی بجھ جاتی ہی دیکھو
کیا عجب جو بندش مجھسی ان باتی ہی دیکھو

خورشید قیامت نے تیری گہر میں جڑی دیکھو
بڑتی ہی غضب وادی وحشت میں کڑی دیکھو
ای وصل کی شب افسوس کی جا آج تیری دیکھو
خلوت سے چلے جاتی ہی تیرے آج بڑے دیکھو
جسطرح چھپا دیتی ہی ساونکی جھڑی
سو بار عوض کر دکی و ابھمسی جھڑی دیکھو
در پر تو اڑی غیر لب بام اڑی دیکھو

اس ڈر سی کہ پژمردہ ہو جائی کوئی پھول
بستر کا شب تار نک مین اغوش مین جم پیا با
ہان سرو و صنوبر جو چلین ہو مین تو پہر
ہی تیری تصور سی تیرے قمری ہی وشن

جھٹ جائے جو دامن کبھی تیری ہو لوٹی چھڑکی دیوب
اک خلق تیری سامنی کہاتی ہی گھڑی کہا ہوتا
وہ سرو روان سہ لسکی اک گہری گہڑی دیوب
امیر جلا تاب تیرے سانہ گہڑی ہوب

غمخانہ تیری عشق مین ہے سینہ بہشت
غلمان و حور یہان ہین تصور مین بیشمار
جاتی ہو ر لہو ز است کو ہم چہو ر کر کہ ہم
جلکر سموم نالۂ دل سی کرو مین خشک
فرقت مین مجکو دوزخ غربت قبول ہی
بنت العنب ہی حور ہی غلمان ہی مغبچی
ای حور جاو نمین تیری در وار سی کدہر
اما تیرا محال ہی کسکا جواب خط
دنیا مین لالہ سی یا بانہ ایک باغ
تیری گلی کی راہ جدا ہون کی قدم
ہن جو باد وطن مین ہلاک ہون

زہر غم فراق تیری ہی در بہشت
ہی وہ بری وسعت دل مختصر بہشت
ای کم نہوا دہر ہی سقر اور ادہر بہشت
رکہتا ہی خوب تیرہ لبنی گلہای تر بہشت
کیا کام اگر وطن مین ہی بہتر ازلند بہشت
زاہد بھی ہین بادہ فروشوں کی گہر بہشت
دوزخ تمام شہر ہی تیرا ہی گہر بہشت
کوچہ ہی تیری حور کا ای نامہ بر بہشت
ملتا نہ جان سمیل ای بیخبر بہشت
مشتاق کیون نہ میری قدم کا ہر بہشت
بروا نہین مجھی جو نہ آئی نظر بہشت

بہر بہشت منت دربان اوٹھاؤں کیوں ن | بی ننگ کہاں ہیں کی مجھی خیر الی بہشت

اغیار کی جو سعی سی بالفرض جاؤں میں | واللہ ہو گناہ میں مثل سقر بہشت

مجھکو نوای بلبل شیراز یاد ہی | کیا لکھوں کہ ہو نہ مکر دون ہو اگر بہشت

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است | رفتن بپای مردی ہمسایہ در بہشت

کو جنی جی جو کدر نا محال ہی

ای رشک حور تیری گلی ہی مگر بہشت

ہوی جو انسی لوٹ ہی لڑی ہماری دانت | کبھی ہنسی نہ کہ ہم دیکھنی تمہاری دانت

نکال دین تیری ہنسی ہی کیوں نہ ہاری آنت | خدا نی عرش سی یہ نور کی اتاری دانت

ولای باد مجھی تو نی قیامت دلدار | کرین نہ تیز ہی لی ای ستم شعار ہی دانت

غدار و زلف یہ کاہلی اور شب مہتاب | تیری زبان جو ہی ماہ تو ستاری دانت

کسی ہے آچل مطلب سوا ای سرت سراب | نہیں ہی غم مجھی لڑین جو ساری دانت

ملال کا ہی گمان قیامت میں سب کو | غدار صاف جو ہیں غبار ہماری دانت

نہ رنگ رگ جل و شبنم آب دکھا مجھکو | نہ پیاری پیاری زبان اور پیاری پیاری دانت

رہی جھوری سیاہ ب ستاری انھونکو | رہی ہیں ہونٹ چھپانی کو بس ہماری دانت

نکالی و مقصود لبو کر ای

فلک بنگ ہی بحر فنا ہماری دانت

کسقدر صاف ہے تمہارا اپٹ — صاف آئینہ کا ہی سارا اپٹ

کبر رہا ہی تمہاری سینے کا — دیدۂ ناف سیتی نظارہ پٹ

نظر آیا جو پٹ سینے کا — رشک شیشہ می نی اپنا مارا پٹ

کیا بہری رہتی ہی مدام شراب — خم کی مانند ہی ہمارا اپٹ

ہنسی کرتی اگر وہ جالی کے — کرتی ہر حلقہ کو سنارا اپٹ

گو وہ رعنا غزال سے ہے لیکن — نرم ہی مثل شیر سارا اپٹ

نیری ہی فکر رہتی ہی دن رات — جسنی جی تو نی مجکو مارا اپٹ

دیکھکر اک بار پٹ اوسکا — کہہ رہا ہوں دکھاد و بارا اپٹ

چھین ہی رکہ کی سر مین سو جاؤن — تکیہ مخمل کا ہی تمہارا اپٹ

ریت بہر پی شراب ای ساقی — نہ بہرا اک دن ہمارا اپٹ

عکس ابرو و چشم جانان سے — ہو گیا صاف چاند تارا اپٹ

ہیضہ دشمن کو سن جلیت ہو — جلد ہو پھول کر نقارا اپٹ

اس کے ناف نسک نافہ ہی — اور کافور کا ہی سہارا اپٹ

نور خورشید ہی جو ای
کرنی دنیا مین نظارا اپٹ

ہی جدائی دشمن جان الغیاث | الغیاث ای وصل جانان الغیاث

نیک نامرد و نکی جور و ستی ہو ہمین | الغیاث ای شاہ مردان الغیاث

ناکہا عداکی کیا دڑ ہی بکیبان | الغیاث ای شاہ ہر دوان الغیاث

ہی غضب نار بکی شبہائی ہجر | الغیاث ای روی تابان الغیاث

ہجر مین ناکی پریشان خاطر بنی | الغیاث ای زلف پیچان الغیاث

کر رہا ہی ایک کافر مجکو قتل | الغیاث ای اہل ایمان الغیاث

مر چلا ہاد لب جان بخش مین | الغیاث ای لعل لبان الغیاث

ہون نشانہ ہجر کی غم تیر کمان | الغیاث ای ترک کمان الغیاث

کہیچتا ہی دہر سی مجکو حرم | الغیاث ای نامسلمان الغیاث

خواب مین ہی اب وہ ماہ آتا ہنر | الغیاث ای ماہ کنعان الغیاث

خلق میری جانکی خواہان ہوئی | الغیاث ای خالق جان الغیاث

وادی تفسیدہ غربت مین عجزن | الغیاث ای چشم گریان الغیاث

شکر منزل مین ہیری عدو | الغیاث ای وحی قیران الغیاث

ہجر مین دوزخ ہوا مجکو جہان | الغیاث ای باغ رضوان الغیاث

مزرع امید خشک ہی

الغیاث ای ابر احسان الغیاث

وہ ہیں نرگس نظر میں دیدہ بینا عبث
وہ ہیں سینہ سینہ ہی مرا سینا عبث

شانہ مژگان نرگس کام کیا ہی زلف یار
وہ ہیں مونہہ دیکہنا دل کا ہی اپنا عبث

خالی ہیں مکتب ہیں لڑکی گہر میں نحو شکستہ ز
الجنون بیدا ہوا ہے فتہ میں او دنیا عبث

کلبہ احزان سی ہی نزہی کہیں کنج لحد
گر ہیں وہ جان جان تو ہی مرا احسان عبث

نرگس کام ایکا برر ہیا ہیں تشنہ کام
تشنہ تو نی مجنبی محنت خہنا عبث

میکدہ میں تشنہ جی ہمکو ہی معراج عرش
مسجد زاہد میں سنبر کا ہی بہر بنا عبث

میں ہنا ایک قطرہ مینہ سو جمکن ہیں
ہجر میں ہی بادہ گلرنگ کا مینا عبث

وصل گل جب تک ہی رہنی دیرینہ گل نو بہار
میری خاک سر میں تا صبح نو سینا عبث

میری قسمت میں وصال اوسکی نصیبوں میں فراق
کیا قصور اسمیں میرا مجرہ و تو ہی کینا عبث

تشنہ جی مینہ جانان ہی ساغر خسم مست
میری محفلمیں ہی ساقی ساغر و مینا عبث

ترک کردہ میں جو نظارہ بتو لگا و اعلا
کیا کہی بیدا خدا نی دیدہ بینا عبث

گر نہ ہیں میری دل بیمار کا علاج
ہر دم ہی زخم روزن دیوار کا علاج

جز قتل کیا ہی عشق کی بیمار کا علاج
سو اب در کرنی ہیں دو چار کا علاج

موقوف ہی جنوں کی کافور سر دلا
مجروح تیغ ابرو خمدار کا علاج

اس سنگ دل کو طب میں جہا رتے اعذر
جا ہی کری وہ نرگس بیمار کا علاج

ہم انتظار شربت دیدار میں ہوئے
کرتی ہو خوب عشق کی آزار کا علاج

جرّاح جاناں ہیں جلاد کی سوا

واقف ہیں طبیب صداع خمار سی
خمار خوب کرتی ہیں ہجوار علاج

جز وصل کیا علاج دوائی منوّم مقصد ہو
مشکل ہی بہری دیدہ بیدار کا علاج

بہان جوشن حسن ہی بہری کماندار سی کہو
کرتی نہ خشکی لب سوفار کا علاج

ہو سکی تو ہی خلق ہی نا زندگی رہا
عیسی سی کیا ہو لکنت ولدار کا علاج

ار ارنسیم ہو تو شفا کی امید ہو
مشکل ہی عشق رشتہ زنار کا علاج

حرمت خاک ور ہیں خاک سکینو
زخم دہان واعظ مکادہ کا علاج

زلفوں کو کیوں نہ ربط ہو رخسار یار سی
ہر روز آفتاب نے ہو یار کا علاج

مشکو او جاتی خاک شفا خاک کوی یار
منظور ہی جو بیمار کا علاج

ساغر میں رنگ برق تھی بحر پر موج
زاہد اگو شراب میں کری استغفر تنور موج

کیوں نہ چلی سی ری رفتار جاناں ٹھکر
ہر گی آب دو آنکھی یا وہیں بحر موج

جوشن سعود امن مسلسل ہی واون ہا اشک
آنکھ میری ہگی ہی حلقہ زنجیر موج

باد کمسو میں کیا جاری میں نے سیل اشک
ہو گی ہار سبہ سی ہی سوا نا بر موج

جوشن اشک لسا خط جاناں کی لگنی ہوا
صفحہ و ربا میں کو پا یمنی کی بحر بر موج

وہ بت خونریز ہی نام خدا اے دریای حسن / جای اوسکو سر کردا اکی شمشیر موج

جستجو مین کیون ہی گردش اے دریا نو / کا ہمین گرداب کے ہر دم یہہ ہی تعبیر

اتکا قطرہ بھی نہ سکانا کہین الجسم تر / لا عجز البنا ہون ہا لیجا ئیگی بحر بر موج

سبھی ہم کرتی ہی تیری ہا وا ای دریای حسن / کا ہمن ای ہی من جسدم نالہ شکبر موج

کیون ہین خانی الجر سوئی مانند حباب / سر پٹکتی ہی جو ساحل سی یہہ ہی تعبیر موج

اشک جو عین بن جو عطان سعی نو وہ سیلاب ہین / کیا سنا ہی تیری تقدیر سے تقدیر موج

ہون وہ خونیں طالع سر جی نت ہو تقدیم ہنگ / ہو اکر دریای افت جی من تاخیر موج

سیل اشک انکوںسی ماہر صفت سی ہا ہین / پنجہ مژگان نہ رہتی ہی من اسکر موج

شور غمسی آتش حلکرد ہی سیلاب تنک / ہی برنگ شعلہ اندون تیغ بر موج

سانپ لہراتی ہین غیر قتمین ہین آبار موج / کف ہین ہیلای دریا مین یہہ زہر مار موج

لطمہ زن دریای می ہی مست ہی سر جنگ زن / اہل کی دستار نہ اہو صورت دستار موج

الضم تحکو کیا التذنی دریای حسن / مثل دریا جای زیب کمر زنار موج

سیر دریا مین جو یاد آتی ہی اوسکا عرق زلف / کاٹتی کو دو رتی من سر جانا موج

دیکھو بال وسنی جو دریامین ہی ما حباب / ہبکیا نا تار بوی مشک سی ہزار موج

جلوہ رخسار جاناسی ہی گرداب آفتاب / سوکی خط شعاعی سی زیادہ انوار موج

بھیجا خط کا گیا اوس نے ذی برکت | اب خدا یا ہوت کا پیغام ہے
یا الہی ہو ہم عیش و معاش | ساتھ نہ زندگی کو ہی سیم اندام ہے

اگیا [illegible] کو پیغام اجل
اپنو کو ہی نامہ ای خودکام ہے

تیری کالو نیہ واری چاند سورج | کہاں ہیں ایسی پیاری چاند سورج
ہیں ہیں احمد و حیدر کہ حق نے | فلک سے یہ اوتاری چاند سورج
ہوا ہی شق و رجعت سے یہ روشن | سبھی ہیں آشکاری چاند سورج
تم ایسی دو تو ہاہی ہو کہ ذرات | ہی تابع تمہاری چاند سورج
تم ایسی نور خالق ہو کہ تم سے | ہوئی روشن ستاری چاند سورج
نبوت کا جو احمد آسمان ہی | ہوئی سبطین یاری چاند سورج
ہیں اپنے ہیں روئی عرقناک | ہوی ہیں جمع باری چاند سورج
تصور ہیں جو ہی وہ روئی پر نور | دری ہیں داغ ساری چاند سورج
تیری نوبت ہو ساری سیم و زر کی | نظر آئیں نثاری چاند سورج
رواں جرجسم کرتی ہیں ذرات | صنم تیری نظاری چاند سورج
نہاتا ہی جو تو عریان تو عکس سے | کری ہی دریا کناری چاند سورج
وہ کہتا ہی کہ مہر و مہ سے ہیں خوب | یہ ٹوپی ہیں ہماری چاند سورج

نہ اوس نور جسم کا لگا کہو سورج
بھری اپسا کہ ہاری چاند سورج

جدا ہمیں کیا روشن بسرا گہر
تبسم بھر واہ واری چاند سورج

تری الفت میں ایسی کہیں کی ہیں
نظر میں ہیں نثاری چاند سورج

سبھ تجھی سر میں وحشت ہے
کہیں گویا چکاری چاند سورج

یاد کیوں آپس نہ ہووے کمر یار کی پیچ
ایسی دیکھی نہ کسی گیسو خمدار کی پیچ

تری اکھیاں نہ چلے جان سے مار کی پیچ
زلف پیچان نے لیوے مار رکیا مار کی پیچ

باندھی ہیں کاکل پیچان کی جو اکثر مضمون
اس لیے رکھتی ہیں معنی مہری اشعار کی پیچ

واہ کیا حسن سے بال اوسنے بٹے سر سہی
خوشنما ایسی نہ دیکھی ہی دستار کی پیچ

تری بہندی سے نکلنا ہی محال او فائز
زلف سی ہی ہیں سوار تیرے زنار کی پیچ

اسکا پیچ میں ہی خواہش رغبت جسکو
دیتی ہیں سخت اذیت رخسار کی پیچ

مانگے وا کج جو ملی وادی غربت
اکی یاد تجھی کوچہ دلدار کی پیچ

دور اتنا اکو مجھسی نہ اکھڑ تلوار کھینچ
آکے دن سی تو مری قتل پر تلوار کھینچ

میں لہو ابر دم دیدہ بخت تر و تاہیں
خامہ نے کاتبی تصویر گل رخسار کھینچ

ہی رلیجا انگ اوراتی ہمت کر دلا
مثل یوسف اوسکو گھر سی چاہ بار کھینچ

خاکین ملجائیکا خار بیابان کنصر ح
ہاتہ ابنا کا و شو لسی الغرض ای ار گنج

اکی ہی ہی بن چشم و ابرو ساقینکی باد
عین مسجد من شراب صاف او خمار گنج

تہہ رہا ہی اندہوں سر بطرح الکلعدار
عطر او سکی کفش کی گل کا ای عطار

میری رجھونکی اگر ٹانکی تھی منطور ہن
ای بت جو تیر بڑا ابنی سر بن کی تار گنج

ہجر ساقیمین لطی ہوکی جگر کباب
جائی قلقل ہی صراحی اہ انشار گنج

تو بنا کر اہی اہو سن عبار رفتگان
ہنچہ مز کا لسنی پائی مانند کا کی خار گنج

جا ہی مغبش اوس مہرو کی جوبنکی لی
جرح کرو ون ہر اب ای جو شنذر ہزار

نقشہ کافی ہی مصور میری جسم زار کا
بس لو ہن تصویر من ہوئی بیان تار گنج

بہر رہا ہی کیا ہی ظالم تیری خاطر ہن غبار
شوقسی اب میری ابنی ہحمین دیوار گنج

ہاہی مجبو تک نسیم ہی گلگوائی ست جھون
جھوڑ کر صبا اگر بیان اپن لبار گنج

جلتی ہی اوس بت کی صر فیتین دلا باد بہار
باغمین تو ہی دم الش فشان دو جار گنج

دیکھکر طرف و صو یا دائی ہن طرز شراب
جلد مسجد سی تجھی ای خانہ خمار گنج

ہو گیا مانند ہنچہ ماری جاگو تگی دلا
تو ہی شانینکطرح اب گیسوی خدار گنج

جل ہرو کی ہن برداشت انفعال بھی
غم ہن بوار تجھہ دمن سو سو بار گنج

وصل ہی معشوق کا معراج عاشق کی لی

چھوڑ ساق عرش
ساعد دلدار گنج

تار گنج

کرنا کہیں غم سایہ رفتہ نکی جان کوں آج
کرجا نکی نسیما ہی ہمسفر ہے جان کوں آج

ہم سبز تنگلی کوں جو اخزان میں رہ کی
یوسف کوں لیکی کر ہی کہا کارواں کوں آج

ہوں سفر ار وادی غربت میں اسقدر
ایک آن ہی مقام توہی ایک آن کوں آج

میں جرس ہی ہر زرہ درای محبت لا
دنیا سی کر گئی ہیں سبری ہمرہان کوں آج

ہر کس سفر چمن میں ہی ہر ایک برگ گل
فصل بہار کا ہی اب ہی باغبان کوں آج

رحلت میں کر چلا ہوں تو کیوں اکھو ہی غم
کر جا سکا چا انسی سارا جہان کوں آج

بس کیا شباب کیا ات ہے ای
کرنا ہی صبحدم مجھی ای مہربان کوں آج

درو اری تک بھی میں ہوتی ہی شام ہا بی
کرتا ہوں کہر سی صبحکو میں نا توان کوں آج

اپنی طرف کوں کھینچ ہی لیجائی جذب قیس
لیلی کا جس طرف کوں ہوا ہی ساربان کوں آج

دو روز کر لی اور ہی تو خود فروشیاں
ہی کاروان حسن کا ای نوجوان کوں آج

ہستا تو ہی مگر ہی روان کشتی حباب
تو اس مقام کوں ہی فنا سی جان کوں آج

آج جو اٹھی سفر قسمت ہے تا خیر صبح
نکلا خورشید محشر ہی گربانگیر صبح

دولت کوں ہی جو چاہی کمر یعنی قبر صبح
تو نہ زر کر لی میں خورشید اکسیر صبح

فرقت محبوب میں ہی ماہ تو شمشیر شام
ہی ہمارے ہی خط شعاعی تیر صبح

اکی سری مگر شاہد پرستی ہی وہی
آفتاب ہی نعل میں ہی ہی مثل سر صبح

جابجا

ہوئی ہیں کہاں تہ دست ہائی اہل وطن
ہیں بیکسی ہی ہیں بستان یار ملتا ہوں
ہماری قتل کو آمادہ ہی وہ خونی قامت
ہوئی ہیں باو ہمیں ہر خار دشت خنجر ہمیں
بجائی شمع یہاں سوز داغ حسرت ہے
شگفتہ ہوتی ہیں کلیاں یہ معنی رنگین
برابری کبھی کی نہی جو اوسکی ابرو سے
خیال لعلین ہم باغ جو کی

نہ اوس چمن میں ہی کوئی برگ و بار کی شاخ
چرند میں کوا و کوئی انار کی شاخ
نکالی سرو نی سبزہ زار کی شاخ
کہ لوگ جانتی ہیں نخل خار دار کی شاخ
ہر ایک جلتی ہی نخل سرفراز کی شاخ
ہنسی ہی خشک مری کلک مشکبار کی شاخ
مروڑ ڈالی ہی کیا اوس نگار کی شاخ
تمام برگ ہے کنجی ہر ایک مار کی شاخ

فرقت یار میں ہی بابے تلخ
باتیں اوس بد مزاج کی ہیں مجھے
ہو گیا ہی تراب کا جو مزا
جان شیرین فراق میں نکلے
کیا کسی کے کلام شیرین سے
ہی جدائی میں ہی کلفام تلخ

نکلہ ہی رند کا نے تلخ
مثل صہبا ہی ارغوانے تلخ
ہی بہری ذائقی کو بابے تلخ
ہوگئی مجکو زندکانے تلخ
سنوں باتیں تری زبانے تلخ
مثل کام اژدہا ہی جام تلخ

مٹھی نظروں سے وہ کیا دیکھی ہے مجھے
او بس ہر کی آنکھیں ہیں بادام تلخ

جان شیریں سے فزوں ہیں ہی زیادہ
مجھکو ساقی بادہ گلفام تلخ

خواب شیریں ہو گیا ہی ان دنوں
مجھکو بی محبوب شیریں کام تلخ

دو گھڑی کہتا ہی یہ سودای عشق
تجھسے شیریں ہی اگر تو خام تلخ

کی نگہ میں نی لب شیریں پراج
کہہ گیا وہ کافر جو کام تلخ

جلد لی پھر عسل کو را امد ا
جانتی ہیں ندی شام تلخ

مجھسی ہو ہمکنار قاصد
کرلوں میں تجھکو نثار قاصد

قسمت سے ایک تو ہرا ہے
بھیجی میں نے ہزار قاصد

برای ندم کی دولت
امید امید وار قاصد

ہاتھوں سے نکل گیا ہوں ہیہات
کر کوئی حیلہ ہو خار قاصد

گر جان بھی دوں تجھی تو کم ہے
ہوں سخت میں شرمسار قاصد

مکتوب میں یہ شعر ہے
ہی جسکر ابدار قاصد

ہی تجسی تو جہاں ہے
کہتا ہے مرا آج یار قاصد

لکھی خط جا شتاب اے قاصد
جلدی جواب لانی قاصد

کبھو قطع نہ راہ راتوں رات ہے شب ماہتاب اے قاصد

خط ہے اوسکا بجای خط شعاع بلکہ ہے آفتاب اے قاصد

کوچ میں ہر کی تو گور ہیں ہیں مردوں کا مآب اے قاصد

ہیں ہیں کوچ گر روانہ ہوں بن ہی مثل سحاب اے قاصد

جلد گنگا اوتر کی رت میرے ہی نشان حباب اے قاصد

ہری دلمیں کہیں کہیں کری نا شہر یہ میرا اضطراب اے قاصد

راز پنہاں ہی آشکار کروں نہیں تجھ سے حجاب اے قاصد

فرقت یار میں نہیں آتا مجھی راتوں کو خواب اے قاصد

وصل جاناں ہو یا اجل آئے زندگی ہی عذاب اے قاصد

ہجر میں کیا ہوں شراب کہ دل ہو رہا ہی کباب اے قاصد

دمبدم مجکو سبر کرنی ہے ہاے یاد و حسن شراب اے قاصد

دبنی ہیں ساکن الہ آباد مجکو وحشی خطاب اے قاصد

کیا کسی شغل میں بہلائے بہلے دل پر اضطراب اے قاصد

مصحفی رنجکی ہم میں خوش آئے خاک سر کتاب اے قاصد

ابھی ویرانہ ہی تنبک الہند ای گردن کر سراب اے قاصد

مر کی جاؤں جو خلد میں بالفرض ہو سفر کا عذاب اے قاصد

وہم میں بھی کبھی نہ تھا یہ دن — ہے جدائی کا خواب ای قاصد
خط کا لا جواب شتاب — ہو دعا مستجاب ای قاصد

ایا ہوں کب سے آہ قاصد — کیا ہول کیا ہے راہ قاصد
آتا ہے یہی جو ہوش مجھکو — کہتا ہوں یہی کہ آہ قاصد
مکتوب صنم دکھائے مجھکو — پشت در و ہے سیاہ قاصد
ہوں دست بجگر فقط اوسی کا — ہیں مشکل گدا ہوں شاہ قاصد
اوس ماہ سے لیکے خط کری جلد — طی راہ کو مشل ماہ قاصد
ابرو رون جواس کیطرح سے — کیا دیر لگائی واہ قاصد
جلد آیا ہیں میں مرجاتا تھا — جیتا ہے دبر کاہ قاصد
لکھی ہے نصیب میں مری رنج — تیرا ہیں کچھ گناہ قاصد
طی راہ کو جلد تو کیا کر — مشکل بنگ لگاہ قاصد
احباب سے اضطراب کہنا — ہے تو ہی میرا گواہ قاصد
میری تن خشک کا نمونہ — لیجا کوئی برگ کاہ قاصد
مقبول ہوا بدعا ی — جلد آئی بہا الله قاصد

مونہہ مرا غمسی ہیہ ہی ای بت سر سفید
کھینچین تصویر اگر تو کاغذ تصویر سفید

کسنہ ایک گوری بدن کا ہوں عجب کیا ہی اگر
بنہیں ماحشر تیری روحی کی تعمیر سفید

کیا تیری رنگ طلائی پہ چمکتا ہی عبیر
اس طرح کی ہو خاکستر اکسیر سفید

سرخ ہی چہرہ ساقی قدح مئی کی طرح
عارض ماہ ہی مثل قدح شیر سفید

خفت وصبح بہ ہی ال تمون ہوتا
بنہیں ہو تپاک تمہون صاحب تو فقیر سفید

سوجھی مضمون جو بیاض رخ جاناں کی مجھی
ہو گیا رنگ میرا گیا دم تحریر سفید

رات دن سبز فلک کے ہی و رنگی طاہر
زرد ہی پر نور خور ماہ کی تنویر سفید

ہو نکو یاد گری نار کفن اپنی نظر
اس لیے ہوتی ہیں ہو تی بدن پیر سفید

سرخ و دیکھا جو ہنسی سی تیر چہرہ کو کبھی
ہو گیا غمسی رخ دشمن بے پیر سفید

باغ کی بیچ جو فرا ہی ینہن یکنی مین
الصنم دیکھ لہو سرخ ہی تو شیر سفید

سنبہ کا جو شوخ ہی رنگ سنہرا بہ تیری چہرہ کا
صاف آتی ہی نظر ہو یکی زنجیر سفید

خون سفید ایسا ہی بنائی زمانہ کا
کبھی قبل جوانکو ہو زنجیر سفید

زلف کہہ سو کی نہ بہان چشم خیال ای یار بند
غم میں گرانی کہر کی روزن دیوار بند

باغ میں جانا ہی جب بند قبا کھولی وہ گل
غمسی ہو جاتی ہی چشم نرگس بیمار بند

بو سے غنچان ہو کی میں کوچہ ہا ی لکھنو
ایک مدت سی پڑا ہی مصر کا بازار بند

نہ پیا کہیں ہیچ سخن کو ہیں مگر کوں سستی
اسفند رچنگ ہوا زاہد ہندین کو ہا
کاکل و روی صنم دیکہنی بات نہ ہوا
ظاہرا گردش گردوں سے ہندو لنگ خطر
ہوری ہوری سہن اوڑنی ہیں سری کی بار
عرش کوں زیر قدم دیکہنی ہیں رند البنج
نہ ملا مرغ ہوا کا جو اوز طاہر جواب
لب طالع ہو ہمیں لبا کہ اگر ہو جاؤں
کیوں اگر کر بڑوں حجرہ حجر ملی انکہ نشوق
ہر لکا دیکا مجہی عشق اگر جلنے کا

سنبل نسرین میں یار ہی خر خال سفید
کیا فقط اشکوں نی انکہونکی سیاہی دہوئی
ساری بازار کو سودا ہی سر یوسف تر
چاندنی کرد قدم چاند ہر ایک نقش قدم
اکیا یاد بہ خانہ وطن کا مجکو

کیونکر ادا کرین وردم بیمار طبب
تخیر سوال ہوا گنبد و سنا بلند
و زر روشن سی بہار سنی نشان بلند
لب وجار زمانمین من وجار بلند
من ہوا سی بہہ بزے شعلہ رخسار بلند
کرچہ مسجد سی سہن خانہ خمار بلند
کیا ہی پرواز ہی ای دیدہ بیدار بلند
لہی کاندہو نہ جنازہ ہو نہار بلند
طالع لب بیان یار کی دیوار بلند
ہنی گہر کی تو نیا نسوفسی دیوار بلند

ہی سراپا میں کجا ہی کہ اک بال سفید
کہ ہوی ہیں سیری پلکو نکی ہی سب بال سفید
ہوئی زر دو خرد ار تو دلال سفید
رات کسی ہو سیہ کرد ہی ہر جا ل سفید
دشت شجر ہمیں جو رہنی کو ملی بال سفید

دل لگایا ہے کہیں نام خدا تونے سبے
کہتی ہیں ہوتی ہی بات اولٹی مر میرا دونے
عمر کی دلسی ہیرا دل ہے اگر خوب ہوا کیا
جیسی عاشق ہوں تمنا ہی ہیں ور ہو عشق
کرہ ہا تو بی ستمگار نہ خالی ایسا
کوئی دیکھی ہم تجھی من نہ کسکو دیکھون
جس سپاہی بی تری ابروی پر خم دیکھی
ہی کہدر ہیچ سی خالی نظر آیا مجھکو
جین ایکا ہین کوچہ جانا سی سو آبے
رو ہی جاتی ہو اونہای قدم ای یار جو ہم
بات کہسی کروں جسکی تجھی لگجای نہ کہوں
ہم ہیں ہو ابی ہمیں جاہی رکھنے

ورنہ کہوں آپ میں وہ بت تیرے اشعار بند
عمر بری ہی نہیں اقرار سی انکار بند
ہی وہی جس کری جسکو خریدار بند
جز سفا کچھ ہیں کرنا کوئی بیمار بند
اب میرا دل نگر لگا کوئی بیمار بند
فرقت یار میں ایسی ہی تن زار بند
او سکوانی نہیں کوئی کیسی نعوار بند
اس خرابات میں ہی خانہ خمار بند
یہ چمن کیا کہ ہو خلد کا گلزار بند
نہ خفا ہو تو کہوں یہ نہیں رفتار بند
وہ نہیں ہائی تجھی جسکی ہی گفتار بند
نہ تو سبحہ ہی پسند اور نہ زنار بند

کربنا کو ۲

کورانی ہی نظر جب مجھکو کہر آتا ہی یاد
بگڑی کرتا ہو اگر بنا کو نشیمن من
خوہ فراموشی و چندان ... ہی ہمدم تجھی

اس سفر میں ہائی دنیا سی سفر آتا ہی یاد
ہائی جب چاک گریبان صحرا آتا ہی یاد
وصل کا دن ور فرقت میں اگر آتا ہی یاد

رہنم

شعر ہے بر میں زار ہوتا ہے خیال خط یار
کھولدے جو دست جنوں اب کے گریباں ہی گول
مجکو دنیا ہے فلک سین داغ حسرت آسمان
سچ ہے دنیا میں نہیں ہوتی محبت بے غرض
زاہدا ہوئی مبارک کی زیارت کیا کروں
چاند کی جلوہ سی بند ہے نہ جمال آفتاب
نے جو الفت کی سر و پر طرہ گل دیکھکر
خشک ہوجاتا ہے جا بیٹھا کالہو سینے کی سانہ

ہمدمو سنش اوڑنی میں جو مرغ نامہ بر آتا ہے یاد
چاک پیراہن سے کی کو بہ چاک در آتا ہے یاد
بے زری میں ٹہی حسرت وہ سیم بر آتا ہے یاد
کیا شب تیرہ میں وہ رشک قمر آتا ہے یاد
اوسکی دیکھی سی کوئی ہوئی کمر آتا ہے یاد
چاندنی میں مجکو ساقی بستر آتا ہے یاد
اے جنوں میں سیر میں مجکو داغ سر آتا ہے یاد
کوئی کا جو مجکو شعر تر آتا ہے یاد

ہے شمیل یار سیمیں بدن نازنین سفید
نور ہو تیرے بال ہوں اسکے جبین سفید
برنا ہے یار ون اوس بت پر نور کا جہان
وہ ماہ ایکا شب مینا میں نہان
داس کی صبح ہنی ہے ور انگ جو تسی لال
ہے سیاہ سجدہ ہی مانند داغ ماہ
کہی ہماری دفتر اشعار کو اگر

ان خوبوں سی بلکہ نہیں یاسمین سفید
کافور کی طرح جسکی ہو یہ مشک چین سفید
تاریک شب میں ہوتی او نہیں زمین سفید
در وار سی شباب ہوتا نہ لبین سفید
دیکھی ہی کب کسی نے بری آستین سفید
نورانی شکل یار کی ہے تیری جبین سفید
قرطاس کی طرح ہو رخ نکتہ چین سفید

اوسکو عاشق کی نظر آتی ہی جو خوش ہی نہیں — وہ گلی جائی کی ہی تیری وہ تو خشم تر پسند

پہر رہا ہی اپنی اپنی کام مین سارا جہان — گرد کوئی یار آتا ہی ہمین جگر پسند

زاہدا اک تیرے کہنی سی کرو لگا تیر کر ہمیں — چہوڑ کر جنت گیا ہی کوچہ دلبر پسند

دیکہنا انصاف سے جو تیر سنا خلق کے — جائی تیغ اب کرنی ہین اپنی کا جوہر پسند

بیوفائی قدر کیا ہو باوفا کی سامنے — خاک کے ہوتی کبھی آہنی کا جوہر پسند

خلق جھکتی جاتی ہی خالی نہیں ہوتا کبھی — ساقیا ہی تیری چشم مست کا ساغر پسند

لیکر آئی جو تیری زلف عنبرین کی بو نسیم — اب کسو ہی یار آ ہی کر نافہ عنبر پسند

دہوم ہی آفاق مین تیری عدالت صافکی — اپنا آئینہ نہیں کرتا اب سکندر پسند

زینت دو دو گی تیری سامنے کیزی [?] سبزو — عنبر بیخانہ نہین کوئی ہی تجکو گہر پسند

وا انت ہولی ہی سنکر جو تیری راہبر — اب کسو ہی ایک کوئی گوہر پسند

اپنی رندون ہی مین شعر خوانی کبھی
خشک ہے زاہد اوسی کیا این شعر تر پسند

قدر اپنی تیری مدحتی ہی جان جان بلند — اور جیسی ہوتی ہی وقت اذان بلند

ایسی مین تیری نالہ آتش فشان بلند — ہی آگ کے کرسی ہی جتنا دہوان بلند

اونچا جو ہیں وہ ہونگی نہ اعلی کسی جگہ — ہر جا ہیں پست ہی اور آسمان بلند

پہنچی مثال ہی عجب بارگاہ فضل — اسکا تو عرش سی ہی کہیں آسمان بلند

کیا زاہدونکی ظاہر و باطن مین فرق ہی
نکلی چلا ہی گلشن ہستی مین ہم صفیر
بیہودہ لوگو نکی جہل ہی ضرور
دیکہو تو مہر و مہ کی طلوع و غروب کو
قامت مین جو کہ کم ہی وہ قیمت مین ہی زیاد
انسان بہر پستی طالع کا ہی علاج
دل مین جگہ نہ دی غم دنیا کو ہی وقوف
ہی وردی اوجہال و عمامہ شیخ کا
ملتا ہی زمین بہ اونکا کہین نشان
افتادہ ہون جو پستی طالع نجم ہین
ہی سالکو نکو راہ تعلی سی اجتناب
چاہی جو کوئی رتبہ اعلی کری سکوت
مردہ غریب تو ہی گر ہی مین پڑا ہوا
اوس ماہ رو کی مانگ کو دیکہا تو ہم سمجہی
مضمون بلند عالم سی لاوین کا
بینائی نہ سپہر ہی ہی ایک طاق مین

دالان خانہ [illegible] ہی کہ اوسکا استان بلند
کسمپاؤ کی جو ڈرسی گردون اسمان بلند
کرتی ہین شست کو اپنی صدا باسمان بلند
رکہنا ہی اسکو چار پہر اسمان بلند
رستی ہین سروسی ہی وہ سرو روان بلند
جنبش ہوا کو ہو تو ہو ہین ناتوان بلند
قدر مکین ہی بست شکوہ مکان بلند
لازم ہی بہر کشتی می بادبان بلند
تا اسمان دیکہی ہین جنکی نشان بلند
برگ خزان کو کرتی ہی باد خزان بلند
کیا ہو بغیر پستی کی ایوان بلند
ہی سب بدنسی شمع کی دیکہو زبان بلند
کیا فایدہ جو رتبہ ہی نامہربان بلند
ہی چاند سی ہی مرتبہ کہکشان بلند
ہوتی وہی اپنی قد کو نوا ہی جہان بلند

ابھی ہی بیقراری سی کے | دکان بند

ہو جلد کہیں گذار قاصد | جی جانسی ہون نثار قاصد

آنکھوں کو ہی انتظار قاصد | ہی جان امیدوار قاصد

کیونکر نہ یار جلد پونہچے | مکتوب مین سرا ہی یار قاصد

کرتا ہی بیقرار مجھکو | رستی مین ذرا غبار قاصد

رووں کیون اٹھہ اٹھہ آنسو | ہو جاؤن اگر دوچار قاصد

کیونکر لاسکے جواب جرا | کیا اسمین ہی اعتبار قاصد

کہولی رہی کور یوہین اغوش | ہو جاؤن مین ہمکنار قاصد

دہوون مین اپنی ہاتہہ سیمی ہاون | بوجہون کرد غدار قاصد

جس روز سی یار سی جدا ہون | مین ہوا ہون یار قاصد

پر ہیں ہوئی نالہ گرم اپنی دل سرد | معمول ہی جلنی ہی دم صبح ہوا سرد

رکھا ہی قدم کوچہ جانان مین جو ہمنی | جلتا ہی بدن سب سی مگر ہی کف پا سرد

کس مرتبہ باہم ہی تراجع مین مخالف | جب گرم ہوا یار مگر مین ہوا سرد

جوان ہون ہاتہہ تیزی بکلی شعلی | کہتی ہین کہ تاثیر مین ہونی ہی حنا سرد

بجہو دیون شب فرقت مجھی ہمین ایسا | معلوم نہین آہ میری گرم ہی یا سرد

مستی سے سو رہا ہے جو اوسکا دہن کبود
مستی سے کر رہے ہو عبث تم دہن کبود
ہو صدمہ کہ سے وہ رشک چمن کبود
بیٹا جو بہری غم میں وہ ہو نہ نیل پڑ گئی
کیسا ہی ہو قریب ہووے کا نہ رنگ رنج
مارے ہی اسقدر کہ جو مالاب میں ہمائے
رو بہی ہا دہی مسی آلودہ لب مجھے
برسے ہی سنگہای جو ادت یہ ساقیا
شاید کدر کری ہو تہیں وہ رشک آفتاب
ہو جاوں سرخ میں کوئی تلوار ہے لگا
دیر خراب ج سے ما ہمکدہ ہیں
بزی بغیر شیشے میں وہ زہر ہے لہو
کیا اتحاد ہے کہ وہ بیٹا جو کار گر
رندوں کی حال پر مجہی ماتم ضرور ہے
بان عیسی کو دیکہی ہو لات طرف
گویا دہوں میں لال ہو ابر اثر کمان

پہان سنگ کوہ کا نسے ہی سارا بدن کبود
نازک ہیہ سو تنہ ہیں کہ کریکا سحر کبود
کنگ ب لطمہ نسیم سے ہو گلشن کبود
ہی یاسمن سفید سو ہی یاسمن سکر کبود
کیا جوٹ سی ہو تل ہیں بر بن کبود
ہم مثل نیلگرا ہی وہ سیم تن کبود
دریای اشک کیوں ہو بیٹا جمن کبود
ہستا کیطرح ہوئی سب انجمن کبود
مثل فلک لگاون میں سب الحزن کبود
سارا بدن ہی الصم سنگ تن کبود
ہی انند اسی خیمہ چرخ کہن کبود
جام بلور ساقی پیمان شکن کبود
مدفن میں ہو گیا ہی ہمارا بدن کبود
بعد از وفات جاہی مجکو کفن کبود
ثابت ہوا کہ مرد ہی سرخ اور زن کبود
بشیرن کا سر ہوا نہیں ہی کوہکن کبود

واہ کیا رنگ حنائی کو تری چھلکی ہی
شاید اگو سن اندر کی سیاہی کی خبر
اور کیا رنگ سفائن تری آگی جسدم
نقرۂ مہی کا دامن کو نے سوہاں
وصف لکہی جو تری گوری ہی کی میں یہ
شمع کا فور سی تشبیہ ہلا دوں کیونکر
بعد ایک عمر کی کی جواب آیا ہی

سرخ ہوئی اگر ہو لب شعلہ سفید
کر رہی ہیں جو تری قبر کو بیمار سفید
لوگ سمجھی کہ ہوا برف سی کہسار سفید
ہی سبہ سارا بدن اور دم مار سفید
ہوئی رائے قلم کی وہیں مسمار سفید
ہی بزنگ مہ تابان بدن یار سفید
لکہنو میں ہوی سب کو جو بہار اسفید

ہی کیا ہی بوسہ لب شیرین دہاں لذیذ
نسبت قند سے بڑا ہی جو آتی جان جان لذیذ
کرتی ہی بزنگ کوزہ مصری دہان لذیذ
تری دہان زخم سی ہنستا ہو الحال
کیا کہی بس غم جگر و دل ہی ہوی
ہو گئی سنگ وہما ہیں بس از خوب مزہ حنک
و یاں ہیں مستحکام ہی

سفائو ایسی باغ جہاں کی کہاں لذیذ
ایسا نہ لائی میوہ کبہی باغبان لذیذ
شاخ نبات سے ہی تمہاری زبان لذیذ
قائل ہی کسقدر تری لوگ سنان لذیذ
لاتی ہیں سب طعام لی مہمان لذیذ
ہی کیا ہی عشق لب سے تری استخوان لذیذ
لو عم کہا
ہو گئی تمام میوہ باغ جہان لذیذ

نامۂ شوق مکتوب کہاں ہجران کاغذ / ہے زر زر ہمیں ہمیں مگر ہی زر افشان کاغذ

ہم ہی مکتوب سے ایسی ہوئی نفرت اوسکو / کہ کوئی آب میں ڈبوتا کسی عنوان کاغذ

دست پر نور میں نامہ جو مرا اوسنی لیا / ہوگیا صاف پرے رنگ نہ تابان کاغذ

ہر ای مکتوب کو تم یار کی ہمسکانہ کرو / کہ اوٹھا لیتی ہیں رستی سی مسلمان کاغذ

پردہ چشم حقیقت میں ہی یا پردہ دل / بلکہ جو ہی لکھتی کو نامۂ جانان کاغذ

قاصد الکھی ہیں اسرار محبت میں نے / رکھسوا اغیار کی نظروں سی یہ پنہان کاغذ

نامہ لکھنی پہ جو ہوئی ہیں تری خاطر کو گران / ہوگیا اندون بازار میں ارزان کاغذ

لک کے بیٹھ مری ہجر میں یوں بستر سی / جسطرح وصلی میں کاغذ سی ہو چسپان کاغذ

صورت برگ خزان ہی نت جو میں
مری ہوا کی رہتی ہیں پریشان کاغذ

ہائے لایا نہ کوئی قاصد دلبر کاغذ / ہوگیا غم سی ہم لاغر تن لاغر کاغذ

نامہ یار کی لکھنی کو مجھی ارزان ہی / تول دیکر کوئی سونیکی برابر کاغذ

یوں لفافی میں ہمارا ہی کلام شیرین / جسطرح باندہتی ہیں قند کی اوپر کاغذ

نانوانی سی ہمیں ہی مجھی ممکن حرکت / میں ہوں حرف کی طرح سر ابہی بستر کاغذ

حال لکھا ہی جو میں نی یہ بمصبت نامہ / مہر کر ہاتھ ہو کر دون تنگ سے نامہ پر کاغذ

مہر یہ نامہ سکو اگر دست حنائی میں لی / ورق گل سی ہی ہو رنگ میں بہتر کاغذ

سہما لطف و اقربن مجھکو مہ صبام / جلاّم لا کہنی ہوئی ہے شمشیر دوش پر

کیا خزوہ ہون کہ کاتب اعمال کی طرح / ذرات ایک صنم کی ہی تصویر دوش پر

قدر است وضع راست پر ایک بات اوسکی / رکھی کمان یار نو ہونیر دوش پر

شانہ جو من نی سونکھہ لیا ہی تو دیکھنا / بل کھا رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر

کر شوق دل تھا تو لکا کہی نامہ بر / نامہ او تھا سکی کر وائی تقدیر دوش پر

اوس گلکی پاس عین بستا مین ہی بہار / گلزار ہی دوشالہ کشمیر دوش پر

انجمن میں جلسین شانہ پہ دوشی صرور ہم / لہراتی واسطی کرون تعمیر دوش پر

مجہ رند بدعمل کی جنازی کو کر لگی / ثابت ہو ور حشر یہ تقصیر دوش پر

نہ کسقدر ہو دو بالا عشی کی قدر

حسدم خرما ہی مالک تقدیر دوش پر

من ہی مرتا ہین کہ اوس نے اٹھانی بر / جان عالم کی نکلتی ہی مرجانی پر

لب اوس سر خرامان کے غذا غیر شراب / کہ در جستجو کی قناعت ہے وطا پانی پر

رکھہ دیا دل تیری اکی جو اوسی سرو کا کز / رحم آیا مجھی آئینہ کی حیرانی پر

کیون نہون مجھو فدا یار کہ ہین ازاد / سرنوشت ایک الف ہے مری پیشانی پر

انی جاتی ہی تجھی دیکھون نہ ملی عمر کو بار / کاش ہو جاون من تو کر تری بانی پر

ہجر کفن مجھکو دلبی کی ہین ہی حاجت / غش کرون کیون نہ بہلا جامہ عریانی پر

عشق میں ہو سی کیطرح صاعقہ طور گرا
کیا تجلی ہی تری جلوہ نمائی پر
وحشت عشق میں جو گمراہ پرا پھرتا ہوں
کیا میں عاشق ہوں کسی غول بیابانی پر
گرچہ ہی لطف مگر سر کا ہوتا ہی گمان
یہ عمل وال ہی کی پرلنبائی پر

ای یار صبا جلد دو پر نامہ بر
دی مجھی مکتوب لیکر نامہ بر
میری حالت پر بہت روتا ہوں
خط ہو جاوی کہیں تر نامہ بر
نامی پر نامی رقم کرتا ہوں میں
اینچا ہوں نامہ ترا نامہ بر
دم میرا گھبرا کی کر جاتا سفر
کر نہ آتا اور دم بھر نامہ بر
نامہ اوسکی ہاتھ سی شاید ملا
ہی جو بہتر نامہ معطر نامہ بر
بیدم ہر عیان کرتا ہی جو ہوش
کاش ہو مثل کبوتر نامہ بر
روی جاناں دیکھ کر جیتا ہی کون
مر رہا جا کر مرا ہمسر نامہ بر
گھر نہیں ملتا ہی مجھ بےسر کنہ کا
رات دن کرتی ہیں چکر نامہ بر
پیار کرتا ہوں لگاتا ہوں گلی
ہو گیا اوسکی برابر نامہ بر
راز اپنی کہیں کی خط کی طرح
لی گئی تحریر لیکر نامہ بر
میں نی لکھا تھا غم تنہا کا حال
خط اوسی دیتا جہاں گر نامہ بر
شرح تنہائی کا نامہ دیکھو
جب اکیلا ہو وہ دلبر نامہ بر

سمجھ نور ہوون پر ہر حرف جان عیب ہے تند و راست
ہوت پھر جاتی ہی کوئی جو ب زبان ڈنگکر

سمجھ اپنی دیدہ تر کا سمند رپر ہوا
پنجہ مژگا مین سمجھا شاخ مرجان ڈنگکر

کیون نہ کٹری ابہار گریہ عریان اب بھری
ہو گیا دیوانہ تیرا جسم عریان ڈنگکر

کوئی یہ گل ہی یہ بچھری نہ اجان بہار
اس چمن مین ورنہ ہر گل ہی تہی حسان بہار

اور تی ہر نی مین پیلا کیا رشتہ اوار اک گل
مصحف رخسار اوس گل کا ہی ایمان بہار

من ہوا عاشق جو اوس گل کا ہوا انکار عجز
جوش سودا کا ہوا ہی انکھو یابان بہار

زندہ ہو جاتی ہین گلہای مردہ مکفلم
انکھو سین مین چمن مین انکھوان بہار

کر رہا ہون ابیاری باغ کوئی وسنمبر
دیدہ گریان مین گویا اب باران بہار

نو سن جاتا چمن مین گل نی نظار ابر من
نکلی موج ہوا سو تمہی پر جستان بہار

تر ہی روہی انشین لی اکی خاطر نہا فروغ
گردباد گل ہا وخزان نی گل چراغان بہار

گل ہوا پژمردہ سب مرغ چمن مردہ ہوی
اکی اوس گل کی نکلنی پر ہی احسان بہار

کیا عصمت ہے رشک محسن کا لنتر کرنی نشتر
ہی زبان برگ سے ہر گل ثنا خوان بہار

خوش گل اوس رشک گلشن کے جدا ہمین بلبل
بلبلو الودہ گل خون ہی بہہ دامان بہار

ہی جمع مین جوش گل ہری بدمین جوش جنون
انکھون سادی نظر اتی ہی سامان بہار

الہ و گل کیا کہتی ہی سفاد نافرمان تنگ
باغبان مانند جو جاری ہی فرمان بہار

نہ گیا ہمن سی فقط دم یار کی آواز
سنا نہ او بیکس نے نالہ اغیار کی آواز

نالہ کبھی کرتا ہون اگر بزم عزا مین
بہہ ضعف ہے سب جاسنتی یار کی آواز

نالان جو ہوا گیسو بیجا مین مرا دل
ہنسکر وہ لگی کہنی بہہ ہی مار کی آواز

غش کہا گی کری رعد نہی بجلی کیطرح سی
سن لی جو ہری اہ شرربار کی آواز

ناموش جو تہی مین بہہ نب مین بڑی جو کوار
سنتا ہی کوی کب سبو کار کی آواز

از خود ہین بول اوتہی جو ہین صاحب تمکین
بہہ لی جو کوہی نب سنی کہسار کی آواز

ای غافلو کیا جای اگر کوش حقیقت
ای دوسن عمر سی ہی یار کی آواز

سن سان ہی کیا ہجر مین کاشانہ
بولا نہ کوی ہمنی کی یار کی آواز

ورد لا کو کہ ہین کاکل دلدار دراز
ایک سا رہتی ہی گنہگار دراز

مژہ یار سی ہی ابروی خمدار دراز
ورنہ برچھی سی کہان ہوتی ہتی تلوار دراز

کر دیا ہم نب فرقت کی درازی نے بہہ حال
غش مین بستر پہ ہین ہون صورت بیمار دراز

کہکشا نسی ہین کم جادۂ صحرای جنون
اسقدر کب ہے میری شہر کی بازار دراز

کفر کی سامنی اسلام کی مقدار ہی کیا
تیری تسبیح سی ہی زاہد میری زنار دراز

کوبھی کرحسب وصل ہی کی ہی لیکن
ہو نہ ہی عمر نب ہجر سی ای یار دراز

تحت خوابیدہ ہی او کتا کی سوتی سوتی
کیا نب ہجر ہی ای دیدۂ بیدار دراز

62

[illegible] ہلال قدم اونچی سنگ ہلا تیری حضور — ہو گئی شمع تجلی مع یوسی جا خاموش

اٹھی رہتی ہی کلو مین تیری ہیبت سی سرا — کیون نہو سجدہ دیر مین صنما خاموش

جب تیرے مسجد اقدس مانین اذان ہوئی لگی — نہ ہت ہو گئی ناقوس کلیسا جا خاموش

اکو مصحف ناطق کی قسم یا بولا

حشر کو میری شفاعت مین نہ رہنا خاموش

گر کئی ہی مین انگ مست کی ہو کر بیہوش — صورت نقش قدم رہتی نہ کیونکر بیہوش

ہوش کت حسرت دیدار مین ہی مین لجا — ہو گیا حضرت موسی سا ہمین بیہوش

فاقہ مستی سی ہمین ہی بھلا ہوش کہان — ہین اگر اللہ دولت سی تو کر بیہوش

الفلک تیرے ہو قسمت مین ہمین عشق ہی ہا — ہی غنیمت کبہی ہو جاؤن جو دم بہر بیہوش

حصر کس طرح کرون کیا انت حسن لقا — بادہ ہو تی سبب [illegible] بیہوش

دل ہی بیخود جو ہی ہنان فرخ الشناک — عیب ہوے دور ہی اس سی سمندر بیہوش

تیری [illegible] تیری بہار وکی عجب مست ہی بو — سو گئی ہی مین ہوا ہائی سمنبر بیہوش

کیا سبہ مست زر سر جسی ہوئی مین بستر — کبہی کرتی ہین ایسا ہی اخگر بیہوش

[illegible] کی خط جو ہری صہبا دکی ہو ہہ کو دکہا — اور کی ہوش ہوا ہی اکو نر بیہوش

یاد ای جو تجہی تیری کمر کی بندش — کہن کی تو ٹنی سی زخم جگر کی بندش

غافل ہم ایسی ہیں کہ نہو کوئی ہوشیار
ہی خواب میں ہی دولت بیدار سی عرض

نے کس کو دیکھنی کا نہ ہی آنکھو کوئی گوار
کیا بینش نظر ہے ہمار سی عرض

معشوق و سفر و شمن و معنی و کلغرو مشتر
دنیا میں ہی مجھی انھیں و چار سی عرض

یکسان ہی چشم سر سی سو احشم و سی سو
مجکو ہی اپنی دوست کی دیدار سی عرض

جا ہی کلاہ داغ جنون کا گھر بڑے ہے
کب ہے سر برہنہ کو دستار سی عرض

گہر میں تو ابی دی نوبت اپنی دہی غم میں
مجکو ہی بیری روزن دیوار سی عرض

آواز او سکی راگ ہے انکھین میں جام
مطرب بسی کہ عرض نما ہی نہ خمار سی عرض

وہ رشک ماہ آپ ہے اپنا ہی مشتری
کب جنس فروش کو ہی خریدار سی عرض

نہ نینی میں یون کسیکی نہ دیتی میں
مفلس [illegible] کی [illegible] عرض [illegible] نہ زردار سی عرض

ماہ تابان کی کہان تاب کہ تابان عارض
حسن میں چاند سی بہتر ہے وہ خندان عارض

مست رنگین میں جو آنکھیں تو نہ خشنی میں سو مہ
زلف ہنجان تری ہندو ہی مسلمان عارض

کس طرح خط شعاعی میں نہان ہو خورشید
رقص میں یون نظر آتا نہ داماں عارض

جلوہ فرما نہ کنعان ہی جو کنعان بر
ہیں آئینہ ماہ سر چاہ ہی زنخدان عارض

ہجر ان کیون نہو ابر تنک حسن بہار
ہی تکلف ہے گل روضہ رضوان عارض

ہو ہر چند وہ ہر کالہ آتش ہی مگر
ہی تصور میں چراغ شب ہجران عارض

شعلۂ حسن میں ستن ہنسی ہی ضعف سے ہنساہو

کیا فقط انسان ہی کا شعلہ اوس صنم کی عشق میں
جلوہ فرما تو اگر ہو گا تو ہو گی طرفہ کیسہ
بزم عالم میں ہی خاموشی سی لی ہی   فرد

تیری الفت میں ہوئے ناتوان ورار شمع
کر رہی ہی ہیری تری نقل ابدلوار شمع
رکھتی ہی پنہان بدن میں رشتۂ زنار شمع
نرم سی بہالی کی منگراتی ہوئی ہی بار شمع
گو سراپا ہی زبان کرتی نہیں گفتار شمع

ہاتہہ دو ڈر اون کیون اپنی کرے ہا یکطرف
دل تو کہتا ہی دلا کہ چل کوچہ جانا یکطرف
ایسی تقریب ہے اگر جانک ہے میں بیج جاؤن
قطعہ از وبہ ہوئی تم سی مجھی بیزاری
خستگی ہو تماشای خدا یا وہ بین شنائی کیطرح
قفص ہو جای مری روح ہی یوسف کیطرح
نور ہو جاوی مری نظر آئی نہ بہر کوئی شیخ
ہجون کھٹرا رہا سی کہیں جنت کو نہ شتاب
جادہ ہو ہو جای فری پاوین نظر خیون
(ستقدر رنج اٹھا رو سی انتہائی میں نے

پاؤن ہی ڈرانی ہیں وحشت کی داما یکطرف
حکم وحشت یہ ہی کر عزم بیابان یکطرف
اور کی جاؤن میں ہمیں کوچہ جانا یکطرف
اٹھہ او ٹھا کر کہیں دیکھون کسیکا یکطرف
ہاتہہ دو ڈر اون اگر کاکل پیچاں یکطرف
دہیان جائی جو میرا سبز خطا یکطرف
جای گر میری نگہ عارض زیبا یکطرف
دیکھون حر حور نہ میں چہرہ انسا یکطرف
گر اوٹھا وین قدم کوی حساب یکطرف
کہ نہ فردوس میں دیکھون کسی کا یکطرف

پاؤ آگئیں شام کی رنگین مزاجیان
سرخ و سفید رخ ہی سہ چشم سبز خط
رہنی ندی اثر مری رنگ شکستہ کا
آئین جو روئی ہان لال ہو گئیں
ای رشک سرو رکھی ہین مانند فاختہ
اوس گلگلی کہا کہون مین بتون مین اجیان
انکو کہی نشست و شوسی سیاہی نہ کم ہوئی
چپہ لیتی ہی لال و ٹائی کا مجکو شوق
کہ سرخ گاہ زرد کبھی ہی سفید آہ
یاد آگئی ہی ہمکو رگ گل سی وہ کمر
ہی ہر سلطنۃ اللہ کی زمین

جب شام کو شفق کا ہوا آشکار رنگ
آئی ہین ایک کلمین نظر مجکو چار رنگ
مانی بہری ستبہ مین لاکر لاکہ بار رنگ
ہنسکر وہ بولی واہ ہی کیا ابرار رنگ
خاکستری لباس کا ہم خاکسار رنگ
ہوتی ہین ایک رنگ سی پیدا ہزار رنگ
کیا بجنہ رنگینی مین مری شبہای تار رنگ
تیری شہید ناز کا لایا غبار رنگ
پایا ہی میری موہنہ پر قرار رنگ
ای رشک خون ہماری لبہا گئی یار رنگ
ایک ہی شگفتہ گو ماند ہا ہزار رنگ

کل تک وہ ہمکنار ہی مجسی کنار گنگ
کب لکہنو سا شہر کہین ہی کنار گنگ
دن بہر جو بہول ہی ہین نظر ان بہر جائے
الم ہی میری گریہ بی اختیار کا

ہی آج سیل اشک پر اہمکنار گنگ
ملجائی گو ہتی مین تو ہی افتخار گنگ
فردوس مین ہی یاد رہی کی بہار گنگ
اپنی روانہ مین ہین کچہ اختیار گنگ

کیون غوطے کہاتی ہم جلی جاتی ہیں بہانہ سا نہ — کب دیکھی میں شناور کشتی سوار کنگ
اجای او سکو لہر ادہر ابر کے کہین — لہرین کہنا کر ہی ہیں کیہان تک کنار کنگ
وہ بت بہی بوجھی ہی خدای جو کرتی ہیں — کیا اختیار کنگ بے ای کردہ کار کنگ
دیکہین بے کیسو میں جو سجدہ کا کلین — اینکے یاد ناہی ہمین کیا ہی تار کنگ
مانند کنگ کہول مہی اغوش تار سی — ظالم نہین تو ہوتی میں ہم ہمکنار کنگ
ہم بی ہیں بست ہوتی ہیں قربان ہای خم — ہوئیں فدای زمزم و ہند و ناز کنگ

ادہر ای کی ادہر شب وصل — نہیں آئی کبھی نظر شب وصل
ہی بنا گوش یار کا لکھا شکوہ — شام سی ہوگی سحر شب وصل
گوش رحلت ہمار ہی رو لکو ہی — اج نقارہ سحر شب وصل
یا شب تار کو صبح نہ ہو — رہی اب یوں ہی عمر بھر شب وصل
عیش کم غم بہت ہے دنیا میں — کیا عجب ہے جو مختصر شب وصل
صبح ہی ساتھ ہی نظر آئے — خواب میں دیکھی ہی اگر شب وصل
دیکہنا روز رند کا تنے کا — مختصر کب ہے اسقدر شب وصل
شب ہجر اکی خواب میں وہ صنم — مجھ سی کہتا ہی یاد کر شب وصل
بی تکلف بسان زلف و عذار — صبح کی ساتھ ای ہر شب وصل

او مست سوے تو کیا زلف سیہ فام سی کام — دیکھی جانور تو کوہی دلا دام سی کام

اوسکی مکہ کو جو ہین زلف سیہ فام ہی — اپنی ہی روز جدا انکو ہین شام سی کام

ہجر مین ایک سی ہی حالت سدا ار خواب — سانس کیطرح ہین جانکو آرام سی کام

قاصد آ کیا کہون جو حال ہی ہر جسکا — خط سی انکو نکو غرض کانو نکو پیغام سی کام

مجکو سودائی بنایا ہی دکہا کر انکھین — تم دہنو ر لیکا کیا کرتی ہو بادام سی کام

عہد ہر ہمین ہین داغ محبت درکار — ہی دلا کیا مجہی جو رشید لب بام سی کام

چشم ساقی سی ہون عشق سو ہر ی لگو — کو اپ شیشہ ہی ہیا جسکو ہین جام سی کام

باہین کانو نی سنین انکھون نی صنوبر دیکھی — اب نہ خط سی مجہی مطلب ہی نہ پیغام سی کام

او دہن کی وصف مین تقریر کی حاجت نہیں — خط ہی تعریف مین تحریر کی حاجت نہیں

مجکو باری کاہ کافی ہی کرون کیا جانتا — مین مرید ایک طفل کا ہون پیر کی حاجت نہیں

دورو ہی لیکن دہن خاموش ہی مانند جرس — ہجر کی دن نالہ شبگیر کی حاجت نہیں

ہر زرہ گوہی سی کہین بہتر ہی خاموشی دلا — عاشقون کو آہ کی تاثیر کی حاجت نہیں

راستی سی اسقدر وہ کج ادا بیگانہ ہی — اوسکی ابرو کی کمانکو تیر کی حاجت نہیں

ای فلک شمس و قمر کی کیا دکہاتا ہی رخ — طالب دیدار ہون تصویر کی حاجت نہیں

محو اپنی شکل کی وہ اپنی کاشانہ مین — غیر آئینہ و ماہ تصویر کی حاجت نہیں

غزل

حشر تک زیر زمین ور رو نہ بالائی زمین
زرد گالی ہی علامت مرگ کی العاشقو
کون اس وحشت کدے میں اسقدر وارستہ ہے
انتظار خط ہی قاصد کہن ہی انکھیں سفید
جب میں روتا ہون تو کیا کہتا ہی وہ شیرین ادا
پی جو میری خون لگا تا مسی کو ہی انتقام
تاب کیا جانے کی جو ملتی ہی کبھی میری زبان

غم فرقت سی جان تن میں نہیں
لب کے بوسہ سوا میں کیوں بیہوش
لطف اوٹھاون جو وصل جانان کا
صاف یوسف کھڑی ہی جیون تختہ پر
جیسی ابر تنک میں ہو خورشید
تا نشاط سے شرم ہی تجکو
لوگ اکو ابن سفید لباس
تک سے بابا ہنسن جو بوسہ لیں

حشر لحد نہ بنا میں کچہ تعمیر کی حاجت نہیں
اور کچہ اس خواب کو تعبیر کی حاجت نہیں
اپنی دروازہ کو بھی زنجیر کی حاجت نہیں
سادہ کاغذ بھیج دون تحریر کی حاجت نہیں
تنگ شیرین تجکو جو ہی شیر کی حاجت نہیں
اتنا کافی ہی تجکو شمشیر کی حاجت نہیں
شمع ہی لیکن اپنی گلگیر کی حاجت نہیں

جان کیا تن ہی بستر میں نہیں
ہی جو اوس کے چہ دفن میں نہیں
اپنی طاقت پری بدن میں نہیں
ہی سبب چاک پیرہن میں نہیں
یہاں نہان داغ پیرہن میں ہی
باغبان ہی تری چمن میں نہیں
یہ لطافت تو یاسمن میں نہیں
جو اوس کے پیرہن میں نہیں

ہماری دیدۂ تر پر نہ جائے رومال | یہ پانی بھی گو او تر اسحاب در پا ہیں

بنا ہیں گو نہی آتش کا ایسا پرکالا | وہ بھی رہا ہی جو جام شراب در پا ہیں

نری گزر کے نہ بجلیاں ہیں ہمیں کر | ہر ایک موج ہی ہیچ کباب در پا ہیں

وہ عکس چہرۂ گلرنگ ڈالکر بولا | ہوا دیا ہی یہ کیسی شباب در پا ہیں

تصور اوسکے بسینی کا چشم تر میں ہی آج | سنا تھا کبھی ہم نی گلاب در پا ہیں

یہ چاندنی رولایا فراق میں مجکو | کہ گذری ساری شب ماہتاب در پا ہیں

جو روئی روئی عشق مجھی ہو گئی لگا | ہر ایک خضر ابہی آیا خولت در پا ہیں

جو سیل دیدہ کی امداد نہ ہی | تو ہو رہا ہی عجب ہیچ و تاب در پا ہیں

جو نری عشق میں ہلاک نہیں | زندگانی میں لطف خاک نہیں

تھے پری کیوں ہی بہشت میں جاری | زاہد اگر شراب تاک نہیں

ہے شب ہجر سو نہیں جیتی ست | اس کی جیب صبح چاک نہیں

خاک کیوں ہی اجتناب ایسا | آنکھیں زیر خاک خاک نہیں

دل پہ ظاہر ہی حال ہر دل کا | اس نگر میں کدھر کی ڈاک نہیں

کیوں جنون ہوتا مجکو بہ ہمین | کب گریباں صبح چاک نہیں

آگے اوس کلکی دعوی جوش نبو | باغباں کلکی ہوتا نہ بہ تاک نہیں

ہائی در فراق جانا نہین | کونسی رات ہو لگاکے خواب نہین

جہرۂ یار بر نقاب نہین | حامل مہر آفتاب نہین

سب حسین ہین و پے حجاب نہین | ذرّے ہین لیکن آفتاب نہین

عہد تیری ہی اور شراب نہین | صبح روشن آفتاب نہین

چشمۂ آفتاب کیون نہ کہون | تیری چاہ ذقن مین آب نہین

وہی حسرت وہی فغان وہی داغ | کشور دل مین انقلاب نہین

کیا جبین پر ہے داغ ہایونسی | دامن ابر آفتاب نہین

نہ تو آیا جواب نامہ نہ موت | زیست سے ہی مجھی جواب نہین

جہانیان اوسکے دیکھکر نہ کہو | آب آئینہ ہی حباب نہین

تا بہ شام کیون نہین آتی | ہر دو بال بط شراب نہین

تیری بالیکی جہلک نے | گرچہ آئی بحر حساب نہین

ہر تیرہ ہی قربت سے بہ تسکین ہی | کہ کبہی ذرّہ اضطراب نہین

مینہ برستا ہی جلد آ ساقی | بادۂ لعل بہ شراب نہین

ہر جو واعظ کون سنتا ہے | مینہ کو تن ہی سحاب نہین

درد دل کا علاج ائی | عرق اوس گل کا ہی گلاب نہین

بس از غنا ہے کسی طور سے قرار نہیں
ہوا ہوں قاصد جاناں کی اس لئے یوں بار
قدم رکھا ہے اور جا پڑا ہے کہیں نہیں
بلا دیا مجھے چھوٹا جو پانی ساقی نے
نہیں حساب ہے جسطرح اوسکی رحمت کا
ہماری جا بہ در سے نہیں گل کی کب تقلید
سن فراق ہی اور اندہ سیاں ہیں ہونگے
زمیں بہار سے مجکو گلی لگانی ہے
ہر ایک گل ہے چمن میں شبیہ عارض یار
ہیں یوں حباب جو دریا ہے حسن قائل ہیں
جلا ہے کلبوں سے مبدا اکو غبار ابا
بنا ہے عاشق کامل ہے جلوہ معشوق
خلش کسیکو نہیں الجنون کسی سے لہاں
تمام رنج ہیں تا حشر ساتہ ہے

کچھ تیری بات کو ثبات نہیں

ملامت تو کہتا ہوں کوئی یار نہیں
سوائی سنگ اجل اسکو انتظار نہیں
ہمیں تو بادہ کشو خاک اعتبار نہیں
جڑا ہے نشا کہ جسکا کبھی اوتار نہیں
یونہیں ہماری گناہوں کا ہی شمار نہیں
یہ وہ جنوں ہے کہ والبتہ بہار نہیں
چراغ گور ہے ظلمتکدہ میں بار نہیں
عذاب سے یہ دلا گور میں فشار نہیں
ہمارے جسم کی تصویر ہے غبار نہیں
یہ موج آب ہے شمشیر آبدار نہیں
کہ شہسوار ہوا اب وہ نیمسوار نہیں
کہاں وہ شعلہ کہ اب طور بر سر اسلئے
ببول ہے مری صحرا میں خار دار نہیں
بجز حباب کوئی چیز مستعار نہیں

اک تار ہی تو ساتھ تاج نشات نہیں

مخمس از

مجکو ساقی سوا ای جام شراب
جم کی جانب بہی التفات نہین

عاقلان سیر و لفظ لشنوند
ہی حباب ابنی یہہ حبابت نہین

تو وہ گل ہی کہ تیری دہشت سی
غنچہ گل کی موہنہ مین بات نہین

ہجر ہی کوئی دن ہی وصل کیطرح
کہ کسیکا شگو بیان ثبات نہین

وصف چشم سیہ مین کلک بہی ہیل
سرمہ دان ہی بہان دوات نہین

یون نہ باتین بنا حیا کی کسر و
مہربان بات بہی ثبات نہین

وعدہ شب کیا جواوسنی لوکیا
ہو تشفی یہہ کوئی بات نہین

اوسکے ہان آفتاب عارض سی
دن ہی اٹھون پہر ہی رات نہین

نرگس بنا مین سوچ کیا
کچھ بڑی ایسی بات نہین

جانکے سنگی ہین پاتا ہون لطافت یہہ نہین
ہی گریبان بر بہی اجی سن وحشت یہہ نہین

صبح او ہہ کر کیون نہ دیکہی یہہ جا ہی آئنہ
یہہ صفائی ہی نظر آتی ہی صورت یہہ نہین

وہ چلی جاتی ہی لیکن مین بٹا سکتا نہین
ضعف سی جنبش نہین پہر اشارت یہہ نہین

یاد کرتا ہون کسیکی مصحف رخسارہ کو
زاہدا مصحف سین پہر تلاوت یہہ نہین

سمجہی شاخ سرو مین ہی فاختہ کا آشیان
طایر دل کو جو ملی وہ سرو قامت یہہ نہین

دیکہتا ہی دست جانان کی تجلی کر کلیم
روشنی ہو جاتی مثل داغ حسرت یہہ نہین

بسکی بدلی کی ہی وہ نور نظر آنکھوں میں — ہنکھیا نار نظر ہو ہی کمر آنکھوں میں

پھر رہا ہی وہ صنم آٹھ پہر آنکھوں میں — پہان سفر دشت میں اوسکو ہی سفر آنکھوں

کور ہو جائیں کی ہم ہو نہ نگہبان و خورشید — عارض نغز رہی یہاں مثل قمر آنکھوں میں

کسسی منصور ہی قاتل کو لگائی آنکھیں — ہی سپاہی نگہ تیغ و سپر آنکھوں میں

تشنہ سی لال ہوئی ہیں جو یہ چشمان سیاہ — آگئی ہی شفق و شام و سحر آنکھوں میں

علم اگر دلمیں نہ ہو ہی کہیں بہتر نہ بصر — دم ملی اچھی ہیں اگر ہو نہ حیا آنکھوں میں

اوسکو سیتی ہیں اپنی نکہتی ہی سنتی ہیں بہت — ہی حلقوں نسبی زیادہ ہی اثر آنکھوں میں

نگہ گرم سی ہو رنج نہ اوس نازک کو — ہی یہاں تار نظر اس لئی تر آنکھوں میں

ہی جدا ہم سی کہ وہ لخت جگر نور نظر — پھر نسکین ہیں یہاں لخت جگر آنکھوں میں

اسقدر کہٹ گئی ہی نرہ ہی سنہری رنگت — ای پری ابنو سماتا ہیں زر آنکھوں میں

اسقدر سرمہ ہوا اوسکو نہ اک سی گران — کہ سلائی نہ پھری بار دگر آنکھوں میں

ہمکو بر ہمن ہی ہی شوق نظر بازی کا — بی ثبت کا ہی اثر تا بسحر آنکھوں میں

جنت وہ حور سند و چشمان نظر آجاینگا — اب رکہتی ہیں قضا او دفد آنکھوں میں

ایک نگہ کرنی ہی قتل ایک نگہ دیتی ہی جان — صدقی ہو دیکھی و میں فرض قمر آنکھوں میں

زاہدن دہوم مچائیں جو مری طفل سرشک — سچ تو ہی خوالکا کیونکر ہو گذر آنکھوں میں

ہنس کیا لکھنو کی چال میں جا کر ایسا — پہر ہوا مرغ نگہ کا نہ گذر آنکھوں میں

کہتے ہیں تمہیں تیری اوا ز ستمگر — ہیں نام کی جلوہ نما کوئی فرزانہ کلی میں

ہنستی ہی جاتی ہیں اب اک بدر کی اوہی کی ساقی — اٹکی ہی ہیاں آہ شرر بار گلی میں

اک جو بنج لگا دیتی اگر کلک تو اس سنج — دشنہ ہیں جا بجا کی بلبل تیری منقار میں

طاقت نہیں اب اتنی کہ میں کروں دور — دو چار گرہ باقی ہیں تار گلے میں

گوہر

ہم سے کیا ہر نہ بسا لیتی اگر ہوتی ہر بستی میں — کہ اپنی گنت بر تو جاہی آب احمر پرستی میں

دعا بار انکی جب میں مانگتا ہوں وقت تنہائی — تو ساقی بہری شیشو ہیں دو میں مئے پرستی میں

اوسکو وہی ہیں ہوتے ہیں جس سے منبع منعم — کہ بادولتی ہیں بسنبد رہی میں بس گوہر پرستی میں

شب تار رنگ میں ایسا شعاع روی جانان ہے — کہ قطرو نکی شعاعیں مدلیتی اب احمر پرستی میں

ادہر اوٹھتی ہیں جادو ل اور ادہر ہو تھیں زبان — مقابل ہو گی دیکھوں تو بلا کیونکر ہے تیغی میں

ہی بہ بیجا جو اوسی سرو شجر کہتی ہیں — کہ وہ وہ ذہی غفل ہی کیوں اوسکو شجر کہتی ہیں

جان جنت گی ہی یہ لیکا ہی نظر باز نگاہ — کہ رگ جان ہی جسی تار نظر کہتی ہیں

دشت وحشت لی گیا چاک گریبان مرا — کیا اسکو شب فرقت کی سحر کہتی ہیں

داغ فرقت سے میں بحر ہمیں مرا خانہ تو — راست کہتی ہیں سفر کو جو سقر کہتی ہیں

مثل یعقوب ہمیں عشق ہی اوس یوسف سے — اپنی محبوب کو ہم اپنا پسر کہتی ہیں

جو نعمت

ہر دانت تیغ موج تبسم کو سنگ ہے
تیر نگہ کو ہر مژہ اک تیر سے کم نہیں

ایسی ہی شرم ابرو جاناں سے آب آب
تو اس نگہ مری مژہ تیر سے کم نہیں

ہے ناخن بریدہ ترا تیغ سے زیادہ
تو ناتواں اس سے میں تو خنجر سے کم نہیں

لاغر ہوں اپنے کلبہ احزان میں اس قدر
دیوار و در اس کے ہی آب و در سے کم نہیں

مستی میں عشق ساقی کوثر ہی ہو اگر
جام شراب چشمہ کوثر سے کم نہیں

زندہ جاوداں ہی خوب دلیں تصور جو یار کا
ہر تو مسافری ہی مجھے گھر سے کم نہیں

رفتار یار میں ہے محشر میں اوا انیاں
خاک و سنگ رہگذار کی شکر سے کم نہیں

اوس سرو قد کی زلف میں اک سی پھنسی ہے دل
جولان ہی شاخ صنوبر سے کم نہیں

کیا غرض غیر سے حبیب یار سے مجھ کام نہیں
گلشن سے مجھ کام نہیں خار سے مجھ کام نہیں

تیغ کافی ہی مجھے اپنا گلا کاٹنے کو
خنجر ابرو و مژہ یار سے مجھ کام نہیں

درد عشق سے دی مجھکو شفا ساقی نے
اب کسی نرگس بیمار سے مجھ کام نہیں

ساغر عمر لبالب نظر آتا ہی مجھے
ساقی و خانہ خمار سے مجھ کام نہیں

گھر میں اب حسن بتوں کو وہ سودا نہ رہا
گردش کوچہ دلدار سے مجھ کام نہیں

روش عمر روا لکا مجھے آتا ہی خیال
یار کی جلوہ رفتار سے مجھ کام نہیں

شب یار تک لحد کا ہی تصور مجھکو
ہجر جانا کی شب تار سے مجھ کام نہیں

جم جابر

قربان ہوں نحجر میں کرنا مجھی کیوں ذبح
مشتاق ہی لب ساغر ناطور کی گردن

واعظ رگ گردن جو دکھائی تو نہ ڈرنا
کچھ کم نہیں مطرب سے بڑی طنبور کی گردن

پروانہ کا خون شمع پہ ثابت ہے وگرنہ
کٹتی ہی کہاں شمع سر طور کی گردن

خم جیسی صراحی کی ہی گردن تو عجب کیا
ہم رند فقط اک جھٹکی فغفور کی گردن

زاہد تو ریائی ہی تو لعنت کا پڑی طوق
گردان ہی تیری منعم و ناعور کی گردن

ہیں گیسوی مشکین وہ ہلالی کہاں ہنسی
ہاتی ہی اگر شمع تو کافور کی گردن

ہنس رگ گردن ہوئی زنجیر طلائی
اینٹھی ہی سنہری بت مغرور کی گردن

قلقل میں جن جن کی یہ آواز ہی ساقی
ششتی کو کہاں مل کی منصور کی گردن

سب خلق کا خون تیری ہی گردن پہ ہی ساقی
یہ بوجھ اوٹھائی میں مزدور کی گردن

اینک نہ عبادت کو کہا اون کا فر
ڈھلکی ہوئی ہی رنجور کی گردن

غم نہیں ای فلک جو تاج نہیں
ہمکو سر کی ہی احتیاج نہیں

اوس پری کا دہن ہی تنگ
ہی اگر وہم تو علاج نہیں

کچھ الہی سبکی ہے قسمت میں
وعدہ وصل کل ہی آج نہیں

ہر طرح رزق ہمکو ملتا ہے
غم ہی موجود اگر اناج نہیں

کب عدن سے زمین شعر ہی کم
در مضمون سوا خراج نہیں

تلوار تیر اگرچہ بیان کھینچ نہین سکتی
جز خاک در یار دوا دو نہ طبیبو
لاغر ہون مین ایسا کہ تیری کاکلی بلکی
سر کشتنی سی ہم بست نہ جب ہونگی ہی سنائی
احباب سبی مانگو ہین اگر تیر تحسین پانی
اوس تیر لفکی اوصاف زبان تک نہین آئی
کردن کا یہ ڈور اہی تیر الگک سی لڑائی
کسد رحہ سہری تیری رنگت ہے ہر بیرو
ہی ضبط مجھی آہ کا جو عشق مژہ مین
ہی بار جو کی بادہ کشی ذبح ہوا مین
مجلس تہ و بالا ہوئی ہی طفل سے یعنی
کیا قہر نہ آتا ہی تو او ظلم کی بانی
تدبیر سی سودا کیا زلف پری کا
اس مرتبہ لاغر ہون کہ ہو ماو ہین تیرے
اوس رو ہی محطط سی تعشق ہی جو مجکو
ہیہی کلک نصارا بن نمایا مجھی ناسخ

انگا ہی بیان نعرۂ تکبیر سے کلے ہین
واللہ الگ جا نہ کی اکسیر سے کلے ہین
ہو جائی صنم طوق گلوگیر سے کلے ہین
شبتی کسطرح قوت تقریر سے کلے ہین
سکائین نہ اب دم شمشیر سے کلے ہین
ہر بار او لہجہ جانی ہی تقریر سے کلے ہین
زنار محبت ہی بتلی پیر سے کلے ہین
رہتی ہو ہی کمندیکی ہی زنجیر سے کلے ہین
رہتی ہی ہمیشہ جلش تیر سے کلے ہین
ہر موج می ناب ہے شمشیر سے کلے ہین
ہا ہی رگ گردن ہی ہم وزیر سے کلے ہین
لنگا ہین کی ابرو رہ تعبیر سے کلے ہین
زنجیر نہ ڈالی کہین تقدیر سے کلے ہین
بہیون مین اگر حلقۂ زنجیر سے کلے ہین
مصحف ہی حمائل بمع تفسیر سے کلے ہین
بہانسی ہو وہی زلف گرہ گیر سے کلے ہین

آتش رنگ تاسی مشتعل ہے تن شمع — تاسہ لکھنی کو جو خامہ لی سنگر تاسہ ہیں

بہ اثر رنگ حنا ہی ہار کا ہجا ہی جنون — لعل ہجا ہی اکو سنگ جو مہر تاسہ ہیں

ہی ازلسی عاشق و معشوق کی قسمت میں فرق — سنگر ہی کا بہان لو ہی کی دو ہان حلقہ زن تاسہ ہیں

ہی اران مکتوب کا نت تک ہی قاصدا — بہنک خط لیجل ہمار احسیم لاغر تاسہ ہیں

ہنجہ خورشید تابان میں رخ کا ہو بغیر — گر نکوی و نکہی وہ خال معنبر تاسہ ہیں

سہل ہی امداد و نیا ہی کہن امداد خضر — آب خضر بنا ہیان وو من جام سکندر تاسہ ہیں

جب اد حلبی ہی طبیعت بہر مضمون بلند — طائر سدرہ کہ اجانی ہیں شہپر تاسہ ہیں

ای جنون صاحب سلامت کو تو تاسہ اوٹہنار — دیکھکر تجکو اوٹہنا اپنا ہی بستر تاسہ ہیں

تاتکہا ہمار ون گریبان تا کجا مینو ہیں سر — کب وہ دن ہوئیگا کہ لوں کا دست دلبر تاسہ

تاسہ دی ہی مار تاہی ہون حجر میں ہر شب ہیز — جیہہ رہی ہی میں خار بانو نکی برابر تاسہ ہیں

دشت غم میں تاسہ فرو رہا ہون ہر قدم ہوی جیب — ہی ہمیشہ ہی تا و نکی مانند جگر تاسہ ہیں

حشر میں تجکو صرت کیا تاسہ اعمال سی

مدح حیدر کا جو اہی — ہی فخر تاسہ ہیں

خط کیا کہ خال ہی رخ محبوب پر سبن — ایسا بدن ہی صاف کہ ہو ہی کمر سبن

تبخانہ بہ خرابہ یہ عالم اگر ہی سبن — ہر لبن لی کسکو کسکی خبر ہی سبن

ہم مفلس تحفہ ابت ما ہیمن ہنداالسبر سبن — کلشن میں دیکھو کہ کف گلمن ہی زر سبن

ہمی ہماری کفر کا باعث وہی ہندو پسر
کوئی دیتا ہی کسیکو اونجیل ایسا جواب
ہو گئی ہی شمع روشن یہ دل سوزان مرا
مر رہا ہون اب تم بدنام ہوتی ہو عبث
لیک یار وادا ہی یار کا نہ ذکر کیا
یہ زمین اچھی نہیں ولیکن فکر نئی

وحل یہان جز عکس سلطان عکس لشکر کا نہین
ہو گیا ہی ہمکو سودا دیکہہ کر حسن سفید
اوڑتی پہرتی ہین کیا باتونکی پرزی جا بجا
کیا مجہی کو وہ بیان ہی اوسکے سہرے کا
تو مکانو لیسی منزہ ہی خدا ایسی ہی گہر
بیکسی پائی اوسکی جستجو نی آجتک ہمین ہوست
خستہاے کو ہی جا بانی تسلی ہو تو ہو
تو نہ بیٹہا تو ایسی بیکلی ہمکو ہوئی
مثل ققنس جہڑ رہی ہین انجمن کلر بان.

وہ بوم جسکی خشکی ہی ہماری ہندوستان میں
کشتی در و بست ڈوبی اشک کے طوفان میں
سینہ صد چاک چلمن ہو نہ ہی والا ہمین
غصہ جانو کرو تلوار اپنی میان میں
قتل عالم کو کیا ایک ایسی ایک آن میں
حسن سے اگر دیا ہی تو کئی اعلا ہمین

دل ہمارا ہی کہ آئینہ سکندر کا نہین
سر ہمارا اکیون لئانہ سنگ مرمر کا نہین
کچہہ بتا ایسی زیادہ کوئی دلبر کا نہین
کون وہ جا ہی جہی مشتاق جوہر کا نہین
اس نجرا بیمین فقط بندہ ہی گہر در کا نہین
ساقیا فرقتمین مشتاق ساغر کا نہین
سر میرا مشتاق لڑکوا اور رہبر کا نہین
غصہ اپنا اپنی جاسی کونسا سر کا نہین
داغ میری دلمین کچہہ طاوسکی پر کا نہین

ہم نکلوائی ہو جب گہر سی تو ہم دیوانی
تہائی در و از بکی زنجیر کہری سنتی ہیں

ایسی ہم خاک ہوئی ہیں کہ ہماری آگی
اوسکی باادب صاحب اکسیر کہری سنتی ہیں

ناسخ او بس گلکی نظارہ کی تمنا ہیں ہم
غنچہ سان باغ میں دلگیر کہری رہتی ہیں

ای سحاب اپنی نورانی دکہا صورت ہمیں
کب سی کالا منہ دکہاتی ہی شب فرقت ہمیں

چہوڑ دیتی دست جانان کیون تم اپنی ہاتہ سی
زندگی بہر ہاتھ ملنی ہی کف حسرت ہمیں

روگ الفت کا لگائی پہرتی ہیں بنا ہاتہ [illegible]
لوگ مرتی جاتی ہیں ہوتی نہیں عبرت ہمیں

غم سی قاصد ہو گیا کاغذ کا بند [illegible]
ہاتہ میں لیتی قلم اپنی کہاں طاقت ہمیں

خاک ڈالیں اپنی سر پر ہجر میں تنگی سی آ
شیشہ می کی عوض دو شیشہ ساعت ہمیں

خار صحرا اپنے گزدم ہیں لگالیں پاؤں نسی
ہو اگر سر نشتی سی ہا مجنون فرصت ہمیں

چشمہ خورشید کا چشمہ حیوان [illegible]
ورنہ یارب یار ہو دائی کی شب فرقت ہمیں

نقش پائی یار پر کیونکر بلا رکہیں قدم
سر سی کوئی یار میں چلنی کی ہی عادت ہمیں

وہ جنون تہا جو بڑ تک سایہ پڑ ہی بیابان ہی
ای پری اب تو ترہی سایہ سی ہی نفرت ہمیں

جل رہی ہیں آتش داغ جدائی سی جو ہم
جو ادہی دوزخ ہوا ہی اوی غربت ہمیں

اہنچی تصویر یاد لہن تصور باندہی
یار کی صورت نظر آئی کسی صورت ہمیں

ساقی شیرین ادا پانی پلا ای کا اگر
[illegible] معلوم ہو گا ہسکنو شربت ہمیں

فرفر

فرقت میں ہو میں نعش جنازہ ہے پلنگ — کیوں نظر آئیں تمہیں صورت نزہت ہمیں

پاتا ہے خوش نظرانی ہی پو سنا ہو کس طرح — تن کو الفلک کیا جا ہی نوبت ہمیں

کبھی کس وقت آئی ہے بھلا فکر سخن — نامہ لکھنے سے ہیں ہوتی کیسی فرصت ہمیں

تب سی ہمارے جان ہی جلتی ہے ہجر میں — جڑتی ہے رنگ شمع پگھلتی ہے ہجر میں

ساقی بغیر میں لہو پیتو کنا ہنسن — ہو نہ تھی شراب وصل نکلتی ہی ہجر میں

میں جانتا ہوں جوشش طوفان ہو رہی — خم سی اگر شراب ابلتی ہی ہجر میں

کھلی ہے ہی جا در جہتات کی بخوص — کیا رات اتنا روت بدلتی ہی ہجر میں

روتی ہیں اور نالے جو کرتی ہیں ناصحا — اپنی طبیعت اس سی بہلتی ہی ہجر میں

مرغ گلو بریدہ کی مانند ساقیا — ہر دم بط شراب اچھلتی ہی ہجر میں

جو روز ہی ہجر میں گویا ہی روز حشر — ہر سو میں وہ بہر میں ٹلتی ہی ہجر میں

ہوتا ہی ایک خلق کو تابوت کا گماں — جس وقت پالکی میری چلتی ہی ہجر میں

ہوں جان بلب مگر ہیں نکلتی ہی اجل — ظالم کہ پیسی الٹی ٹلتی ہی ہجر میں

رشک لگی ہی زنجیر گو بس ہے

ای جان میری جان نکلتی ہی ہجر میں

قاصد اچھوٹ کیا گھر میں وہ مغرور ہیں رہنا — کس طرح گلشن جنت میں بھلا حور ہیں

آتش داغ جدائی سی بنا اوڑ ہما کی کیا
طایر دل ہی یہ کچھ طایر سیماب نہین

صبحدم آج ہی اوس ماه کو کیا عزم سفر
جو دو پہر آنکھ سے ہی پر جلوهٔ مہتاب نہین

چھوڑ کر گردش بیہوده جو مین بیٹھ رہا
اب مری اشک کے دریا مین بھی گرداب نہین

رات دن ابروی جانانکا تصور ہی ضرور
کون مسجد ہی ولا جسمین کہ محراب نہین

ہجر محبوب مین ہی جون فلاطون مجھکو
خم مین ای باده فروشو یہ بھی تاب نہین

چار پائی کی نہی مجھکو پڑا رہنی دو
ہوتی ہی فرقت محبوب مین یہ خواب نہین

ترک اسباب پہ آماده جو دل ہی
تیری نزدیک یہ کیا عالم اسباب نہین

یاس حسد نہی ولاوه ستم الحاد نہین
کوئی ہی ایسکی سوا اور ستم ایجاد نہین

میری حرفنسی ہی بس ہی خانہ زنجیر خراب
ورنہ کچھ کون ہی دنیا مین کہ آباد نہین

جسنی دیکھا ہوی زنجیر کی حاجت اوسکو
خط جانانکی برابر خط حداد نہین

جب مین کہتا ہون کہ فرهنسی کر قتل مجھی
ہنسکی کہتا ہی کہ بنده کوئی جلاد نہین

اوسکی تحریر ہی منقوش دل لوح مین تا حشر
خامہ کفر ہی کچھ خامہ بہزاد نہین

ہائی ہو گری ہین سوا اہل زمین گرتی ہین
ای فلک تجسی مجھی شکوه بیداد نہین

اتنی شانی تری زلفونکی ہین ای چشم
سیمتن دہر مین اب نام کو شمشاد نہین

چاہی دام رگ ابرو کنار دز ہا
ہم لطفی کی سوا اورکی صیاد نہین

بلبلیں جیسی کرتی ہیں چمن میں ساقی — طوطی شکرشکن زمزمہ پرداز نہیں
مجھسی کب فاش ہوا راز محبت ظالم — تری غمزوں کی سوا کوئی ہی غماز نہیں
رکھتا عشق ہمارا تری پردہ میں نہان — شکر ای جو نہیں جیون فاش تو ای راز نہیں
رقص پامال ہو چال انسی ہے اینا ہموار — ساز مطرب ہے تری گہور لگانہ ساز نہیں
ناز اسکا ہی کہ عاشق ہیں ہوا ہوں اوسپر — حسن پرا وس بت طناز کی کچہ ناز نہیں
ست مجھی رکھتا ہی کلام حافظ — تری ساغر میں بجز بادہ شیراز نہیں

وہ نہیں ہو لتا جہاں جاون — ہای میں کیا کروں کہاں جاون
تبہ نہیں جاندہی وہ ہے محبوب — کسطرح تا با سمان جاون
ای یاد اوسکی زلف کے زنجیر — توڑ کر اب تو بستر یان جاون
دور وہ میں ہوں مرہنکی نزدیک — ہای کیونکر میں ناتوان جاون
رہنمای کری جو عالم غیب — وہ جہان ہی نہان ہان جاون
تسنی روز و شب غم نہیں اکہایا — اوسکی گہر آج مہمان جاون
ہو نہ گلگشت میں کہیں وہ گل — چمن آ ہے سوی بوستان جاون
جاک اوڑاتا ہوا ہر ایک نہیں میں — صورت گرد کاروان جاون

چمن جیسے ہے قاصد کو کسطرح
ڈھونڈتا ہے یار کا مکان جاؤں

گھر میں بیٹھا رہوں تو کل پر
سچ ہے کہاں کہاں جاؤں

بحری

بہار آئی بھروں شراب شیشی میں
انار و سنبل و عناب شیشی میں

بنی ہے صورت فوارہ گردن شیشہ
یہ تیری آنکھ ہی جوش شراب شیشی میں

خیال ہے عرق روی یار کا دل میں
بجائی کبھی بہرا ہے گلاب شیشی میں

جو دور جام ہو ساقی تو منہ پر مستی لگے
کف شراب نہیں ہے سحاب شیشی میں

ہوا ہے صاف ہماری طرف سے دل اوسکا
کہ اوسنے لکھا ہے خط کا جواب شیشی میں

ولیں شربت سے قاضی جو توڑی شیشہ حرص
نور و حضر ہوا و بیر عذاب شیشی میں

گر تکی بت فناعت سے مجکو بادہ فروش
اگر شراب نہیں بہر وہی آب شیشی میں

جو کوئی جام ہو دینا تو جلد دی ساقی
عیان ہے صاف نہاں حباب شیشی میں

دل رقیب میں سامان روسیاہی ہے
کہ جسطرح کوئی رکھی خضاب شیشی میں

بعد نشہ کی سو و بین نہیں ممکن
بجا ہی گر کہوں ہی ہند خواب شیشی میں

یہ معجزہ ہے حسین شہید کا
کہ خاک ہو گئی جنت نایاب شیشی میں

جو عید لب کے اُنکو نسی دیکہی وہ سب سمجہے
سب سیاہ جدا ہین روشنی سون کہنے لگے
طریق عشق جہڑا ہی تو فی عمارت کر
لطافت ایسی ہی بجہ مین کہ دیکہنا سون صاف
ہر یک رنگ ہی کپڑ و ہمین اک ہنستی ہی
نقاب سی تیری ابرو جو سلخ کو کہیں جائز
اگر نم ای ہی شتر بگی ہبس مین صبا خشب
نمود ہوتہ تیری خط عنبر افشان کی
چمن مین لائی صبا کسکی بو جو آج نسیم
نظر سی تہا نیر رنگ کے طرح جو زبان
تمہاری روی محطط کا ہوتہ کٹر تانی نز
ہزار دن بٹر کی نیر لگاہ سی سو راج
خبر نہ شام غریبی کی بجکو نہی

بجکو ات ساقی گلفام سی کچہ کام نز
دلکو خوش آئی ہی صحرا کی سو گلشن بزخار

ظہور ہی یہ ادب سے گلبدنگی پردون ز
لگاون اک مین بیت الحزن کی پردون ز
ملا ہی حصہ مجہی راہ مزگی پردہ مین
کہر سی داغ مین رخ دیسکی پردہ مین
نہ ہر ہی داغ جہدن کے کفنکی پردہ مین
تو ماہ نور ہی جو رخ کہن کی پردہ مین
تو سایہ بندہ ہی تہا کو بکن کی پردہ مین
رہی وجلد عذار و ونکی پردہ مین
دیکہ ریستی ہی گل و یاسمن نی پردہ مین
وہ بت ملا مجہی اک بت شکن نی پردہ مین
نہ مہر و ماہ ہر برو نین کی پردہ مین
ہماری اوس بت ناوک فگن کے پردہ مین
جہپی ہوی ہی یہ صبح وطنکی پردہ مین

ہی سی کچہ کام نہ جام سی کچہ کام نہیں
الف کسی سر کش اندام سی کچہ کام نہیں

ارنہ

نہ ملا آرام سے ہوں دشت جنوں میں تنہا
کسی پہلو نہ دل آرام سے کچھ کام نہیں

خانہ برباد ہوں صحرا میں بگولوں کی طرح
سقف و دیوار و در و بام سے کچھ کام نہیں

اپنی مدفن سے ہوں غربت میں وطن بھول گیا
اب مجھکو نامہ و پیغام سے کچھ کام نہیں

طائر روح رمیدہ کی طرح چھوٹا ہوں
اپنو صیاد تیری دام سے کچھ کام نہیں

طبع روشن کو نہیں حرف سیہ زور بکا
صبح محشر ہوں مجھے شام سے کچھ کام نہیں

ہے مجھے دشت میں بھی صید ہما بنکا خیال
دو سے کچھ کام نہیں دام سے کچھ کام نہیں

ہے فراق بت خودکام میں کاکلام
ہو میں ناکام مجھے کام سے کچھ کام نہیں

گو یہ غم ہے کہ وہ حبیب نہیں
پر خوشی ہے کوئی رقیب نہیں

کیوں نہ ہوں طفل اشک آوارہ
کہ بعلم میں ادب نہیں ہمن

گل تصویر میں ہے جوش گور
شب حسرت خوشی وہیبت نہیں

میں سوار کبھی ساتھ فریادی
کوئی اور اب کا رقیب نہیں

مدتوں سے ہوں جانتا ہوں وطن
دشت غربت میں عجیب نہیں

جان لیوا کبھی کی قسمت میں
میں عدو ستمگروں طبیب نہیں

رنج کا بھی مرض نہیں ہوتا شفا
جز اجل اب کوئی طبیب نہیں

جیتی جی تاوں ورنہ کا دیدار

مسافت دن کی ہنسی ہی مجکو عہد طفلی ہی تیں
اگی بازی کہیں بحث جوان کہ ملنا نہیں

صبح کہتا تہا خبر گلزار کی پہنک نسیم
ہی گل تر تو کہان برگ خزان ملتا نہیں

سنو نسنی تو سرو کی کو جو نور اصی ہوا
وائی قسمت مجکو اب تر اوہان ملتا نہیں

گرد با مجلس کے مجلس کو تری باتون نے قیل
کوئی خبر شمشیر تر ابرہم یان ملنا نہیں

ریہ سنگ دنیا میں کسی امید پر مرد و زنی گرد
قبر ہی دم ہو بند ہون تو کوئی استخوان ملتا نہیں

اتکہ کیا دل کیا حرم کیا دیر کیا بتخانہ کیا
کونسی جا ہی وہ ہر جائی جہان ملتا نہیں

روز بد میں سوی استقبال کیا ہو اعلی کی رحم
لاابہ گردش ہو زمین سی آسمان ملتا نہیں

فصل گلچین سیر گلشن کو نکاجا جاوے
اندنون و داغ باغبان ملتا نہیں

آج بہتیں نظر حضور نہیں
کوئی ہمسا ہی بی حضور نہیں

گرچہ میں دور ہوں لیکن
تو تو آئی جان تجھسی دور نہیں

بار کہہ میں نہیں ملتا
طرفہ عجب ہی کہ حور نہیں

ہم ادا ان سمجھی اب جان
ناز ہی حسن کا غرور نہیں

ساجنا ہی نظر میں چشم سفید
سحر میں ساغر بلور نہیں

بیر ہی کہہ میں جو تو ہی نور افشان
کون دیوار ہی کہ طور نہیں

تم خیالی و قدم ہوا ہے یا
جسکو انتظار صبور نہیں

کتنی ہی روشنی ہے چشم سیاہ — سانولو مین کہیں نور نہین
کیون ہی بدنام اہل زمین — آسمان ہی یہ کچھ بھی دور نہین
کہتی ہین وہ ہم سے کو — شاعری کا تجھی شعور نہین

لوٹ دیتی جو نذرانے شعر کرتی ہین — کو جلتی ہجر میں تو یہ خبر کرتی ہین
اونکو کیا کہتی ہین جو خون بشر کرتی ہین — قابل لعن ہین جو قتل شجر کرتی ہین
ہجر ساقی مین عجب نالے اثر کرتی ہین — مے کلر تک کے قطرے تو نظر کرتی ہین
کام ہم سوختہ جان شمع سحر کرتی ہین — الضم تیری دل سخت مین گھر کرتی ہین
پھر مین محبوب سے چھوٹا نظر آتا ہی نہین — جب تصور مین نظر جانب در کرتی ہین
مے گلگون سے ہوا سرخ وہ رو سفید — کیمیا گر تو ہین جاندی کو بھی زر کرتی ہین
وصل محبوب مین سنجوار سے ترسو آئین — اپنے دامن کو ہم اشکون سے تر کرتی ہین
کسکو جنت مین ملا ہی ید طولی ایسا — روز ہم چاک گریبان سحر کرتی ہین
مری ویرانے مین بہتی ہین سفر جہان — کشور سوزش سے ہی جو کوکب سفر کرتی ہین
تو ہی بستا ہین کیا ناز رسی ہی جہر لقا — نالے تو کو رش ملائک کو بھی گر کرتی ہین
کیا ہی ای طفل تری نالے کا ہی اثر — تیری نگر کے کیسو تر ہی کمر کرتی ہین
مر گئی ہمتو شب ہجر مین الٰہی عجب — بیمار کرتے ہین زر یا کو سحر کرتی ہین

حاذ

چاند سورج کو جو تکواتی ہیں ہوتی ہیں صنم
بار تو قصد جو ہوتا ہی ہماری گھر کا
مجھ نظارہ محبوب سراپا ہوں سبھی
کام چلو نسی ہیں رکھنی ہیں خلوت کے سوا
قلزم اشک سی ہوتی ہیں سیاہی

کیا قیامت ہے ہم نشیں جو مکر کرتی ہیں
بیٹھے اپنی جو اس کی خبر کرتی ہیں
ہیں راز گو اب نا نظر کرتی ہیں
کسکی محفل کہ تیری دلمیں گذر کرتی ہیں
ہم شب ہجر کو ورد کی سحر کرتی ہیں

پی یار چلی جاتی سیپارۂ رمضان
کیا کیا نہ ستم ہوتی کی ہجر میں مجھ پر
کیا حسن ہو محبوب کے سینے سو ورن جنت کے
ہوتی ہیں اوس پارہ آتش سی بغل گرم
اوصل ہی رہا وصل صنم تا دم آخر
گرمی میں کہاں حسن کی راتیں یہ میسر
کیا جلد گذر جاتی ہی گرمی میں شب وصل
کرتا ہوں جو میں جزر سی گرمی کی شکایت

بی حسن کری حسن کے سیپارۂ رمضان
المختصر اس طول کی شب وی ارمغان
دنیا ہماری گہ کہیں ہی رمضان
ترسو میں کہاں تک کہیں آ جاتی رمضان
ہو جاؤں میں قربان سراپای رمضان
قابو ہو تو میں باندھ رکھوں پای رمضان
کیونکر نہ ہی دلکو تمنای رمضان
بنتی ہی خار سی مجھی جای رمضان

افلاس میں نا ظر جلیل آگ ہی
انگارہ مجھ کو تم نے جلایا ہے رمضان

حیف ہے کیوں حسن جو ایک گل رسیدہ ہوں | بلبل نہیں ہوں طایر رنگ پریدہ ہوں

کیوں ہیری وصل ہونی سی دہشت جوش ہوا | کیا میں بھی مثل شیشہ پری سر بریدہ ہوں

تس خم پر اب جو سرا بات دھر میں | زاہد برای بادہ کسنی افریدہ ہوں

تو لگا میں سکو چھوڑ کی ملک عدم کی راہ | ہر چند فاضلی میں ہوں لیکن جریدہ ہوں

طاقت ہے طاق ابرو خمدار یار پر | محراب کعبہ حاج کیتی وہ خمیدہ ہوں

تیرا غلام کچہ ہے کنعان فقط نہیں | کیتی ہی مشتری ہی میں ہر ایک خریدہ ہوں

او آفتاب ہو وہ افق بام سی وکہا | مانند صبح میں بھی گریبان دریدہ ہوں

ہا چاک جیب صبح تو مشہور ای جیوں | میں تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہوں

کیسکو خبر کہ شستہ کہاں ہی فرح کہاں | بی بازی بزم بادہ میں ہوش پریدہ ہوں

ہرگز مجھی نظر میں آتا وجود غیر | عالم تمام ایک نین ہی میں دیدہ ہوں

سودای عشق عنبر کہاں ہی برنگ گل | اپنی ہی حسن پر میں گریبان دریدہ ہوں

ممکن نہیں ہی مجکو ضبط فغان جس ہو تو ہو | بی اختیار صورت صور دمیدہ ہوں

ہنستا ہوں میں لگا لگی دانت اپنی جگر پر | باغ جہاں میں مثل انار رسیدہ ہوں

کو جان جائی غم میں لیکن نہ بات جائے | وہ کنج رہا ہی مجھسی تو میں ہی کشیدہ ہوں

ملا مجلس شفق ہو رہتہ اگسی پانی میں | طلائی ہو گئی ہر مو جگی زنجیر پانی میں

یہ کشتی ہم فقیروں کی ہی کو با نوح کی کشتی
اکیلی تم نباہو گو نہ اونتر و سن تو کی

اگر طوفان ہی ہو ڈوبی نہ با سمجھو تہیں
نہ غوطہ ماری ہنسا ہو کوئی جو دو دو تہیں

ہم جیتے ہیں جوان مرتی ہیں
جنگلی اونٹوں کو تم بھرتی ہیں
گرچہ ہی جھر سراسر تم ہیں
دیکھیے ای یار ہماری حسرت
کوئی جانان کی تمنا نہیں ہمیں

اب جو جاتی ہیں کرتی ہیں
رنڈ کا بسکے وہ وہیں بھرتی ہیں
پر ہم ای جان بہت ڈرتے ہیں
غیر سب جیتے ہیں ہم مرتی ہیں
ہای جینے میں قدم دھرتی ہیں

یاد آتی ہیں ہمیں جان تمہاری باتیں
پھرو جب رہتی ہیں ہم اور اگر تو لیتی ہیں
غیر ہر دم تجھی باتیں جو سنا جاتی ہیں
یاد آتا ہی بڑا کیا کی عوض کا کہنا
ہی بری بات یہ اغیار سی باتیں کرنی
اسطرح تو ان لگتی تھی سنتی نہی ہمنے
تو اعجاز بیان ہی کہ سمجھ

ہای وہ ہلدی کی آواز وہ پیاری باتیں
وہی پھر پھر کی اونٹنی ہیں تمہاری باتیں
جانتا ہوں یہ ہیں اے جان تمہاری باتیں
ہای پھر لب ہیں سنو لگا وہ گنوائی باتیں
ورنہ ای جان تری آنکھیں ہیں پیاری باتیں
کرتی ہیں صاف صنم تیری سناری باتیں
ہیں الٹی اے جان کسی دن جو جواری باتیں

بر صدا ہمیں بہت لائی ہیچ اُری اَبن

ہے یہ حسن تدبیر نادان عالم اسباب میں
ناؤ کاغذ کی بہا دیں جیسے اطفال آب میں

یوں خیال روئے جاناں ہے دل بیتاب میں
جس طرح سے عکس ہو مہتاب کا گرداب میں

کہہ کے رنگ سنہری ہوں دل بیتاب میں
جس طرح سے ڈوب جاتا ہے طلا سیماب میں

بزم میں وہ ابرو و مژگان سو نگے بندنی یار
لگتی ہے قندیل زریں کعبے کی محراب میں

جائے نشہ فرقت سا قیمیں آجاتی ہے بوت
شکل تار تیغ ہے موج شراب ناب میں

جلوہ دندان جاناں سے ہوا ہوں میں ہلاک
مجھ کو قسمت نے ڈبویا موتیوں کی آب میں

کب شب تار سے صدا ہمیں نظر آتا ہے چاند
آتی ہیں ہم انتظار کرکے شب تاب میں

رات بھر برپی فراق یار میں ہم اس قدر
برکی رعفنی برار ون جادر مہتاب میں

ہو سکے مجھ سے نہ بیدار ہیں اپنی دلکی سیر
سنگ دون ہنر لہی ہیچ جانی ہیں انسان خواب میں

سالکو تو کوئی آفت سدرہ ہوتی ہے نہیں
مجلسیان بیٹھے نہ ہیں حلقہ گرداب میں

ہر کیا ہے عکس سا فیکا کہیں دریا میں عکس
ورنہ یہ گردش کہاں بستی آئی گرداب میں

تند رفتاری سے ہو کا جلد دولت کا زوال
دیکھ یہ دریا میں کہاں جو جو زور ہے سیلاب میں

تیز ہی اے بت کیا نسے جلد کرتا ہے گریز
بہر یہ میں اتنا ہی ہٹ ہوں کعبے کی محراب میں

از روئے اس قدر ہو سکے تو جوش شراب
ہیکڈ لگا بکدہ بہتا پھرے سیلاب میں

دولت بیدار جائی ہر او طلب نی نالی
بہر تعظم او بہ کھڑا ہوں ہم جو او خواب میں

اب اگر اپنی عبادت کرتی ہیں انکو بت | کیون نہ مسجد کا بنا ڈالیں ہو انکے محراب میں
بت مرا ہی ساکن بتخانۂ دل واعظا | سجدے کرتا ہون میں اپنی جبت کے محراب میں
شمع سان ہونہ ہی جو اوس صیاد ماہی گیر کا | دوڑتی ہین جسقدر ہین مچھلیان تالاب میں

ہوئی ہین عکس فگن میری داغ گنگا مین | کہان نہائی ہین ہندو چراغ گنگا مین
بجائی موج ہی دست سوال ہندو کا | بھنور کی ٹلی ہی دور ایاغ گنگا مین
اودھر نہانی ہین مل اودھر نہانی ہین | ہر ایک صبح شگفتہ ہی باغ گنگا مین
ملا ہی آج وہ رشک چمن مجھی عریان | خوشی کی ماری ہی دل داغ داغ گنگا مین
فلک سمجھتی ہین ملاح والی فلک کو کیا | کسی طرح نہین ملتا دماغ گنگا مین
یہ نوجی کہانی ہین زندہ ہوکا نہ ہو رہی لوگ | کہ جیسی کہانی ہین مردو کو زاغ گنگا مین
جو اس انشاء کو ڈھونڈھتی نہی عزیز تمین | ملا ہی اب ہمین بارہی سراغ گنگا مین
کمند موج جو مانند زلف ہی دلکش | ہوا اسیر ہی مجنسی فراغ گنگا مین

لبا جھمکی ہین ہر ہر دو ہیری گوہر کا نہین | ہی یقین لبا نہو کا کوئی جوہر کا نہین
بو نہین ہی زلفونکی جاتی ہی جو اگر کا نہین | بسلی ہو جاتی ہی رنگ مشک و عنبر کا نہین
عجب کیسی بہا جڑاو اوسکی زلور کا نہین | نازکی ہوئی کہ کیون لٹکا ہی تنبر کا نہین

اوس گل تر کو نکہرا او نکہت گل سے دماغ
تاک ایسی تھی آنکھون نے نہ کانون نے سنی
ہو نہ ہی تر اس شستہ رو تیرا جس سے زندگی
اوس گلتر کی نہ تھی ایسی نمو یکتا تھا کبھی
روئی جانا ایسی مری آنکھیں کبھی گاہی سات
نہ تو ایسی بوی زلف عنبرین آئی نہیں
خوش جہان ہوتا ہی وہ خوش طبع جاتا ہی وہان
اب ایسی عیب سے بھی واقف نہیں ہوتا کوئی
تاک رگڑی ہر بری کیونکر نہ اوس کی ساتھ نے
واعظا وہ مست ہین آئی اگر بوی بہشت

دیکھ پائی گور کی جو نہاری ہاتھ پاون
ماہ تابان ہی ہنسا او نہ بوی کی عوض
چشم سرحیران ہو جاتی ہی جب سری حضور
ہون وہ مجنون سنگری سر سی لطف آتی ہی جب
ہاتھ اوتہایا وصلین مجھسے جلا ہی بات نبھی

ماری غصی کی اہی آجاتی کا خم تا کمین
بو بہاری کی کاکل کو تمہی سونی ہی سلم تا کمین
صاف شعلی کا نظر آتا ہی عالم تا کمین
نکہت گل کی روش جو ستبو ہی ہر دم
کا ہین آواز بو ہی زلف پرخم تا کمین
کیا نسیم صبح لائی ہی جرا دم تا کمین
کس طرح ای بہاری خاطر غمناک مین
جیسی بو آتی وہ ہنگی آنی ہی کم تا کمین
بدلی تھتنی کہ سلیمان لی ہی خاتم تا کمین
بنہ بنائی جی رکھ ہین وہین ہم تا کمین

جیسی

زلست ہیر مانند بسمل کیون نہ ماری ہاتھ پاون
ناچتو تکی بدلی رکھتی ہین ستاری ہاتھ پاون
دیدہ ناحق سی کرتی ہین اشاری ہاتھ پاون
کیا کرتی ہین بلا نکی اشاری ہاتھ پاون
رفتہ رفتہ اب لگا لی تمنی ہاری ہاتھ پاون

وصل گلشن سے جنوں نے دیا کو بیر انتظار
حلقۂ زنجیر جائے دیدۂ بیدار ہیں

ہو گئی ہیں پھول گنبد کی تیری فرقتیں سیم
غمسی الکل زرد ہیں سر تا قدم افگار ہیں

زرد کچھ تیری غم فرقتیں ہیں کچھ ہی سفید
باغمیں سب گل بہ رنگ نرگس بیمار ہیں

اس چمن میں ہیں گل سرخ اور ہیں لونیم زر
ہیں زیادہ قدر میں عالم سے جو زردار ہیں

زاہدا عقبی میں ہم کا او نکو دیدار جدا
جو کہ دنیا میں بتوں کی طالب دیدار ہیں

اب وہ چاک گریباں ہی نہ وہ داماں و دشت
یا تو ایسی ہماری دست و پا بیکار ہیں

تھی سب حسن و شکن آمدنی قاتل سربسز
ہے کماں جس پاس او سکو تیر سے خورگار ہیں

قہر تھا ہو اگر ہو باف ہو زلفو نسے دور
سست ہیں اپجان جب تک کنجلی میں بار ہیں

کیا صفائی ہی کہ تیری اس کو ٹکی عکس سے
ای پری تیری کا چھیں ہو تو ٹکی یار ہیں

مجکو تکا و ٹکر احسان قائل نی کیا
کہ نہیں کٹری بدنمیں زخم وانشدار ہیں

اب ہر اورا و لکلو نسے ور سلجھائے ہیں
ہجر جو ر شند میں جب سحر کی یار ہیں

صدقے ہیں اپنی روزن دیوار گرد نیا ہی
اتنی جو اشنبہ ہماری دیدۂ بیدار ہیں

عشق کو کسکی وسی لاگ نہیں
کونسا گہر ہی جسمیں آگ نہیں

مجنوں پڑہ جائی کیا وہ تنہا ہسوا ہے
شوق ہی وہ فرس کہ باگ نہیں

ساقیا غیر خلقل میںا
وی ہمتو نشند راگ نہیں

رسیوں بردوڑتی ہیں ہر طرے انکھوں کی حضور
ہنستر نت باندھ کر بشاخ غزالاں یا وطن

سٹری انکھو بسنی اگر دیکھی تو اپنی چمن کو
ہوا ہی زنجیر تری زلف بچاں یا وطن

اطلس گرد ومن پوشیدہ ہی جسیا عریں
یوں نہ اوا جامہ ہی پناہ نا باں یا وطن

حسرت چاک گریباں تیا مری ہاتھوں کو ہر
وحشتیں لیا کیا سن الضعف پنہاں یا وطن

شہر کی جانب جو چلتا ہوں تو اونہی ہی بیر
لگ کے جیسی جیوں خاک بیاباں یا وطن

جشم سر خیز بین ہن کیا تیری صورت نگر
حلقہ زنجیر ہی بین چشم حیراں یا وطن

وشت وحشت بین چلا جاتا ہوں کیا شکل بسر
جیتی ہیں ہر چند کانٹی شکل پیکاں یا وطن

وا وہی حسنت بین بشر وسنی لکھوا تی ہیں ہم
جیتی ہیں اگر خار مغیلاں یا وطن

خوبکو دی مرا او دا اس نہیں
دلکی بلکس سے بتی وہ پاس نہیں

یار کی اپنی کی جو یا س نہیں
ہو کے اپنی سی بو یا س نہیں

کیا تو کہتا ہی کیوں ہوا صد تے
اری بین بیر ئے اس پاس نہیں

بوسہ ایک ادہ مانگتا ہوں بین
مہربان سو نہیں کا پاس نہیں

مجھکو چھور اتو چھور و غیر کو ہے
اس سوا اور التماس نہیں

یا الغاس ہی بحثت رہا جد
کسی دلکا تو تجکو پاس نہیں

109

لاغر گیا ہی فرقت جاناں نی اسقدر
گویا ہمارے جان فقط ہی بدن نہیں

کیا زندگی کہ تجھسی ہو مربوط تا ابد
ایجان جان بہ رابطۂ جان و تن نہیں

کیا گل کی احتیاج کہ ہی گل جو و شراب
کافی یہ میکدہ ہی جو ساقی چمن نہیں

ہی مجکو عذر بوسہ تو جای سخن نہیں
ترا دہن نہیں تو مرا ہی دہن نہیں

ممکن نہیں شکایت قاتل کہیں تو کیا
کاری تمام زخم ہیں لیکن دہن نہیں

کیا تاب ہنری سامنی کچھ بات کر سکوں
قائل ہر ایک زخم کو بن ہی سخن نہیں

پی شیشہ بڑ گیا ہی دلا عکس مو ہی سر
آئینہ جبین ہی یہ چین و شکن نہیں

کیون ہو گیا ہی رو و جدا ہی تجھی بہار
عاشق تو ہوں ضرور مگر کوہکن نہیں

ولہ

پری جمالوں کو جنت میں حور و عین دیکھو
ہمیشہ حسرت دل روی مہ جبین دیکھو

حروف مہر نبوت ہیں نقش ماہی یہ علی
ہی کہدا ہی سلیمان کا نگین دیکھو

کشف چاند ہی دیکھو نہ آسمان کی طرف
تجھی یہ ڈر ہی ہمارا کہیں نہیں دیکھو

یہ گل کھلا ہی ہماری ہی ہجر سی صاحب
ہمارا ہی دیکھنی ہو داغ آفرین دیکھو

لگا میں چاند جب دیکھنی تو وہ بولے
تم اسکو دیکھنی ہو کیا مری جبین دیکھو

نہ پائی ہتی جو دیکھا ہو ابر کو تم سی
ہماری دیدۂ گریان یہ آستین دیکھو

بہار خط ہی عالم میں نگہ ہی بس نظر
ذرا ہمارے ہی تصویر کی دوربین دیکھو

کیا باغ میں نرگس بیمار وہ شہلا
دیکھا ہو جسنی نرگس جادوی یار کو

کیا حدت شغف ہی کہ ہوا جسطرح فلک سو
سیدھا چلی غبار ہر اک کو ہی یار کو

جسوقت ہو خمیدہ رکوع نماز میں
محراب کہتی قامت لچکی ہی یار کو

فنجان چشم و شیشہ گردنکا دیکھکر کیا
ہنسی بہرا ہی کاسہ زانو ہی یار کو

دیکھی جو سنبل سیاہ دیوار زلف حور
جنت میں یاد کرتی ہیں ہم رفوی یار کو

ہمہ بال مجکو ہی رگ جان سی عزیز تر
وہ ہیں جو دام کہتی ہیں گیسوی یار کو

کیا سینہ و شکم کی صفائی کا ہو بیان
آئینہ ہم سمجھتی ہیں زانوی یار کو

تی ہی بہ شوق شہادتمیں گفتگو
آج آزماون قوت بازوی یار کو

آسمان کی کیا ہی لطافت جو جہا ہی لکھنؤ
لکھنؤ مجھپر فدا اور میں فدای لکھنؤ

تونی دیکھی ہیں کہاں شیرین ادای لکھنؤ
لالہ و گلکی چمن میں گو جہا ہی لکھنؤ

چشم اور ابرو کی گوشہ بن چلی آتی ہی
بوی زلف یار لیکر ہوای لکھنؤ

دشت غربت میں نظر آتی ہی جب مہمانسرا
یاد آتی ہی مجھی عشرت سرای لکھنؤ

بادشاہ لکھنؤ کی ہو بیان کیسی شکوہ
ہاتھ میں رکھتی ہیں جام جم گدای لکھنؤ

تلخ اوسدم مجکو اپنی جان شیرین ہو گئی
یاد جب آ گوی شیرین ادای لکھنؤ

کب ہوا ہی ساکن مسکن ہیں بسیار نشاط
میں کجا اور تو مری ناصر آشنای لکھنؤ

بادسین سب گلعذار لکھنو
ہی تصور مین بہار لکھنو

گلسی رنگین تر ہین خار لکھنو
نشہ سی بہتر خمار لکھنو

بہر رہی ہین گلعذار لکھنو
ہی چمن ہر رہگذار لکھنو

ہو دہو ہو دہوون کیا یاد کیا
کوہی رند بادہ خوار لکھنو

یاد آجاتی ہین ای ساقی جون
کیا نسیم مشکبار لکھنو

گل بادہ و ڈرتی ہین جسکی ساتہہ
یاد ہی وہ نیلوار لکھنو

ہوا ہی سرمہ گور ہی شتاب
چشم اعدا مین غبار لکھنو

سارہی نقش سا ہنی اعدا کی ہین
نقش ہین نقش و نگار لکھنو

دیکھین کیونکر دہوپ مین جلتا ہرا
نونہال سایہ دار لکھنو

ہمصفیر اپنا وطن ہی لکھنو
ہمنو بلبل ہین چمن ہی لکھنو

مشک افشان زلف محبوبونکی سینکر
غیرت ملک ختن ہی لکھنو

گرد باہی فضائی کیا فراق
جان مین ہون اور تن ہی لکھنو

گلبو نمین ہر سنگ زہرہ ہی عقیق
راہبت کہتا ہون یمن ہی لکھنو

مینتجرین آوارہ غربت جو ہون
اندون بیت الحزن ہی لکھنو

میری تربت ہی اوپر کو کدھر لیجان کرو
آج اے جان خود آرائی کا سامان کرو
ہم تو عادی ہیں کالی تو بہلا دو ہمکو
مشغلہ ہی خدائی سی کرو نقش قدم
وہ ہنر میں نہیں جو حسرت سی دم بھرا
مسکرائی ہو تو اک بوسہ ہی دو ہمکو
کہیں میں چھوڑ گیا جامہ ہستی

نالۂ حسرت کرو چشم کو بہر جان کرو
اب حیران ہو آئینہ کو حیران کرو
بدلے احسان کی لازم کچھ احسان کرو
میری تربت پہ اسطرح سے چراغان کرو
اسقدر گرم ہو اپنی طرف دھیان کرو
جان بلب ہون میں مری جانیکا سامان کرو
دامن اٹھو نہ رکھو چاک گریبان کرو

دو شب تار سی تشبیہ ہمارے ہی دنکو
آسمان کی نظر آتی ہیں تارے ہی دنکو
کون ایسا ہی جگر ہائی جو مری تربت پر
تم اگر چاند ہیں ہو تو بتاؤ مجھکو
غم فرقت میں اگر رات کو ہم روتی ہیں
یاد ہی رات کو تم سوتی ہی ہنستی دنکو
رات ہو جاتی ہے بغیر تمہاری اوٹھتی اوٹھتی
اک خورشید فلک سی ہی زمین ہم ہی بیکے

تیرگی ہی کہ نظر آتی ہیں تارے دنکو
برق جو ٹٹ کے چمکتی ہیں شرارے دنکو
رات کی تار ہو محبوب اوتارے دنکو
کیوں نہاں رہتی ہو ہر نظروں سی ہمارے دنکو
کہیں ملتی ہیں دریا کی کنارے دنکو
دور سی کرتی ہیں لیجان اشارے دنکو
حالت ضعف میں گر کوئی پکارے دنکو
مشغلہ ہیں مجھ لالہ داغ ہمارے دنکو

اور ساقی

روز ساعت ہی ہمیں ساعت روز وصل
رات کو سب نظر آتی ہیں ستاری بکر
بہ دعا ور د زبان اپنہ رہتی

وصل میں ایک گھڑی گنتی ہیں ہماری دن کو
جز میں ہیں جو مری آہو کی شماری دن کو
رات کو وصل میں سو نظاری دن کو

بزم میں آتا نہیں جو ساقی گلفام کو
دشمن ایسا ہی ہماری جانکاوہ قاصدا
بیقراری و نت غم میں ہماری ساتھ ہے
جا نجو ہی آج غم لجہ تکلف بے ضرور
وصل کا دن ایک مدتسی نظر آتا نہیں
خط جانان جان تازہ ہو گیا ہی قاصدا
او ملک صورت ہو کیوں عرش پر نہ دماغ
اوج پر جو لوگ میں ہوتا ہی جلد اونکا زوال
ہجر میں جاری ہیں ہر چشم تر سی اشک گرم
آہو کا جاتی راہ کوئی ہی یار کی تجکو نقش
سر میں جہ بادہ کش کی چشم پر آئی ہیں سبو
حسرت وصل صنم کی داغ اعشاق سے

جانا ہو ہمیں ہنسلی کا بہولا جام کو
کاٹ ڈالا دہمکر خط میں ہماری نام کو
چھوڑ آئی کوچہ جانا نمیں ہم آرام کو
بادہ رنگین سی رنگین جامہ احرام کو
ہو میں حیران کیوں ہیں گردش سے ایام کو
نقد جان کہنہ حاضر ہی تیری انعام کو
چرخ ہفتم پر کرسی تک گیا ہی نام کو
ہی ہوا اُٹھ بیٹھی ہی صرصر حرا نام کو
رات کتنی ہیں اٹھا کر مروڑ کر بام کو
یاد کرلی خوب قاصد تیری پیغام کو
رکھتا ہی شیشہ می پر اولٹ کر جام کو
کر دی ہیں پختہ ہم اپنی خیال خام کو

زبان کیا ہو جو ہی جسم دلربا کی بو
زیادہ ہر ین گلسی ہی قبا کی بو

اگرچہ سبزہ بیگانہ اس چمن مین ہو مین
ہر ایک گلسی مگر ہی آشنا کی بو

کب اس چمن مین ہے صورتسی کام جز معنی
کہ ہم نی بلبل صبا رنگ سے جدائی کی بو

ہماری دلمین رچی ہی کمال نکہت زلف
کب آ ہی داغ جنون سی ہی نافہ خطا کی بو

اگر سخن ہی خوش آیندہ بوئی می تو ہو
نہین ہی عیب برے اگر ہو دوا کی بو

کیا جو دست حنائی سی اوسنی قتل مجھی
ہری لہو سی ہی صاف آتی ہی حنا کی بو

برنگ غنچہ ہی پنہان حجاب شرم مین تک
صبا نہ پا سکی اوس یار بیوفا کی بو

فراق یار مین ہی اشتہا کہان
ہماری سیر کو کافی ہی بس غذا کی بو

جو اوس پہ لیسی شب وصل مین کا وٹ ہو
مجھی ہی ایک جنازہ ہو یا چپرکھٹ ہو

محال خواب لحد سی ہی گرچہ بیداری
مین چونک اوٹھون اگر اوسکی قدمکی آہٹ ہو

نہ بیری پاون ہون زنجیر کی کبھی شاکی
جو اوسکی کاکل پیچان کی ہاتھ مین لٹ ہو

لہو درنگ سے سی یکا تیری ہو شیشہ مین لال
ملین نہ دو تو نو سید انکھون اداہٹ ہو

مین چل بسا ہون کہا کانو یا گلی سی لگو
جو اسمین ایکو منصور ہو سو جھٹ پٹ ہو

مجال کیا کہ تیری کہہ سکین یا دشمن کہون
یہ آرزو ہی مرا سر ہو تیری چوکھٹ ہو

کری وہ ذکر خدا ای صنم بلا کیونکہ
جسکی کہ آٹھ پہر تیری نام کی رٹ ہو

وہ نظر آتا ہے مجھکو میں نظر آتا نہیں
خوب کرتا ہوں اندہیری میں نظاری ہے انکو

کیا چراغ زندگانی ہے سدا بار اونکی ساتھ
بھری گہر سے جیب اپنی گہر سدا باری ہے انکو

بادہ جانی ہے بگڑی آہ اوس کتو پر بار کی
کیا اوڑا دی ہی ابر نے بند تاری ہے انکو

دل جلا کر مجھسے تم انکھیں چرائی ہو تو کیا
جو رہنگرا و لگا گہر میں تمہاری ہے انکو

مشغلہ ہیں جنون وادی وحشت میں اپنی ہیں نظر
بہرتی ہیں بہ نالہ سوزان ہماری ہے انکو

تہا فلک جب تمہیں یہ ثابت ہیں یا ستارے ہیں
کل جو نہ ہی گنتی کی جہمکی ستاری ہے انکو

کونسا دن ہے جو ہم منت سے یون کہتے ہیں
جان رہ جاو کبھی گہر میں ہماری ہے انکو

طول آرائش سے رکہا مجھکو محروم وصال
شام سے تا صبح بال اوسنی سنواری ہے انکو

خوف آتا ہے رقیب شوم سیرت سے لئے
نام لیکر کیا کبھی پکاری ہے انکو

فراغ ہوئی کلفت نہ ہے فلک ہمکو
نہ آفتاب کا یون جام پر بہو سکا ہمکو

برنگ کاغذ باد ہی ہوئی ہیں ہم لاغر
وہ بام کیا کہ رسائی ہی تا فلک ہمکو

وطن سے نکلے جو ہم ہی سنا لعنت کسنی
کہ بعد مرنے بھی ہو ہجانی گور تک ہمکو

حرم میں ہیں جمن نے کیا ورستہ بازار
فلک نے اونکی عوض دی ہی کیا سزا ہمکو

شراب آتش جانگزا دہ ہو کی ساقی
فراق یار میں لکاری ہون گرک ہمکو

دی جو آگ نے سینہ میں بھڑ بھڑک اوٹھی
کل اوس ہی ہوئی تھی دکھلا ہی جو بہڑک ہمکو

اشک ہم جامیں جو فرشتمیں تو آہیں لگتیں
یہاں کچھ ایسا کچھ عالم بندی ہی محتاج ہیں
کل لگی ہی یک گلشنمیں کہے محمود رار
سر پر زلف ملی پل بی درار ی ہی اہری
کسطرح سیج ہی خورشید کو جب ہو جانی
ہی خورشید جو جب جائی تو ذرات کہاں
کیا مبارک ہی مراد ست جنون ہی

خشک ہو جای جو پانی تو ہوا پیدا ہو
نہ زبان ہو تو کہان نام خدا پیدا ہو
سایہ جلکی بدلی وہیں پت ونا پیدا ہو
رشتہ طول امل کا ہی سرا پیدا ہو
نجبا آفاق میں جب ماہ لقا پیدا ہو
تو ہی پنہان ہو تو پھر کون بھلا پیدا ہو
بیضہ بوم ہی ٹوٹی تو ہما پیدا ہو

ہاتھ آئی ہو جب نہ مری دل بیتاب کو
دیکھتا ہوں جسے اسمیں بیت مہتاب کو
دور کر پردہ دکھا دی روی عالمتاب کو
دیکھی ہی تابی لطاسکی جو ہستانی لو ی
بی ہیت اسباب و تعاقب فراہم کیا کرون
عہد کی گر ترک لیتا ہی اگر راہ سلوک
ہجر کی بر سانمین نجلی کی صد دی کھا کیون
جب تباہ ہو کر نکلا آباد در باہی حسن

سیج بتاو کیا کرو کی کشتہ اس سیماب کو
داغ ہیں ماہ کلتا ہی دل بیتاب کو
ماہ تابانسی اوتہادی چادر مہتاب کو
بھول جائی اضطراب ماہی بی آب کو
چھوڑ جاو لگا ہیں ساری عالم اسباب کو
کیا روان دیکھا ہی تونی ہونٹوں کی آب کو
جانتا ہوں صاعقہ پر کرنگ زرتاب کو
دام ماہی کیوں سمجھی مچھلیاں تالاب کو

جو ٹیان لائی ہین سربان نذر کو اس شہسوار
نادم مردن نہ لٹکی او چلی حسرت لٹکیا
نشہ سی لال و سلی انکہین ہین لو کیا لالہ کیون
جانی دمی اتی کمہین سیا فیا سبل شراب
تیری نا ہو لسی یہ بغرت ہے رکنی ہین ایک ہوظن
کیا لبت جانا ہی تیری سامنی حمام عز
جادو گلی بیان حاجت ہین اُبر نیک گھر
قصد ہی حاصل ہی یار و مجکو ہی سودای عشق
تیری صباوی صدا عالم سہی ہی او شہسوار
دیہین کی صعفکی یاری جو ہجر یار مین
شاخ گل ہین ست پارہ سار گل لبت گھر
اشیان اسما ہین مرغ زرین وب ہا
ماہی سی دریا سی صحرا سی فراق یار مین

جاہی جابک جو تیری توسن چالاک کو
لیکی صرصر فلک تک میری مشت خاک کو
جام می کب ہے نسبت ساغر بیباک کو
دو رکر دلسی و سیا و سکی خس و خاشاک کو
بس ہین جلتا ہین تو بند کردین ڈاک کو
ڈال دون گلخن مین او ظالم تیری پوشاک کو
تیری تربت پر حر ما تری ہو ہی تو ساک کو
لا تو اب شعلہ کی بدلی او سی سفاک کو
صید دوری جانی ہین بناہی ہوی فتراک کس
مین کہون کہتا ہون اپنی دیدہ نمناک کو
غنچہ گل کہیں و شن تنگ جینکی ناک کو
ہجر مین بکہا جو تیری نام دشت ناک کو
خوش کرون اپوا ہی کیا دل غمناک کو

جسطرح بعد سعید کی ہوں ملک سیاہ
دن سیہ رات سیہ ماہ سیہ سال سیاہ

ہوا ہی نہ ہبرا نامہ اعمال سیاہ
دل سیہ بخت سیہ نامہ اعمال سیاہ

ایک میں اور یہ ہیں چار بلائیں کالے
سر یہ الو تیری انکھیں ولانی ہی تجھے
وہ سیہ بخت ہوں کر سایہ فگن مجھ پر
اج عالم مجھی تاریک نظر آتا ہے
وو سیہ بخت ہوں خط لیجلی قاصد جو مرا
ہی تیری تیغ سیہ بخت ہلال انجو رشید
ای بربر تیری زلفوں کی نشانہ کی ہے
تھیں غربت میں ہو کی جتا ہو گی دنیا تاریک
قتل ہونی ہی سر دست نمائی عدو
خط بکھنی کا سکوں اج مبارک ہو تیرا
اپنی ہی رو رسیہ سی ہیں واقف

خط سیہ زلف سیہ چشم سیہ خال سیاہ
تو جیون گرد دیدہ گریبان تو ہو رومال سیاہ
سایہ کی طرح ہمائی ہوں جو بال سیاہ
ہو گیا ہر آنکو گب [illegible] سیاہ
راہ کو نس قلم کرنی لگی چال سیاہ
گرد وہ بدر کی مانند ہی نہ وہ ہال سیاہ
اتنو صبا وہی رنگوانی لگی جال سیاہ
ہی محرم کی طرح غرہ شوال سیاہ
روشنا ہو گا اور ماہ ہی فلک شال سیاہ
عکس گیسوں کی اپنی سی گال سیاہ
گیسوں گمانگر تی ہیں کا غذ کو یہ رومال سیاہ

اک دم یا تا ہیں جس اپنی کھر میں آنسے
کہت زلفاں ہی سب جیسو کی نظر میں آئے
دیکھ لینا ہوں ہوں میں اپنی روئی صورت دشمن
ہی یہ خوشی او سکی صفائی جس کا دالامین

مجھ ہی نظارہ رنگ قمر میں آئے
دیکھو ہی طاوس یک پر انگ ہی میں آ
جا بجا اشکو لگا تالا ہی سفر میں آئے
دور سی یا نظر ہر انک در میں آئے

آنچہ

مجھکو جو حیرت تصور میں ہے آئینہ سکتا ہیں
دیکھتا ہوں دیدۂ باطن سی عکس دی وقت
کوی خود بینی سی خالی بات فائز کی ہیں
سینۂ شفاف بہر آئین ہیں ہو نرگس دیدہ ہیں
ہو گیا وہ مست عکس چشم سیں دیکھ کر
کہہ لی ہیں صاف جو دیتی ہیں ہات اچھی ہیں
اشک کا قطرہ جو ٹپکی ہیں جانان کیا مجال
تجھسی خلوت میں نظر بازی کیا کرنی ہیں روز
سو نہ بکرا تا ہی ہیں کا ہمیں حیرت ہے تجھی
جب تب سو نہ دیکھ لیتا ہی وہ فائز کس طرح
قدر بینائی سی ہی دل عشاق کی

دوں کجائی نامہ دست نامہ بر میں آشنا
ہی کجائی دل از بسی تیر بے پر میں آشنا
نامہ اس کی بدلی ہی سبز میں آئینہ
ہی نہان خورشید کا جیب قمر میں آئینہ
ساغر می سی ہوا انکلا اثر میں آئینہ
دیکھ لیں ماہ صفر کو سال بھر میں آئینہ
بکیا سیلاب ہی چشم تر میں آئینہ
ای پری اندام ہی تیری نظر میں آئینہ
دائرہ ہی یا کف مطرب بسر میں آئینہ
بہ کنارہ ہی و یا او سکی کمر میں آئینہ
کر ہنوں سیماب گئی ٹک تیرے نظر میں آئینہ

شعر

واہ میں کیا ہی تیری ابروی خمدار سیاہ
زلف جانا کی سر ابر میں کہاں مار سیاہ
فائز خلق ہی کیوں نہ سیہ بخت ہیں ہجر
الجوان ہی شراب اسکو ہی ظلمات صرور

ایسی ہرگز نہ ولایت کی ہو دیوار سیاہ
کہ جو ارشتہ نظارہ ہو آثار سیاہ
ہی سزاوار جو ہوے سیہ کار سیاہ
کیوں نہ ہوویں سی تیری جانہ خمار سیاہ

تیری آنکھوں سی ہین تشبیہ نہین دیتا ہون
تیری کی پتلی ہی کیا میری سیہ خانی مین نگے
ایک شب کو ہین طول امکان کہ ہو طول اتنا
یہ فقط ہی شب فرقت کی سیاہی کا اثر
تیری ایام جدائی مین نہین ہی جو رسد
اوس گل اندام سی لالی کو بھلا کیا نسبت
دشمن جان جہان وہ ہی نہ جان عالم
صبح سی کرتی ہین بیمار مری گہر کو سفید
جسطرح نامہ سیہ درہم و دینار سی ہو
کہل کی بار سیہ ایسی تری کاکل ہر
ہو صبر ایسی کہ ہو کر دو صفیر بلبل
چشم و کاکل کی سوا اور سیاہی تو کیا
ہو اگر رجعت جو رشید تو ناسخ جائی

در نہ ہو جائی ہی نرگس بیمار سیاہ
کہ وطن مین ہوئی اب سر حسی یار سیاہ
دیکھو ہی رنگینی ہی فرقت کی شب تار سیاہ
رنگ کی ہین جوہری دیدہ بیدار سیاہ
کہ ہر ہر فلک تیری سہ دستار سیاہ
خال ایک وہ بیان داغ دہان جار سیاہ
کیا کہون کاکل پیچان کو کہون مار سیاہ
شام سی کرتی ہی فرقت کی شب تار سیاہ
الفت زر سی ہوتی ہی دل زردار سیاہ
خوب کہتا ہو نظر آئی تجہی تار سیاہ
داغ کسطرح نہی کو خانی کی منقار سیاہ
اوسکی کو جہین ہین سایہ دیوار سیاہ
کیا شب ہجر ہی یا حیدر کرار سیاہ

صاف ہی دیوانہ گیسوی جہد ابر آتا ہے
دیکھنا ہی تنگی ماندی رنج بار آتا ہے

کیون نہ ہو رنگ خزہ جوہر مین گرفتار آتا ہے
رنگ تنا ہی فہم ماند اعتبار آتا ہے

نا بد اوس روئی مخطط سی کوئی نسخہ ہی
حسن سی آگاہ ہو کر قتل عالم کو کیا
ہی شب گیسو میں وو شمع آئینہ رخسار کا
اوس ابروی کریم کی مدح خوانی کی بدلے
دیکھ لیتا ہی وہ اپنی موں کو ہر آئینہ میں
بر کیا مژگان قاتل کی جو تیر ہلکا عکس
دیکھتا ہی نشہ کی عالم میں اپنی حسن کو
تو ہی وہ خورشید تابندہ کہ تیری عکس سے
کر ہوا پیدا اوس محبوب کی دیدار کی
کیا صفائی ہی نگر دلدار کی تا ہر سے
سامنی انکھوں کی آئینہ ہیت رکھا نہ کر
ششتی طاقو نہیں سی شستو میں ہیں بر پا جلوہ
دولت سروار سی پانی میں شہرت صفا دل
کر لیتی اوس چہرہ حیرت فزا کو دیکھ کی
خط نکل آیا جو اوسکی چہرہ شفاف پر
یوں ہماری عمر گذری انتظار یار میں

اس لی طوطی ہی رکھتا ہی سرو کار آئینہ
دست قاتل میں ہوا شمشیر خونخوار آئینہ
ہر شب تاریک میں رہتا ہی بیکار آئینہ
کیا عجب گر دام لی طوطی سی منقار آئینہ
خلوت محبوب میں رہتا ہی بیکار آئینہ
ہو گیا مانند شانہ وہیں افگار آئینہ
ساغر سی کو سمجھتا ہی وہ میخوار آئینہ
نکلتا نہیں مہ تابان شب تار آئینہ
باہر اپنی گھر سی ہر نکلی نہ زنہار آئینہ
گر رہ اک مٹی وہیں بنجائی دیوار آئینہ
ای صنم لیجائی ہیں کم ہیں بیمار آئینہ
کیا لگائی اپنی سینا نہیں خمار آئینہ
آہنو میں ہی سکندر کا نمودار آئینہ
اور کی صورت سی ہر جا ہی بیزار آئینہ
اب برنگ گل نظر آتا ہی پر خار آئینہ
اپنی گھر میں جسطرح رہتا ہی بیدار آئینہ

وار ہرگز تیغ ابرو کا نہیں کرتا اثر
آئینہ بند اپنے کو باندھے ہی چار آئینہ

پیکر حیرت فزا میں بال سی جو ہی کمر
ہی سراپا اوس پری کا صاف نمودار آئینہ

میری قلب با صفا سی جو بنا ہے بیت
ہو نہ بنا کر دکھاتا ہی وہ سنگار آئینہ

صبح جو گلگشت کو وہ شاہ خوباں گیا
صاف تھی شبنم سی بنا ہر برگ گلزار آئینہ

گرد باد ہی زرد البسا رخ زرد فرقت سی مجھی
میری پرتو سی ہوا ہی چشم بیمار آئینہ

سنگ لیسی صاف دل پیدا جو ہو کب ہی محال
اہل صنعت سنگ سی کرتی ہیں اظہار آئینہ

اون میں جمشید و سلیمان و سکندر کی ہی شان
جام اکہیں ہیں نگیں ہیں ہو کہیں رخسار آئینہ

کیا منجم کو ہوا ہو گا کسوف شمس کا
ہو گیا حسد م حجاب چہرہ یار آئینہ

آج ای ہو ہیں اسکندر رشک سخن
ہیں صفائی لفظ و معنی سب سے اشعار آئینہ.

عشق بد ہی ای دل ناداں سمجھ
یہ سند ہی ای دل ناداں سمجھ

گرہ ہو ظلمات کاکل میں نجات
نا بلد ہی ای دل ناداں سمجھ

صبر کر حب تک سوز داغ عشق
نا ابد ہی ای دل ناداں سمجھ

ہو نہ رسوا جلد ترک عشق کر
کیا یہ کد ہی ای دل ناداں سمجھ

قسمت انجام میں ہی وصل یار
کیوں حسد ہی ای دل ناداں سمجھ

مشغلی رعنا جو ہی تجکو نہ سن
بات رد ہی ای دل ناداں سمجھ

قول ... منع شغل عشق من   مستفید ہی ای دل ناداں سیجھ

ہی گل رخسار تاباں نرگس جادو سیاہ
ہو گئی ہیں تابش خورشید سے ابرو سیاہ

اگی ہی کاجل ستی وہ شوخ نرگس جادو سیاہ
کئی ہی سستی بی زباں ہی صورت آہو سیاہ

ماہ نو تجکو نظر آتا ہی لی چہرہ و سیاہ
بر گزیدہ دن نی کیا وسمہ ستی تا ابرو سیاہ

لکھنی ہیں روز و کی ہم خال سنت نار فراق
دیدہ گریاں ہمن ہیں نیل دوات انسو سیاہ

کیا ہی اوس بت کا بدن شفاف بے اندام
عکس گیسو ستی ہوا آئینہ زانو سیاہ

کسنفد ... سعاد اللہ ہی فرقت کی رات
ہو گئی ہیں ہیر کی گلشن میں گل شبو سیاہ

ہوٹ لگتی ہی سو بد اکی جو رنگت الصنم
صاف آتا ہی نظر تاباں تر ابلو سیاہ

سنی والی کہتی ہیں آتی گی کی ہی سرا
گر کسی کی تاب ہو تمن جو رت بند جو سیاہ

مجتبی قاصد کہنی ہیں خط کو بی بڑ بتا ہی سین
راتدن کاغذ کیا کرتا ہی ناحق تو سیاہ

تیری شکوہ کا تو ہی مضمون لکہا ہو اگر
ہون بر رنگ خامہ جلد او بد کمان ہم رو سیاہ

کیا سمایا ہی کہ تی من خیال زلف یار
ہو گیا ہی جسم زار آبنا بر رنگ مو سیاہ

سبزہ ہی کلن ہی کہری ہی دونوں پر کالی گہتا
رنگ خط ہی سبز چہرہ سرخ ہی گیسو سیاہ

ہجر ہو خشم ستی اپنی ... خانمن ...
روز من ہو تو ... ہندہ آہو سیاہ

ماہان

آنکھیں تیری آہو کی شکار اہی تیری رو
مری بت جھڑ فلک کی سی بجت سبز ہی
بہ روی کہ نرم بندہ کری اور دی کہتا ہوں
برسات یہ موقوف آکر بادہ کشی ہی
دیکھا نظر بد سی اگر تجکو کسی نے
نرگس بنی گلگشت کو آتا ہی جو وہ گل
جو بار جو رجھو نکیطرح ہی یہ سراہی
نرگس کیطرح ہنچہ مژگان کا نسی تجکو رہنے
پھیلا ہی کیا ہائی کہ ساری بدن پر
ہون منتظر یار یہ ہی سب سے نمایاں
نظارہ کی حسرت میں جو ہون گور میں مجنون

ہر چند کہ ہوتی ہی شکار تیری آنکھیں
ہر بار کی چاچر جمن آہو کی حرم آنکھیں
ہے کسی تو لگا دی اہی سا دو کی جیری آنکھیں
ہیں جو نہ دم ہر نرسی کی دیری آنکھیں
نا سور کی مانند وہین اوسکی بسیری آنکھیں
تعظیم کی خاطر ہی جنکی یہ کھڑی آنکھیں
اوس نرگس خونریز سی کیون جا کی لڑی آنکھیں
ای جان تیری ماہنہ کی باہی جو جیری آنکھیں
ہی کیا ہی صفا کہ کسی جا نہ لڑی آنکھیں
ہو اللہ بھر ہیں ہی نہ بند ایک گھڑی آنکھیں
ہی زنجیر کی بر ایک کڑی آنکھیں

کہو گر اوس بت سے ہو ہمنگ آنسے
کہہ میں تیری پاس سی جانا ہنسین
ایسی حیرت کا ہیکو بنی بہشت ازین
تو نہ تھا ی تو صنم طوطی تو کیا

صاف وہ نور خدا ہیں ایک آئینہ
اینو سیکھا ہی ہیرا ہم ایک آئینہ
دیکھ گر تجکو ہوا ایک آئینہ
ہوا ہی مریخ خوش ایک آئینہ

116

اوس سروکی رخسار ہین گل سیب نمدان
دیکھی ہین اوسی گل مین گل اور ثمر ساتھ
غم ورفت مین ہی بہ حال ہما
جب لگ نہ کہی ہین اہ نوا تا ہی جگر ساتھ

ردیف یا

بجا ہی داغ ہی دیدہ غزال ہی تجھے
کماں جو شستہ وحشت ہی اکی سال مجھے
رہی وہ گل جمنستان دہر مین شاداب
دکھائی سروسی قامت کیا نہال مجھے
وہ پانی پانی ہوا شرم سی جو محفل مین
بہائی اشک ہوا کیا ہی انفعال مجھے
سیاہکار کوہی کیت زلف جانان ہما
گناہکار نظر آیا بال بال مجھے
رہیگا تا بقیامت مرا غبار اسیر
نسیم زلف ہی بعد از فنا ہی جال مجھے
چلی جو روح مری جسم سی شب فرقت
تو یاد آگئی اوس جان جان کی چال مجھے
سیاہ بختہ مار سیہ سمجھا مین
نظر جو آئی سیہ زیر زلف خال مجھے
امید وصل ہوئی منقطع بس ابدل زار
شب فراق جو تھی زلف کا خیال مجھے
شراب لا ہی پی طلب ساقی
ہزار گلشن نشتہ ہین ہاو دیت سوال مجھے
بہشت میکدہ ہی خوب ہی مرا ساقی
شراب کیوں نہ ہی محتسب حلال مجھے
ہر رقص سکر ہین صوفیون کو تعظیم
غنای قلقل مینا سی یا ہی حال مجھے
مین ملک انہ ہی ابی ہمد سون یکتا یکتا
نظر نہ آئی کا غیب تک کہ اوسکا جال مجھے

جنون نی وحشت کہا ہی ہوا الٹا کہ ابکا
کہ ہنس شیر نظر آتی ہین غزال مجھے

شب فراق مین نکلا جو چاند ظلم ہوا
کہ یاد آگئی اوس ماہرو کی گال مجھے

دلا ہنوز ہیچ خود ہین کہ نبض ہونی لگا
جو دہیان بدر کو آیا ہوا کمال مجھے

شراب ہی کی ہو آگیون مین یا نوان تجو
کہ اب ہین آیا ہوا انفعال مجھے

صباح عید ہوی ساقیا شراب چلے
نہ شیر کیسن بیاغ سہی آفتاب چلے

شراب اب نزد انیو مبارک ہو
بر سبی تو طرف میکدہ سحاب چلے

گلو تکی بردہ دری کیون ہوئی ہمین منظور
جو آج سیر گلستان سی بی نقاب چلے

خرام ناز تو اوس کوچہ گرد کا دیکھو
نہ اس روش کبھی ہر چمن مین آب چلے

ملی جو داد غرہ ہمین مجھ وہ ناگاہ
نہ ٹھہری پاؤن مری کو سدم شتاب چلے

چلا ہین صورت بدمست تیور تن کہاتا
وہ یون چلی کہ گوی بیاغ سراب چلے

برنگ سایہ روانہ ہوا ہین جانب غرب
جو سوئی شرق وہ مانند آفتاب چلے

نہ ایکی ہجر مین نامہ کو یہ تحریر رہے
بہر وہ دن ہو کہ ہم راہ کو تقریر رہے

نامہ مین کر نہ سر زلف گرہگیر رہے
پاؤن ہمین تیغ تری دور وار بلی تحریر رہے

نامہ یار کی مضمون ہین از بر تجکو
خبط ہزیح باد کوی تسبیح اکسیر رہے

نو اوان

کھتا ہی یار سی بھی یوسف نہ جا کے منے
کیتو سنا ہبر کہ یہان تو ہی اج و کل
بیدار یاں جو ہیں شب فراق میں و سنو
مینا و جام و شمع کو ہنسکو ہیانسی شور
کیا فکر جام و شیشہ کہ کیفیت اہی صنم
بیداری فراق سی کا ہی کلام

بخہ بر نور کو لکھو ہمیں شتاب کیجے
ہوت بندگی جو صاحب انکو منظور رہی
نقش شب ہنکو سوسن ہے انکی بوس کی
بلبلیں لکیتی ہیں جو دست رنگین دلبر
لکھی تیری خال مشکین کی مصاحف الصنم
بر تو عارض سی ہر بار ہو نار شعاع
ہم بیابان مرگ ہیں یار و ہماری قبر پر
اب و گل میں اب کیا ہی توں سن عمر روان
فصد کیتا ہی ہم اوس صیاد جفا پر نگاہ

تعبیر پوچھتا اگر خواب وصل کی
حالت وہاں سیاہ ہی مہتاب وصل کی
تعبیر مل رہی ہی مجھی خواب وصل کی
صورت نہ ہنوں ہجر میں اسباب وصل کی
افزون شراب ہجر سی ہی اب وصل کی
تجھسی سکا نہیں ہیں شوا خواب وصل کی

شمع نسی و ہیں کبھی تجھ بر جانا ب کیجے
اج ہی کوی نہ انکا بہانا ب کیجے
بس ول و ہنکو ہبر کو اپنا استانا ب کیجے
شاخ مرجان میں اب اپنا اشیانا ب کیجے
ساری حرفوں کو نقط کو مشک دانا ب کیجے
بخہ خورشید سی لکھو ہمیں شتانا ب کیجے
داہن دشت جنون کو شانہ شانہ ب کیجے
تو کہ زنار اعتبر تو تار بانا ب کیجے
جسم کیا ہی مرغ جفا کو ہی نشانا ب کیجے

تو ہی جانان کر ہمین تو کنج زندان ہی بھی
ترکی شوقسی پر لبھی مشتاق ہے کے
راندن عم ہمین ای ہی ہنی ہی فکر

کیون نہ خاموشی خوش آئی ہمین تصویر کے
عاشقوںسی ہی گری ہر بات اوس بی پر کے
جو ہی جون جاری کری جو آتش ہی تعذیر کو
ہر روری ہی عبث گردش چو اون تیر کی
دم ہمین ہی پنجہ سیمین کو زرین کر دیا
اوس شکار افکن کے اوٹھہ جاتی ہی ہر جا کو
تو نہ بابی زلف مشکین شمع نی باد ہوا
ہنستر آئی سی نامر جاون ماری شوخی
اسقدر جو بن جون نی کرد بالا غم کی
کرد باغم نی بہو لی بی کی اسدر جہ سفید
طاق ابروی صنم خستہ ہم نظر آیا ہے مجھے
خواب اس بعلہ کہ کمین اجی آئی ہمین نظر

کوئی الجھن جون ہی اے تنی بیت گیجے
کنبھی کی طور سی برہم زمانا ہے گیجے
کوئی خط لکھی کوئی قاصد روانا کیجے

لطف کیا ہر بطرح جواہ نی تاثیر کے
کاکل ہجا نسی ای ہی صدا زنجیر کے
کوہکن کیون تونی جو شیر کی تدبیر کی
کسنی طفلی مین ہلا نہ سرکی ہی شیر کی
اب حناکی سیاہی ہی قدر خاک اکسیر کی

لکھوی شعر اس کی حاجت [illegible] کی
روز وعدہ اس نی آ انہین کچھ تاخیر کی
ہنگری پاکی بدلی کافی ہی اگری کچھ کی
سادہی کاغذ مین شباہت ہی مری تصویر کی
ایک مسجد بس ہمین راہ خدا تعمیر کی
فکر کرتی ہی لحد مین اکدن تغیر کے

ستارہ ڈالا جاتا سی جیسی لڑائی ہوتی ایکہ ۔ ساقیا دور ہی بہتر ہے انکھوں میں تلوار کی

ابدار اشعار سی تیغ زبان ہی ابدار ۔ گوہر مضمون ڈالا جوہر میں اس تلوار کی

ہی کسبہ مستی و نکن جرعہ می سی مست شو ۔ نقل سا بہ گرد میں ہم خانہ خمار کے

سنگ بستی کسطرح سنجھ کو جائیں زاہدا ۔ ہیچ او لجھی ہیں بہاری ہاں واہن دستار کے

تنگی سر رہتی دی ناصح ہی غضب آئے جنون ۔ شعلی بجائیں کے بہاری ہیچ اہی دستار کی

پھول جھڑ ہوتی ہیں لگاتی جیسی گلعذار وش ۔ داغ اپنی ہیں نظر ہوں ہیں جیسے شبنم زار کے

کیا ہی مرجہائی ہیں اوس خورشید رو کی سامنے ۔ داغہای جگر گویا ہوں ہیں گلزار کے

ہوں وہ باغیرت کہ قاتل اسکا گر ہووے ۔ ترک روں اپنی لہو سی ہو منہ اپنی غبار کر

دشت غربت سی اگر گلزار کو جانا ہوا ۔ ناسخ اہوس گلسی جھی گرنی ہیں انگو کی خار

جب میں جاک دربار نظر آتا ہے ۔ سینہ میں روزن دیوار نظر آتا ہے

دشت غربت میں نگاہ اپنی جدہر جاتی ہی ۔ وہی کوچہ ہی یار نظر آتا ہے

ہی پرست ایسی ہیں عجب نی ہیں اگر سجدہ میں ۔ خواب میں خانہ خمار نظر آتا ہے

تب ہی وصل مہ کی کیا بہر لطرح عاشق ہیں ۔ جو ستارہ ہی سو بیدار نظر آتا ہے

چاند سا چہرہ تابان ہی مگر اسکے ۔ زلف میں ہر یک شب تار نظر آتا ہے

کاوش خلق سے جو تا سوہوا سوہوا ۔ داغ ہر سو دل ہنجار نظر آتا ہے

شعلۂ داغ سر شوریدہ کا جبتک ہمین
مثل طرہ سر دستار نظر آتا ہے

کفر ای زاہد جسی تو سمجھتا ہی کیا
سبحی مین رشتۂ زنار نظر آتا ہے

کمر یار نہان ہی تو سمجھتا کیا ہے
کب ہمارا ہی دل زار نظر آتا ہے

کیا شکایت کوئی دشمن سے اگر تشنۂ خون
ہمکو غمخوار سو خونخوار نظر آتا ہے

جھولیان لڑکون کی بادانی ہین لیکن جنون
جب تجھے دامن کہسار نظر آتا ہے

خود فروشی ہی جو بازار کی یوسف کیطرح
ورنہ ہر کوئی خریدار نظر آتا ہے

چلتی ہی عمر روان اپنی ٹھہر جاتی ہے
جب ترا جلوۂ رفتار نظر آتا ہے

تیغ قاتل تو کہان سنگ سے لڑکون کی نہین
سر سودا زدہ بیکار نظر آتا ہے

جاتا ہون وہین کعبہ و بتکدہ آیا ہے
مست جام کوئی مےخوار نظر آتا ہے

خشم یار کا آزار ہی کیا ساری ہنسی
دیکھتا ہون جسے بیمار نظر آتا ہے

شب فرقت مین سیہ خانہ ہی تاریک ایسا
شمع دیکھون تو سیہ تار نظر آتا ہے

ایسی فرقت مین ہے گردش کہ ترے بن ہی ہمین
دائرہ صورت پرکار نظر آتا ہے

ہنستا جاتا ہی وہین یک اجل بالین سے
جب تجھی قاصد دلدار نظر آتا ہے

بخل ہی زر کو سمجھتا ہی وہ ادراک بن
کلکی مانند جو زردار نظر آتا ہے

گرچہ ہون ہند مین پر مجھی یا شیخ ہر دم
روضۂ حیدر کرار نظر آتا ہے

نکلے

121

غزل

روح تو کیا رہتی ہے کوی یار میں
دشت میں کوہ دشت خانہ آوارہ ہے

ساتھ رندوں کو پلا ساقی شراب
روزہ خوار بیگناہی کفارہ ہے

اٹک جا رز کو شیشہ ہونا قرار
جو درم ہے انقلاب سیارہ ہے

طفل ہے وہ نی ہیں تری یاد میں
صورت صد دولاب ہر گہوارہ ہے

تو ہمن کی زخم سے نکلے ہے جوش خون
کیا ہی جوی شیر میں فوارہ ہے

کیا گل صد برگ دیکھوں ہجر میں
ناخن غم سی جگر صد پارہ ہے

مرگ پر ناسخ نہ کیوں آمادہ ہو
ہجر میں ناچار یہ بیچارہ ہے

تیرے جور و ستم اے عہد شکن ہوں گے
رنج غربت میں یہ پائی کہ وطن ہوں گے

جان کیا مفت کی صید کہ عالم میں
ہمنجان ازلی ہی [illegible] ہوں گے

ہاے کیا ہوش نہ پائیں ہر ایک صیاد
تو گڑھے کیا کہ ہرن راہ ختن ہوں گے

آگے جو شب کی باتی ہیں کہاں صبح فروغ
رخ جو زرد آبا ہیں صاف بدن ہوں گے

چاک کرتی رہی سینہ ہی تو تا فصل بہار
دشت وحشت میں جو عریاں تن ہوں گے

ہم جو میخانہ سی بستی میں کی مسجد کو
تو ای شیخ توبہ شکن ہوں گے

تنگی جتنی ہیں تیرے راہ میں گلخن ہی کی
تری کوچے میں تیرے شیخ کو چمن ہوں گے

کا شعر تو جو پنکانی میں سفید اجزا
ہیں تری زخم کی ای مشک ختن ہوں گے

پاس کبھی کی ہو نکر بھول جاتا ہوں میں راہ
جب کشش کرتی ہی الفت اوس بت گمراہ کی

جای عبرت ہی لگاکر یار ہاں نگہ ای بی عنان
تو نی خورشید ہی کبھی الطف اس کمال ماہ کی

حسن ارباب فنا دیکھو کہ بس جلنی کی ساتھ
برگ گل سی ہی بنی زلف مجعد شوخ برگ کاہ کی

چہرہ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نی
گرد اوڑی ہماہ جب سی تجلیگاہ کی

ای مصور ہو قلم کی بڑلی میں خط شعاع
صفحہ خورشید پر تصویر کھینچ اوس ماہ کی

خط سبز آیا جو ہونٹہ پر کم ہوئی زلف دراز
راہ ظلمت بعجز ہی سی خضر نی کوتاہ کی

بن ہی کچھ ڈوبا سی دریای غمی میں ساقیا
کشتی می ہی خبر لینی کی ہی تباہ کی

ہر طرف یا دلمیں بجلی کوندتی پھرتی ہی
کاغذ ابری سی ہی تصویر میری آہ کی

راتدن ایسا فراق یار میں روتا ہوں میں
اب ہی اکرام میں تو تہی ہی کوا نگاہ کی

سجدہ کیا ہو جو بت کو میں وہاں رہا اعتبار
یاد ہی کو آیت ثم وجہ اللہ کی

آہ ہر جائی ہی نگہ ہر کسی مخمور کی
محتسب نی صراحی کیا ہی چکنا چور کی

دور سی دیکھی جھلک جو عارض پر نور کی
بام جانا نسی نظر آئی تجلی طور کی

رکھتی ہی بنایا جاو تہا شعلہ بہری ای واہ کا
ہو گا کافور سردی مرہم کافور کی

دیکھتی ہی بادہ گلگوں کو بہ رنگت ڈر کی
گل نی پائی ہی صفائی ہی صورت باغ بلور کی

جان بخشی کی کوئی صورت نظر آتی نہیں
تجلی فردوس کو فرقت ہی اک حور کی

برنی ہی رو شہد لو نکو یرہ جانو نسی غرض
ساقیا اگر تشنگی کی آگی دوزخ جمنی
چمک ہی ہی گلن
جسم چھوڑا ہن رہ بلطف ابا قریب
مل گیا محبوب سے جواب سے باہر ہوا
ہوئی ہی اپنی مال سی سی منتفع ہونی ہنر
ہوڑ والا ہی سرا نبات سے نیری عشقمند
گردن ساقیکی ہی لیسی صفای شیشو
جستجو ہی میں ہم صحرا الصحرا ہن خراب
ہو گیا ہی عکس جو ساقیکی حسن سبز کا
ارزو تھا ساغر میں ہی لس البانم بھی
سینی لوہی مین تی دور ہمن صبح کی تولا صنم
جای جون ہی جسم ساقیمن شراب لعلگون
ہو گئی ہی اک قدحمن شراب آتشین
فصل گلمین اسقدر ہی ہنگشو نکا دور دور
دست رنگین اور ہری ساعد سیمین ہسن
اسمان نی بجہ خورشید کو رنگین کیا

جسطرح ہی شمعکو حاجت شب دیجور کی
سو جنی ہی تشنگی میں نہایت دور کی
روح نی اپنی بدنسی گرد غربت دور کی
البسی از خود رفتگی کیا ہی غربت دور کی
سوم نسی کیا زوننی ہو خانہ زنبور کی
جبہہ مکی یا ہی بر سرخی ہن سیندور کی
کیون نہ خم ہو جائی گردن شیشہ بلور کی
کیون نہ ہو سکی اب تو ہمن دانہ انگور کی
قطرہ می میں ہی رنگت دانہ انگور کی
گر طلب ہی جام خم کی کاسہ فغفور کی
کیا خوش آئندہ ہی آواز دہل ہی دور کی
انکہہ ساغر کی ہی گردن شیشہ بلور کی
ساقیا ہر خم میں ہی شورش عیان تنور کی
سبحہ زاہد بنائی دانہ انگور کی
شعلی ہین یہ شرر کی شمعین ہین تنور کی
اوس سمر نی اپنی تلو ونسی جو مہندی دور کی

وہ رند بادہ کش ہوں کہ توبہ کیا ہے زاہدا
جھکی جھک ہی ہے یار بادہ پینا روکنے
دم ہر رہ وطن میں نکلا ہے ان فراز
وہ اشکبار ہوں کہ میرے چشم تر کو ہائے
مدت ہوئے کہ زیب ہے بچکو ہا جو آب
وہ بحر حسن جو نظر آتا ہے سب کی
ہر چند ہے سو ایسی تقریب ہے سب کچھے
جو سبی بادہ تجھ میں ہر اک ہے بحر حسن
سو جاں ایسی بحث کہ جا کیں نہ پھر کبھی
شام سیاہ سحر ہو ناکہیں سب
پینا ہو جام بادہ تو ہوتا میں رند شاد
رہنے میں اپس میں عاشق و معشوق ایکجا
بے بار برشکال میں باران سنگ سے
رنجبر میں بار اپنی وطن کی بہار میں
اودن ست کی دیکھو تو مجھے ستی ون مثال
ہو نہ ایکو دکھا اس سکتا ہے شرم سے

قاصد نے ندر ہوئی مجھی تو میں شراب کے
پابوس میں لگاؤ کرن آفتاب کے
قاصد نہیں قسم ہے مری اضطراب کے
نار نگہ کی ہے لی ملی موج آب کے
لیکن ہی آرزو ہے خط کی جواب کے
کیا ہوئے ہوئے جانی میں انکھیں حباب کے
قاصد مگر کمال ہے حسرت جواب کے
انکھیاں کو چاہتی ہے کنور ہے حجاب کے
ہوا رروا اگر مجھی فرشتن جواب کے
خواہش ہے ابرو مہ نو کی حصاب کے
سجہ بنا کی کیا اثر ہے مستی خراب کے
دنیا سی خاصیت ہے جدا ابتر دو اب کے
دنیا ہم ہکو بی ہیں کیسی سحاب کے
ست جو میں دیکھیں جو لقمن شراب کے
انی لگی گلاب سی ہی بو شراب کے
اسو ابطی جو بنہ اذہ ہر افتاب کے

مارا ہی مجکو ناز نی یو بیبان مین سب نی — میری لہو کو ناکہین جہنش شہاب کے
کونا نوانکی ہی ہر اک آہ شعلہ بار — خم کشتہ نہ نہان ہی نر شہاب کے
بہان صحدم ہی طول شب ہجر کی سوا — کو نا کہ بر ہمن ہی تماشراب کے
ای رنگ ماہ تیغ جو رنگ ہلال ہی — قبضی مین ہی لگاؤن کرن آفتاب کے
اوس شب کو آفتاب بر ہنی بہانہ ہی — نکہ تیغ کو جاہی سان آفتاب کے
رنگ حنا ہی اک لطف سکو سہون سب نی — حاجت ہی سکنی مین انکی کباب کے
حنا ہی عیش او سفر او سکو بن شتاب — بر ہم شراب کیون نہ ہو مجلس شراب کے
فلک نی خاکمین لیکر ملادیا — اب جا ہی ھی مجکو نہ بو تراب کے

بہین شراب بقا ہی شراب کے بدلے — شراب مینی بین ہم بلکہ آب کے بدلے
سیاہ صبح جدائی مین ہی کیا عجب اسکا — جو نکلی سبزہ آب آفتاب کے بدلے
کری تو صبر خرابات ہر مین بدل — تو جام بادہ ہی چشم پر آب کے بدلے
ہمن ہی بزم مین ساقی نو اب رہی ہی — نمک شراب مین ڈالین کباب کے بدلے
کمال شوق ملاقات اوسنی لکہا ہی — تو میری سر کو قلم کر حساب کے بدلے
وہ رحم دل ہون کہ کیسا ہون تیغ مو تجسے — تو چلو مین انسی قاصد جواب کے بدلے
شب فراق مین لیٹون اگر مین بستر پر — بغن ہی ہوتی ہی آجائی خواب کے بدلے

ہر ایک حسن ہے ای شہسوار کتنا ہے
لگائی مہر ابر و رنگ کی بدلے

نقاب اوٹھائی جو اس گلشن آپنی چہرہ سی
ہزار دن رنگ گل آفتاب کی بدلے

جو تیری وحشت میں مجنوں کبھی نہیں نکلا
تری کا خیمہ لیلی حجاب کی بدلے

میں اکدم ابھی بنا ہوں محتسب خم کی
جو شرط چاہی تو شبنمی شراب کی بدلے

تری ہی وصف میں ابر تنک مایہ ہی بجز
ستاری ہوں نقط انتخاب کی بدلے

جو دن تری لب کو تو برگ گل سی شال
کنجی شراب گلو نسی گلاب کی بدلے

نقش اک آتا مجھی رند و شائق فراق سا قنبر
شراب مجھ پہ چھڑک دو گلاب کی بدلے

شعاع عارض دلدار کا یہ عالم ہی
کہ آفتاب ہی گویا نقاب کی بدلے

فراق یار میں بجلی سی ن چمکتی ہی تیغ
غبار لشکر غم ہی سحاب کی بدلے

حصول علم سی کیا ہو جو ہی سو فہمی
کہ مجھکو نیند دکہایا شتاب کی بدلے

شب وصال بہ کوتاہ ہی گر بس شام
طلوع مہر ہوا ماہتاب کی بدلے

فراق یار میں مانند شبنم نرگس
بر شک میں مری انکہوں میں جو آبکی بدلے

کب اوسکی دیکھنی کی ہی تاب آفتاب نہ تاب
شعاع حسن ہی مونہہ پر نقاب کی بدلے

جوار ز وہی علاء انہ ای صید حرا د
تو چاہی ہی سکون اضطراب کی بدلے

ضرور پرورش جان ہی کیا ان آسانی
بط شراب ہی مرغ کباب کی بدلے

شراب ساقی کوثر سی مست نعیم ہے تسبیح

انتخاب کے

تو ار مجکو ملکا ہداب کی ملی

ریسکن نہاد شرابی ہے کعبہ دل کی اب خرابی ہے

رنگ سی تا نہ آفتاب خجلی اس لب جام آفتابی ہے

اب وانس بہم ہی دیکھو لطیبہ انتی جو دلباس آبی ہے

او فلاطون حم شراب کو دیکھ انتی بر ج ہی کہ آبی ہے

چاند کو تیرے سونہ سی کیا نسبت چاند کی جہوٹی انگ کابی ہے

جام می کیون نہ رنگ گل ہنسی دست ساقی مین اب گلابی ہے

ہنسی ہین سیل ابلک مین ہنر اسمان شیشہ حبابی ہے

کیا نظر مین سما گیا وہ گل بر وہ چشم ہی گلابی ہے

کہی نی علم لون لو باو وہ چہرہ کتابی ہے

پیا نسی اسی کوس وہ محبوب ہے وصل کا اب کو نا اسلوب ہے

جب نہ بن کتنی ہو صاحب صبر کر بندہ عاشق ہی و بیا ایوب ہے

مصحف اس ماہ مبارک مین کہا ورد مجکو بار کا مکتوب ہے

حق حمیں اور دوست رکہنا ہی حال خوبروں تیں محبت خوب ہے

ہی گواہ اللہ اور اوسکا رسول قاصد محبوب تیں محبوب ہے

129

ہجر میں ایک طفل بیکس و نامراد ماجرائی گریۂ یعقوب ہے
کھینچ لیا آخر کو جذب حسن سے
سچ مچ ای نواب مجذوب ہے

موتکی ہی راہ میں کیا پہیر ہے مثل قاصد آنی میں جو دیر ہے
دیر قاصد کو لگی جو راہ میں تیری قسمت کا دلا یہہ پہیر ہے
جب سے پنہاں ہی وہ رشک مہر و ماہ رات دن زیر فلک اندہیر ہے
اسقدر کہایا تیری فرقت میں غم دل ہمارا زندگی سے سیر ہے
دشت غربت میں ہوا ایسا حقیر ہی جو روبہ حق میں میری شیر ہے
ہی بجائی حرز جو مکتوب یار آج باری دیو فرقت زیر ہے

مثل جنت دور میرا باغ ہے رنگ روزخ سینہ پر داغ ہے
ہجر میں کیا می پیو نمیں ساقیا جام میں شیشی کا استفراغ ہے
ہی یہ داغ اوس آستانسے ہی دور کب یہہ سجدہ کا جبیں پر داغ ہے
کیا پریشان غل سے کرتا ہی دماغ کچہہ خبر قاصد کی ہی ای زاغ ہے
مہر کو قاصد لفافی پر نہیں خط میں مضمون دل پر داغ ہے
خط نہیں ہی رخ گل بیخار ہے تل نہیں ہی لالۂ بیداغ ہے

اشک خونیں رنگ نالہ راگ ہے — واہ کیا خوش رنگ نکا بہاگ ہے

عشق جب کامل ہوا آئین حسن — آگ میں پڑ جائے جو سونا آگ ہے

پڑ گیا عکس مار زلف کا — کیوں لب دریا پہ اتنا جھاگ ہے

دیتی ہے فوج فنا بھی ہم شکست — لشکر ہستی میں بھاگا بھاگ ہے

جانتے ہیں جسکو سب تار نفس — توسن عمر رواں کی باگ ہے

ہجر جاناں میں کرو حقّے کو دور — پیچوان نیچہ مجھے اب ناگ ہے

شرح سوز غم سے آتشبار ہے — خط مرا منقار موسیقار ہے

کچھ تپ فرقت میں ہے تخفیف آج — نسخۂ تبرید خط یار ہے

دیکھتا ہوں کوئی کاغذ جسکے پاس — جانتا ہوں نامۂ دلدار ہے

ہو چکا ہے بند میرا خط شوق — مثل طائر اڑنیکو طیار ہے

نامہ بر ہی

نامہ بر ہی نامۂ احباب ہے — ہائے بیداری یہ ہے یا خواب ہے

تیں تربنی ہیں دو آنکھیں مرے — اب الہ آباد بھی پنجاب ہے

خط جو لکھنے میں ہوا ہے جوش اشک — بند کاغذ کا کف سیلاب ہے

130

رو رہا ہوں کیا الہ آباد میں — داغ یہ ہجر ہی یہاں گرداب ہے
دیکھیوں اوسکا خندۂ دنداں نما — جستجوئے گوہر نایاب ہے
قاصد اپنے ہی اوٹھالی جیب کے — یہ جواب نامۂ احباب ہے

پیہا نے ہنسی لب بہری دلمیں دردہی — راز رکہتا ہی نہاں جو مرد ہے
فصل گل ہی کیوں نہو ہمیں بہار — سرخ آنسو ہیں تو چہرہ زرد ہے
بی ہوا سرگشتہ ہے میرا غبار — سامنے اسکی بگولا گرد ہے
اسقدر نامیکی لکہنے میں ہوں صرف — ہاتہ میں ہر دم قلم ہی فرد ہے
قاصد محبوب کی آمد نہیں — اسلئے ہر شعر میں آورد ہے
بوئے گل لائی نہیں ہر گز نسیم — اوسکی بازیگاہ کی یہ گرد ہے

نامۂ محبوب جو لائے صبا
مجکو گنج باد آوردہی

ہر سخن کی ساتہ لب پر نالۂ جانکاہ ہی — تیری فرقت میں سخن تکیہ ہمارا آہ ہی
اگئی ہیں کسقدر ہم بہی فریب عشق کر — بت کو اک مدت تلک سمجھا کئی اللہ ہی
پہر بہار آئی ہوئی پہر ہو گر شاہ جنوں — دشت ہر گلمیں ہمارا آج تنخواہ ہی
کیا عجب اسکا اگر بہولا ہو تمہیں راہ وطن — یاد غربت میں مجہے جو حسب گمراہ ہی

کیون نہ شب و روز رہین بہت (آئی یاد) ہی دراز اوس مہروشکی زلف قد کوتاہ ہی

ماہ کنعان ہی وہ طفل اور کو ہین یعقوب سرمہ بس مجہی وہ گرد باز نگاہ ہی

شاہ کہتی ہین اوسی جسے گدا یا ہین مراد نام کو دنیا مین یون تو جو گدا ہی شاہ ہی

ہو گیا مثل شب دیجور بخت اپنا سیاہ سال بہر گذرا کہ نظروں سی نہان وہ ماہ ہی

وہ صنم کرتا ہی مضمون حیلہ سازیکی رقم ہاتہ مین جای قلم گویا دم روباہ ہی

ناصحا چاک جگر سلوانیکی فرصت کہان رشتہ اپنی زندگانیکا بہت کوتاہ ہی

کیا تنزل مین ترقی ہو گی مجہی
کہ نہین دربار تو اللہ کی درگاہ ہی

غم نہین گر روسیاہی ہو خدا کی سامنی سرخرو ہون اوس بت ناآشنا کی سامنی

ہون تصور مین کسیکی بادپا کی سامنی ہی چراغ زندگی میرا ہوا کی سامنی

داغ ہی طاوس اوس گلگون قبا کی سامنی سانپ ہی رسی ہی کم زلف دوتا کی سامنی

سجدی کرتا ہون بت ناآشنا کی سامنی بندی مین کیا جبر مین کہدون خدا کی سامنی

مین نہ فریادی تو ہونگا ہون خدا کی سامنی آشنا کا کیا گلہ ناآشنا کی سامنی

جسم چہوڑا روح جیسی لیجی چہوڑا وہ صنم بت معظمین لیجلی ہین ہم خدا کی سامنی

زلف ہو یا خال ہو یا چشم ہو یا ہو مژہ تاب ہو جاتا ہون ہر کالی بلا کی سامنی

بوسی کا سائل ہوا دن کسی نہ مجکو دور دور قدر کیا محتاج کی حاجت روا کی سامنی

مجہ

مجھسے پہلی دی رقیبونکو اگر پیغام موت
کیا بڑا اپنا یہ کام ہی ہیک قضا کی سامنے

اہل زر کا ہی وہی رتبہ نگاہ فقر میں
مرد مفلس کی جو عزت ہی گدا کی سامنے

خط ہوا خواہونکو لیتا جا ملیں گی راہ میں
کہتی ہیں رو رو کی ہم پیک صبا کی سامنے

کہربا میں ہی کشش آہن ربا میں ہے اثر
دل بھی کیونکر ہمارا دلربا کی سامنے

میکدے والونکو اے دل کوچ اپنا یاد کر
سایہ گویا میل ہی راہ فنا کی سامنے

مجھکو جام نرگس بیمار کا دھیان آگیا
کیون طبیبو لائی تم کاسی دوا کی سامنے

جسم خاک سر دانی میں ہو مرنیکی بعد
التجا ہی بادشاہ کربلا کی سامنے

ہمت عالی تو دی یارب مگر زر چاہیی
آسمان مجھکو بنایا ہی تو اختر چاہیے

ذکر قامت فکر عارض میں مقرر چاہیی
یہ غزل گلزار ہی اسمیں صنوبر چاہیی

انکھ کیا کہولون کہ ہی محو تصور دل مرا
گھر میں وہ محبوب آیا ہی بند در چاہیی

بوسہ مانگا میں نی [illegible] کہنی لگا گھر سی نکل
جو کہ سایل ہو وہ دروازیکی باہر چاہیی

ہون وہ میکش تھا خرابات ازلمین یہ کلام
جام مے مجھکو بجائی کاسۂ سر چاہیے

شیشۂ مے ہی گلو ساغر ہی میری چشم مست
تجھکو شیشہ چاہیی ساقی نہ ساغر چاہیے

میں ہی حیران جمال دوست کہہ دو رکا نہیں
ورنہ انسان کیا ہی آئینہ کو بہی گہر چاہیی

گلشن کوئی بتا نہیں بند ناصح خار سے
کان عاشق کی ہر رنگ گل کی گہنا چاہیی

ٹہوڑی کا ٹی جنکی کہدو ہم بیابان مرگ ہین — کیا ہماری قبر پر ہونگی چاہ ذقن جا بجا ہے

آتش رنگ حنا سی ہو گیا ہر پاین نیشتر — ہاتہ میں تیری صنم گویی سمندر جا بجا ہے

مین نی لکہا ہی خیال طاق ابرو میں یہ خط — اسکی ہوئی جانکو کعبی کا کبوتر جا بجا ہے

تاب لینی کو ہی کافی آتش داغ فراق — اس زمستان میں ہمیں کیا اور مجمر جا بجا ہے

اپنی دلمین دونون رکہتی ہیں برابر ہمکو یاد — ہو سکی تو دوست دشمن کو برابر جا بجا ہے

ہی برابر رات دن جیسا ہی خط استوا — مانگ سی قدمون تلک موی معنبر جا بجا ہی

ٹہوڑ لیسی کا ٹی بیابان میں بچہاوی اپکو — میری یاں ہی خواب آلودہ کو بستر جا بجا ہی

ہی نکہبانکو بس کافی گدائونکی دعا — اور اب دربان کیا شاہونکو در بر جا بجا ہی

الفت ابروی جانان میں ہوا سودا مجہی — میری سر کیو اسطی کعبی کی پتہر جا بجا ہی

ابرو و رخسار جانان دیکہکر حیران ہون — ماہ نیمی جا ہی خورشید انور جا بجا ہے

ہیچ ناسخ للکہہ کی یہ اشعار رہنی لکہنو

طایر معنی کو اب کاغذ کا شہپر جا بسی

خود فروشیکی لی آپ جو بازار بہ چلے — نقد جان لیکی ہزارون ہی خریدار بہ چلے

کر کی چیمک تو خیابانسی جو ای یار بہ چلے — ساتہہ ہی تہامی عصا نرگس بیمار بہ چلے

ہم ہوی قتل جو تم ناز سی ای یار بہ چلے — ہو قیامت اگر اس ہاتہہ سی تلوار بہ چلے

نامہ آیا ہی پہ الغرض ہر بیگانہ کی کون — تائی ای منتظری دیدہ بیدار بہ چلے

قا

182

قلزم اشک ہی جو کر دیا ہاں فرقت میں
اپنی ویرانی سی جس سمت چلی نار چلے

جب پری یوسف ثانی کی سواری نکلے
ساتھہ سودہ زدہ سب مصر کی بازار چلے

میری تصویر اگر پیر مغان چپکا دے
ساتھہ اوس مست کی میخانیکی دیوار چلے

تیر بہی ہی ابہی میخانہ مگر تشنہ مے
اپنی مونہہ کہولی ہوئی صورت سوفار چلے

ہو گیا کوکب اقبال میرا مثل زحال
کیون نہ سلگانیکو اب آپ خریدار چلے

نہین چلتا مری کہنی پہ مرا سرو روان
ایک وہ ہی جو کیا حکم تو اشجار چلے

تنگی عالم امکانکی یہہ قاطع ہے دلیل
آئی دو چار جو اسمین وہین دو چار چلے

ہر قدم پر ہی مجہی یون رہ دین مین لغزش
لڑکہڑاتا ہوا جیسی کوئی میخوار چلے

چشم میکو نکی طرف جاتی ہی یون اپنی نگاہ
جسطرح رند سوئی خانۂ خمار چلے

سر زاہد مین نہایت ہی ہوائی رفعت
کیا عجب سوئی فلک اوڑکی جو دستار چلے

ہون وہ دیوانہ کہ حور دعا مانگتی ہین
جلد اب فصل بہار آئی کہین کار چلے

خوابمین ہم جو وطن کو گئی یہہ شور سنا
آج ناسخ کی طلب کو شتر اسوار چلے

یوسف کہ لب زلیخا روئی برابری ہے
اوس ماہ کا جہانمین جو ہی سو مشتری ہے

دیکہا ہون حال اپنا جو ہی سو طرب وفا لس
ہونٹون مین بیٹہا ہی جنکی انکی دہنی گہر گہر ہے

بات اوسکی کوئی تہا لیکن جس سی خالی
نامہ جو مجکو بہیجا سو سر بسر سبب ہے

لکھتا ہون وصف مژگان تیر کش ہی قلمدان / نوک قلم ہی پیکان باقی قلم سری ہے

حسن جلبہ قلم ہون اور جسم بی ہون ہرزہ / خط لیحلا ہی او بجا قاعد براجری ہے

پیتا ہون ساغر می ساقی جو میں پیالی / صد چاک اس الم سی زاہد کی ساغری ہے

ہی بحال جانان یہ ضعف چشم کریان / عینک نگاہ کو پہنا سد سکندری ہے

ہیری ہین اوسکی دندان یاقوت لعل خندان / دُر سی عرق دو چندان تشخیص جوہری ہے

دشت جنون مین لیلی مجنون ہی مجکو سمجھی / ایسی مری بدنکی انزوزون لاغری ہے

مانند شاخ گل ہی شمشیر دست قاتل / ڈال اوسکی عکس جیسی ہوتی ہی تو گری ہے

جو اوس صنم کو ہی دعوی خدائی
اوسکی پیامبر کو لاف ہمبری ہے

گم ہوا مین جب سی تیرا رو نظر آیا مجھے / آئینہ جب مینی دیکھا تو نظر آیا مجھے

ہو گیا ہی تیری فرقت مین جہان ایسا سیاہ / ماہ نو بہی صورت ابرو نظر آیا مجھے

حلقہ گیسو سی آنکھ اوسکی نظر آئی نہین / جان مین گویا کہ آہو نظر آیا مجھے

مینی جانا یہ بہی ہی میری طرح وقت نصب / جسکی آنکھو مین کوئی آنسو نظر آیا مجھے

جب رو پہلو چو ہمین موباف ڈالا یار نی / سنبلستان مین گل شبو نظر آیا مجھے

زعم مین اپنی لپٹ کر یار سی سویا مین رات / دن ہوا تو تکیہ پہلو نظر آیا مجھے

کس ادا سی آج ڈالی کیا جام شراب / ساغر اپنی عمر کا مملو نظر آیا مجھے

اسکر

رنگ قد یار سی جو سبزہ گلشن میں جلا   بیضۂ قمری وہیں کوکو نظر آیا مجھے

شمع ہی فانوس میں یا ہو نمائی عکس شاخ گل   آستین سی یا تیرا بلند و نظر آیا مجھے

یار کی دروازہ سی کیونکر اوٹھوں میں ناتوان   بازو اوسکا قوت بازو نظر آیا مجھے

گو اوسی گلشن گلستان جہان معمور ہے   بر نہ ایکدن بہی بہ رنگ بو نظر آیا مجھے

نشیکی ڈوری وہ چشم یار کی یاد آگئی   دام میں جسدم کوئی آہو نظر آیا مجھے

جسکو سمجہا تہا سویدا اپنی وہ خال عنبرین   جای دل پہلو میں وہ جادو نظر آیا مجھے

میری خود بینی بجا ہی مجمع عشاق میں   یار کا آئینہ زانو نظر آیا مجھے

فکر میں سوجہی یہ مضمون روی آتشناک کی   آتشی آئینہ زانو نظر آیا مجھے

ساغر میکی رہی اب کسکو حاجت ساقیا   اوس پریکا کاسۂ زانو نظر آیا مجھے

بعد مرگ ایسا تری موی کمر کا ہی خیال   جام کوثر ہی جو دیکہا مو نظر آیا مجھے

یہ تصور ہے کیا جسدم گریبان تار تار   ہاتہ میں محبوب کا گیسو نظر آیا مجھے

سب طرف سی دیدہ باطن کو جب یکسو کیا   جسکی خواہش تہی وہی ہر سو نظر آیا مجھے

عکس مجنون ہو سر جو دو لوا ہو دونکا پڑ گیا   وہ صنم طفلی میں جادو ابرو نظر آیا مجھے

شاید آئیگی وہ جو شقہ انکی . رواں .

سرو باغ اکثر کنار جو نظر آیا مجھے

کب قابل علاج محبت کا داغ ہے   دل خانہ خدا ہی یہ اوس میں چراغ ہے

ڈھنڈی ہوا ہی سبز و لب جو ہی باغ ہے — ایک کلی سی ہمکنار جون دل باغ باغ ہے

ہم رند بادہ خوار ہیں کوئی گدا نہیں — کیون ساقی لائی ہمنہ میں خالی ایاغ ہے

ہیں برگ لالہ شعلی جو اڈتی ہیں متصل — داغ سیاہ ہر یہ لالی کا داغ ہے

ایسی کسیکی وقت نہ واژون ہوں ساقیا — خالی حباب میکطرح یہان ایاغ ہے

عطر اوسکی و اسطی گل جنت کا چاہیی — عطار سی کہو کہ وہ عالی دماغ ہے

ہی مرغ نامہ برکا اوسی شاید انتظار

جو آج گوش بر آواز زاغ ہے

ایجھون دہنا ہی رخ و زلف گرہ گیر میں ہے — شعلہ طور مری نالہ زنجیر میں ہے

لاکہہ نغمونسی زیادہ ابنی قلم کی ہی صریر — کب ہے آواز خوش آیندہ مزامیر میں ہے

عرق آلودہ ہیں ابروی خدا ترسی — شکل گوہر کی ہے ہر جوہر شمشیر میں ہے

جسکی لاف زنی کرتی ہیں وہ جات خاک — کب یہ لاانسن قبول اسقدر اکسیر میں ہے

کیون نہ ہیں حلقہ گیسو جو اتہیں ہوں اسیر — زاہد قید جو تو سلسلہ تزویر میں ہے

محو نظارہ جانان ہیں کچہ داغ جون — چشم بینا ہی جو حلقہ مری زنجیر میں ہے

کیا ہی شیرین ہی بتا عالم میر ہیں کلام — السی کا ہیکو حلاوت شکر و شیر میں ہے

قتل عالم کو کیا رو کی مری لاشی پیر — اشک پیکان تمہاری اثر تیر میں ہے

تیر ہیں بقرا ضمیں ہر تیر مری داغ کا کہہ نہ — شعلہ شمع ہی جو لمع کہ تکبیر میں ہے

غم نہیں ہجر کی شب کا ہی اگر رنگ سیاہ — برق اسی سوز دلی دیتا ہی نالہ شبگیر میں ہے

یا رسول عربی جلد کرو میری مدد — ورنہ آخر یہ غلام آپکی تاخیر میں ہے

گر بری ہی میری قسمت تو بھلی ہو جاے — دخل کل آپکو تو دفتر تقدیر میں ہے

تن واحد ہو نہیں ایمری خدائی واحد — راندن لشکر اعدا میری تدبیر میں ہے

عفو ہون میری گنہ عفو ہوئی میری گناہ — چھٹتی ہی تیر دعا تو وہ تاثیر میں ہے

مطمئن کر دل [illegible] کو خداوندا اب — محو اسوقت یہ ویسی تری تکبیر میں ہے

لطف مرنیکا یہی ہی کہ ملی باغ بہشت — اور جینی کا مزہ نسخہ اکسیر میں ہے

تو ہی دی دونون کہ ہی کون بھلا تیری سوا
نہ وہ تقریر میں ہی اور نہ تحریر میں ہے

ساتھ میری آہ کی زنجیر کی آواز کے — راگ سی آواز ملجاتی ہی جیسی ساز کے

جسکو تاکا بچ گیا جو کی جیسی مارا اوسی — تمکو تیر اندازی آتی ہی نہ [illegible] انداز کے

صبحدم جب صبح [illegible] ان ہوئی لگی — ہمنی بھی میخانے کے دروازے پر آواز کے

تیری زلفوں کی طرح ہو گی لگا دو نکو طول — داستان اپنی شب فرقت میں جو آغاز کے

ساتھ اوڑتی ہین ہماؤنکی جاموں کی طرح — پر سلطانی ہی چتری آوسی کبوتر باز کے

آتی نہ رنگ حنا سی کچھ [illegible] رہو تا نہیں — کیا ید بیضا نہیں ہی یہ مجلس اعجاز کے

جسطرح مردونکو زندہ کر دیا اعجاز نے — تیری دم سی زندگانی ہو گی اعجاز کے

بارا گر مجکو بلایئی اوڑ کی پہنچوں اوسکی پاس آ کر
آشیانوں میں ہو حالت شہپر پرواز کے

کہاں یہ لینی ہی رہیں تہی مہری مشت استخوان
کیا شکایت آسمان تفرقہ انداز کے

جانتا ہی مرغ بسمل رشک سی ہو جا بجا
بند کیوں رکہی نہ وہ صیاد آنکہیں باز کے

جنبش لب کیطرف اغیار کی رہتی ہی آنکہ
کان میں اوسکی کہوں کیونکر میں باتیں راز کے

یار سی کہتا ہی بیٹہا ہی تصور باندہ کر
جب جو ربچاتا ہوں صورت دیکہکر غماز کے

اوس طرف سی اب تم ہی اس طرف سی ہاں گلی
ہو گئیں موقوف وہ باتیں نیاز و ناز کے

گوہر گوش صنم لی آپکا یہہ سی اثر
سبزۂ خطی جو کالوں پر ہو آغاز کے

اصل صورتکی مٹی جاتی ہیں سب نقش و نگار
کچہہ مری تصویر کو حاجت نہیں پرداز کے

سنگ نالی گہر سی نکلا ہی جو وہ خورشید رو
یہہ تجلی ہی ہماری شعلہ آواز کے

صنعت ترصیع اگر دیکہو میری اشعار میں
پہر پسند آئی نہ صناعی مرصع ساز کے

شعلۂ رخسار جانان نی لگا دی ہی جو آگ
ماہ تابان آج مہتابی ہی آتشبار کے

رنگ تو کیا کٹ گئی ہیں کہیلی والوں کی سر
تیغ سی ہی کم سلسلہ مجوب جوہر باز کے

گلبۂ خراب شود روزی گلستان غم مخور
یاد رکہہ یہہ بات حافظ شیراز کے

وہ مجنوں ہوں کہ ہر عالم میں لیلیٰ کی سی شامل ہی
دل نالاں جرس سینہ یکینہ محمل ہے

ہوگا ذکر اپنا قتیلوں محشر میں
ہمارا نامۂ اعمال باطل فرد باطل ہے

دم وا

دم فکر سخن کیونکر نہو جادو رقم خامہ
دوات اوسکی قلمدان ہین بجای چاہ بابل ہی

کھنچا جاتا ہی عالم ہر طرف تیری جانب کو
بجای مرکز عالم ترا رخسار کامل ہے

میری محبوب سے آغوش کوئی بہی نہین خالی
وہ بحر حسن ایسا ہی کہ عالم اوسکا ساحل

ازل سے جانتے ہین ہم نہین مہر و وفا ہرگز
جہانمین آزمایش خلق کی تحصیل حاصل ہے

دلیل عقل ہی وارستگی بند علایق سے
کہ سودائی جہانمین قابل طوق و سلاسل

کیا مقطر لیلی کو ایسا جذب مجنون نے
کہ نالان شب و روز دشتمین جرس کیطرح محمل ہے

ہماری زندگانی ہی فقط شوق شہادت سے
دم اپنے جسم مین گویا دم شمشیر قاتل ہے

نہین عاشق کو آرام بعد از مرگ بہی ممکن
دلایہ کو رہ عشقمین پہلی ہی منزل ہے

ہماری مزرع امید کا کچہ حال مت پوچہو
برنگ خوشہ ہین مژگان تر یہ حال حاصل ہے

توقع ہی یہ شب فرقتمین مجکو صبح ہونیکی
معاذ اللہ کہتا ہو تسی النسان غافل ہے

ہوا ازردہ خاطر اسقدر جو اسکی ہستی سے
ہمارا شعر بہی کیا [illegible] ہے

نکل جانا بدن سے جان کا مانا نہی مجکو
نکلنا کوچہ قاتل [illegible] ہی لیکن سخت مشکل ہی

نقاب ایسی جھلکتی ہی فروغ روی جانانسے
سمجہتا ہون کہ مجہ مین اوسمین ایک خورشید حایل

نکر نا سامنے ہو سکے کہین دعوا فصاحت کا

میرا محبوب غیرت سحبان وائل ہے

جسنے انکہہ آپ سے لڑائی ہے
اوس سے ایک خلق نے لڑائی ہے

کبہوی جو آپ کو ملا محبوب — کم ہوی تب یہ بات پائی ہے

دیکہنا ای سحاب دیدہ تر — کیا بگولون نی خاک اوڑائی ہے

لیچلی ہی وطن سی وحشت دور — بار ہی نزدیک موت آئی ہے

آج بہولا سخن جو راہ دہن — دلکو کیا بات یاد آئی ہے

وصل ہوگا کہاں اب لی لون کا — ہجر ہی اور نارسائی ہے

ہر قدم پر یہ ناز ہی تیری کب — کبک نے تیری چال اوڑائی ہے

موت آئی نہین ہے ہیری ہائی — صبحدم مجکو نیند آئی ہے

کیا ملا اوسکی ہاتہ سی قاصد — خط کا سرنامہ کیون ہنائی ہے

ہر گلی مین ہین سائل دیدار — آنکہ یہان کاسہ گدائی ہے

نخم شبنم نہین ہی سلک سرشک — میری تسبیح کربلائی ہے

ترچکا بعد مرگ بہی ناسخ — غرق بحر آشنائی ہے

مجکو ہمچشمونسی رم مثل غزال آہستہ ہے — دام گیسوی گرہ ان ابدل وابستہ ہے

مثل گلدستہ ہی چہرہ اوسکی ہی قدکا اگر — صاف ہے گر دلکا ڈورا رشتہ گلدستہ ہے

مصرعہ اول کہ یہ ہی مصرعہ ثانی سی ربط — بیت جو میری ہی مثل ابرو پیوستہ ہے

ہی برابر بات کیا ابروکو کہی ماہ نو — زلف کو زنجیر کہا یا بند ہی یہ مضمون بستہ ہے

دشت غربت مین ہے سودائی دہان یار کا
پوچھتا ہون کس طرف ملک عدم کا رستہ ہے

ہم ایسے اونگلیان ہین آخر ان گویا ہین
پور پور اونگلی کی آخر ماہی بے جستہ ہے

کرتی ہین تحریر ہم حال شب تار فراق
یکقلم ہر روز کاغذ کا سیاہ یکدستہ ہے

کیون دکہاتا ہے عبث عقد ثریا آسمان
کب پسند اوس ماہ کو بہر قبا یہ دستہ ہے

صبح اوٹھکر آئینہ دیکہا تو کیا کہنے لگا
صاف آہن سے تمہارا چہرۂ ناشستہ ہے

سبز ہو خط اسی یہ بدلا ہے لب جانان کا رنگ
پیش ازین عناب تہا اب یون وہ پستہ ہے

ہے تصور مین ہمیشہ سبزہ خط اوس طفل کا
اپنی نظرون مین بہار سبزۂ نورستہ ہے

کوشش اخفا عبث ہے فاش ہوگا خلق مین
راز دل ناسخ شراب شیشۂ بشکستہ ہے

کونسی نکلی ہوس میری دل مایوس کے
در کنار ای جان جان حسرت کنار و بوس کے

جلتے جلتے شمع ہمین یہ تلوونکا ہے حال
ملتی ملتی جو ہوئی چہالی کف فانوس کے

نشۂ ہستی مین ساقی بادۂ عشرت کہان
ہے سر و گردش مین صورت شیشۂ معکوس کے

بس ڈالا تو لی ساری باغ کو اے رنگ گل
کیا حنا کو ہی فقط حسرت تری پابوس کے

محتسب سے دختر رز کو چہپائین کیون نہ ہم
چاہیے پیر مغان حرمت تری ناموس کے

سونچ اے منعم عمارت کا تو ہے مند گور کیا
گور ہی ملتی نہین دنیا مین کیکاوس کے

جنت کوے صنم سی مرغ دل نکلا جو آئی
کہائی یاس سی صورت ہے طاوس کے

وصل کے دن مرگیا یوں چھوٹا ہو تیری غم سے ملی	عید کو جیسی رہائی ہو کسی محبوس کے

او موئوں دیکھ لیکا تو مری بت کو اگر	نکلی کہ وقت لگی دن موتہ سی صدا ناقوس کے

ہاتہا بر کلدی اپنی ساق سیمیں سی صنم	یہ نہایں وہ شمع حاجت ہو جیسی فانوس کے

التجا ہی بس یہی	خدا سی رات دن

جلد ہو مجکو زیارت بادشاہ طوس کے

خستہ ہیں دیکھ کر ہو مری مجکو میسر ہو جائے	دل اگر آئینہ ہو جائی سکندر ہو جائے

عکس سی چارہ وہ آئینی میں کیونکر ہو جائے	در میان ہم سی جب ستی سکندر ہو جائے

ہیں یہ ہستا بیکی مضموں کہ کسی رنگ کا ہو	نامیکی بندہتی ہی سیمابی کبوتر ہو جائے

ہو رباعی میں جو وصف قد جانان موزوں	بی تامل شجرہ صاف صنوبر ہو جائے

شب فرقت میں اندہیر یکا اندہیرا ہی رہی	شمع روشن ہو تو شعلہ وہیں اخگر ہو جائے

ہاتہ ملنی کی اگر لگی یہ دعا مانگتی ہیں	محتسب صورت مینا کہیں بیسر ہو جائے

باندہوں او نکی لگانا مکرر جو میں سحر بیان	ہی یقیں شعر وہیں جانب کا منتر ہو جائے

کیا ہی قسمت میں ہی لکھا ہر رنگ غنچہ	شیشہ ہی مجہی ملجائی تو ساغر ہو جائے

ای پری ضعف سی ہر چند ملکر سایہ کی طرح	بیٹہا بیٹہ دیوار تیری بند اگر در ہو جائے

کیا ہی وہ شیشہ قاصدی کہ دشت ہی مجہی	نہ کہیں منکر جیر اپنا ہمبر ہو جائے

لوح یاقوت ہی آئینہ تیری ہر تو سی	عکس ان جا چو جاندی بہ ہی زر ہو جائے

کون

نگرانی کہ میں منصور دین | جو علی کا ہی عدو محزون ہے

گیا اگر دشمن سوار فیل ہے | کاٹ فی او سکو زبرہ سجیل ہے

جیسی ہی پنہاں نظر سی عشق ناغ | چشم کو ہر بار موتی جھیل ہے

گنج زنا ہی وہ اگر گنج زنی | اپنی ہی جانب سی اب تو سبیل ہے

انکھین وتین راہ جانا مین ہو تین | میں جو ہی سر بسکا وہ میل ہے

کیا کہون شان اوسکے تو بحابگی | دشمن اک فرزانی اسرافیل ہے

یوسف ثانی جو وہ خود فروش | کانپور ہی مصر گنگا نیل ہے

ہمارے سینہ و دل کی سبہ | تعزیہ خانون میں جو قندیل ہے

داغ سودا انجکو کم نہین | لیکے سرکو حاجت اکلیل ہے

ہی برنبات اب ہے امد ساقی گلفام | طالب مینا ہی دل مشتاق انکھین جام ہے

اوس بت بکچشم کو تسخیر کرنا ہی ضرور مجھے | علی من عدا حاجت ہی اک بادام ہے

ہی عطارد ان نہان کا خانہ اور اپنی زبان | رسم کی موقوف اوسینے نامہ و پیغام ہے

اسمان بر کیون نہو تحسین سبلا ہمہ حساب | کلک قدرت نی لکہی تصویر تیری نام ہے

تیری چشم مست سی ہو کیون نہ بہری دلکو اسیر | ساقیا ہر اک کشتی تو ہی بدنام ہے

سودۂ الماس کہاں میسر ہوں
زندگانی ہجر میں بے سود ہے

جل رہا ہوں آہ میں کرتا نہیں
داغ فرقت اپنی بے دود ہے

کیا عوض چاہوں وفا سودا نہیں
دل جو دی ڈالا تجھی یہ جود ہے

ہی مرا مقصود حاصل ہر جگہ
ہر مقام اب منزل مقصود ہے

شعلہ ور ہوتی گئی داغ فراق
دل ہمارا تو وہ بارود ہے

سر جھکا [illegible] اوس بت کی سامنی
کیا بلا ہیں بت خدا معبود ہے

چاند سی وہ حسن میں دو چند ہے
دیکھ کر خورشید بھی خورسند ہے

ہیں بھی کہتی جا بری تو عجب کیا
تو ہمارے جی جگر کا پیوند ہے

وہ نہیں آتا تو کوئی ہی نہ آئے
رات دن دروازہ اپنا بند ہے

کیا غم فرقت نے لاغر کر دیا
اب مرا مجھکو قبا کا بند ہے

رو کر کیا رو کہنی اوس سرو کو
جو شجر ہی باغ میں پابند ہے

گھر میں بیٹھی کیا بنی ہوں شکار
روزن دیوار جو ہی بند ہے

بخشی کہتا ہوں محبت پاک میں
مجھکو خاک پاک کی سوگند ہے

کب ہوا سی کہیں کیا در وا رہا
کوچۂ جاناں میں رستہ بند ہے

سوا ادا کیا ہی شعر زن یاں
شعر ہو ہی لکھنؤ کا قند ہے

نظر آتی ہیں یوں اغیار تیری گرد الو سی

کبھی اوترا نہ طاق میکدہ سی جام مے ساقی

حذر لیتا ہو لازم ہی مظلومونکی رو نیسی

ہوا ہی اجتماع بدر و خورشید و ہلال ایک جا

منڈ آئیں اوسکی زلفیں رنگیا ہی خال عارض

دہان غنچہ ردی گل تیری آنی سے کیا سو کہا

شہادت گو نہ پائی نیم جان تو کر دیا مجکو

گذرتا ہوں اگر بازار میں جوش سودا میں

پیالی زہر کھاتا ہوں اسکی ایام جدائی میں

کہاں تک ہین جام جمشیدی کو ہیں کاسہ زانو

دکہاتی عشق بی صورتمیں مجکو صورت معنی

اگر دیکھے خوبونکی ہمیں تعذیر و ہنی سے

گیا تھا باغ جی بہلانیکو دم بھر نہ ٹھہرا میں

نہی خسرو کو شیرین تو لی گیا جان شیرینکو

تیری آگی جو کوئی بات کہنی ہی نہاں ہمکن

میرے دلکا کہ تیرے جمنی تصویر نہیں عالم سے

بستر کو جانور جیسی تماشا کرتی ہیں جادو سی

اوتر گئی ہی نہیں جس طرح آنکھیں طاق ابرو سی

بہا دیتی ہیں دم میں دو تو عالم ایک آنسو سی

پری پیکر تری پیشانی و رخسار و ابرو سی

گریزاں ہو گیا مار سیہ تو یا کہ بچھو سی

کہ بانگ العطش آتی ہی گلشن میں لب جو سی

امید ایسی نہ اوس نازک بدن تھی تیری بازو

رواں ہر سنگ ہوتا ہی مری جانب ترازو سی

میرا دامن کبھی چھٹتا نہیں اطفال بدخو سی

ملی آئینہ اسکندری کیا تیری زانو سی

مقابل ہی خدا اوبت تیری آئینہ رو سی

ہماری ہاتھ بند ہو اپنی درد ازبکی بازو سی

گئی اوس سرو کی یاد آئی قمریکی کو کو سی

قوی ہی مثب رفتار تیری زور بازو سی

زبان شمع کو کٹتی ہیں محفل میں سلاؤ بہی سے

کہ جیسی عطر کی شیشی ہو بہر ہو لو نکی خوشبو سی

نسیم باغ کوئی یار آئی ہیں لگا رونے — کہ ہر شبنم جسطرح ہوتی ہی اشک گلکی خوشبوسی

مہک سی ہو دو چند ان جسطرح جسم نازک خالص — سنہرا رنگ چہرہ کا جہلکتا دے ہی گیسوسی

بدن پر چاندنی جیسے کی سمجھا برص

بلائیں لو نہیں سب سامان عشرت ہجر مہروسی

طمع نہیں مجھی ہرگز کہ سیم و زر ملجائے — کسی طرح سے الہی وہ سیمبر ملجائے

مری نظر سی جو تیری کبھی نظر ملجائے — تو جان جائے سبھی دل دلسی سیمبر ملجائے

نکل چلا ہوں کہ اوسکی کہیں خبر ملجائے — خدا کری یہ مجھی رستے میں نامہ بر ملجائے

بلائے جان ہی نظر سی اگر نظر ملجائے — مگر ہی لطف برا دلسی دل اگر ملجائے

دل اپنا ہوا ہی دریا جو وہ گہر ملجائے — دماغ پہونچی فلک پر جو وہ قمر ملجائے

یہہ جیمیں آتا ہی اسی بحر میں ہوں بہر عوارض — بکہ شاید اب کوئی مضمون نکا گہر ملجائے

ملی وہ مجسے یہہ امکان کیا کہ ہو یہ ملال — یہہ مشت خاک مری خاک میں اگر ملجائے

ہزاروں چاک گریباں و چاک دل تو دے — فلک کوئی مجھی اب اوسکا چاک در ملجائے

میں اسطرح بہری کیونکے خراب دشت بدشت — کہیں الہی مری آہ کو اثر ملجائے

جریح تیغ جدائی ہوں ہاتھ میں باندھوں — مجھی کوئی کسی سرجان کا جوہر ملجائے

ہم ایسی گمشدہ دشمن کی نشانی ہیں — کہ مغتنم کسی جوہندہ کو خبر ملجائے

میں راز دل نہیں لکھتا کچھ اپنی نامے میں — یہہ خوف ہی کہ کہیں نامہ بر ملجائے

گہ کبھی دیکھا نہیں میں نے تجھے اے گل ملا — ہر طرف سے یا آسن دشتان تیری بو مجھے

صاف صورت میری حیرت سے نظر جاتی ہے — آئینے کی بدلی دیکھا کہ ہر رو تو مجھے

دم میں سحر ای بربراد و جیسے ہوں کرون — شعر تم انکو نجا تو یاد ہیں جادو مجھے

ہوس سنگین عارض جانان مسی ہر نہیں — نہیں دکھلاتا ہے اپنا یہ سینہ بجھو مجھے

مثل ماہی سیر اسکو نسبی ہیں نفس ماہی جلیں — جادو ہیچ النظر آتی ہیں میں تو مجھے

جسکے ہو خوان غم مہمان ناخوانده ہو نہیں
کیا ہی غم کیا نگی — ہو گیا ہے خوب مجھے

دشت غم میں ضعف طاری ہے — کفش پا مجکو بڑی بھاری ہے

مر گئی میری عشق میں لیلے — یہ جنازہ ہے کہ عماری ہے

نا امیدی میں ہم تو مر لیے ہیں — جی جسکو امیدواری ہے

خم میں ہوتا نہیں یہ جوش شراب — ہجر ساقی میں بیقراری ہے

لال چہرہ تو ہے بدن گورا — کچھ تو نوری ہے کچھ وہ ناری ہے

کیا ہی اک قبا ہیں خوش اسلوب — میری وحشت کی دست کاری ہے

نعرہ زن ہیں جا بجائے نقیب — میری محبوب کی سواری ہے

جام سے چشم یار یاد آ گئی — ہمکو مستی میں ہوشیاری ہے

طپش دلنسی ہو ہین دشت نورد — اِک حرکت میری اضطراری ہے

اندلون ہی غضب جنون

مجکو غیرونسی چشم یاری ہے

ہر ہین انکہین تو جام خالی ہے — گردش آسمان نرالی ہے

منزل ماہ تیری جلوی سے — آج دالان کی ہلالی نے ہے

آسمان ہر نظر جو کی شب ہجر — سمجہی ہم مقبر ہکی جالی سے ہے

سفلونسی پوچہتا ہون غربت میں — کہئی کیسا مزاج عالی سے ہے

اسقدر ہو گیا ہون خوار و زبون — کہ مجہی خوف شعیر قالی ہے

نور مہتاب ہی دہوئکی مثال — ہائی کیا آج رات کالی ہے

شعر رنگین میری ہین اسی سی — لب محبوب ہین یہہ لالی ہے

جانتا ہون تری نہ آنی سی — میری جان آج جانی والی ہے

بہر دندان یار روتا ہون — ہر مژہ موتیا کی ڈالی ہے

باغ پامال کر دیا تو نے — ہر نہال الضیم نہالی ہے

واعظا ہو نہ در پئی

عاشق رند لاابالی ہے

سیل اشک آنکھوں سے جاری ہجر میں دن رات ہے　　تیس دن بارہ مہینے اپنی گھر برسات ہے

بات جب کرتے ہیں ہم حاسد کا پھر جاتا ہے منہ　　یہ نہیں شیرا دیو کا ہے یا ہماری بات ہے

رات کا ہمماہ تابان پوچھتا ہے حال کیا　　جانتی ہے ذکو ہم تیری ہجر میں ہم رات ہے

ہمکنار دیکھو ہیں پوشیدہ ہے وہ آفتاب　　روزن دیوار سے بس جلوہ ذرات ہے

اوس کے ملنے جدائی میں کہاں ذکر خدا

رات دن ورد زبان افسوس ہیہات ہے

جو کہ میں ہے رات دن جاری کنار رند کے　　رند ہوں کرتا ہوں میخواری کنار رند کے

آب میں ہے وہ گل تر تازہ ہے　　نشہ کی سرخی نہیں یہ غازہ ہے

یار ہے کاشانہ دل میں مقیم　　چاک سینے کا جو ہے دروازہ ہے

باغ میں آواز چاک جیب گل　　صاف ہم دیوانوں پر آوازہ ہے

بیٹ کا بھرنا تو کچھ مشکل نہیں　　کھینچی کیا حرص لے اندازہ ہے

کیوں نہ علاج ہے جرس لیلی نہیں　　ساربان ہے قیس کی جنازہ ہے

ہجر میں پیری دہن سے ہے آشنا　　جائے ساغر ساقیا خمیازہ ہے

مر گیا ہوں وادی غربت میں میں　　پر وطن کا شوق لے اندازہ ہے

دیکھتا ہوں جب فردوس میں — جانتا ہوں اکبری دروازہ ہے

کہہ رہا ہوں میں تو ہے وہ گرداب

سنیو ای — یہ مضمون تازہ ہے

موت ہے نزدیک مجھسے کوئی قاتل دور ہے — پاس آ پہونچا ہے رہزن اور منزل دور ہے

سیب جانا غبغب میں کس طرح شفتالو مجھے — وہ ذقن ہے مجھسے مثل چاہ بابل دور ہے

صاف اگر ہو کر گلے لگتے تو پاتے لطف تھا — سینے سے سینہ ملا دل سے ہے دل دور ہے

سننے دیتے ہیں کہاں بے اعتنائی تار کے — گوش گل سے ورنہ کب شور عنادل دور ہے

مر گیا جا گلشن جنت میں بھی داخل ہوا — ہائے اب تک مجھسے وہ حور شمائل دور ہے

دشت وحشت میں نکوں مثل جرس کہاں ہائے — جلنے کی طاقت نہیں لیلیٰ کا محمل دور ہے

اضطراب کیوں ہے محبوب میں معذور ہوں — کیوں نہ تڑپے اسقدر قاتل سے بسمل دور ہے

ایکسی نزدیکی تو دوری نہیں ہوتی ولے — تجھسے وہ نزدیک ہے تو اوس سے غافل دور ہے

قیس نے لیلیٰ کو کس ہمراہ بھیجا یہ پیام — ساتھ ہے بانگ جرس شور سلاسل دور ہے

چاندنی کی وضع سے کیونکر نہ لوٹوں خاک پر — مجھسے وہ محبوب مثل ماہ کامل دور ہے

جب گرداب بلا میں ہاتھ اپنا ڈال دے

غم نہ اپنا — الہ داماں ساحل دور ہے

ہی جاتا تو ہمکو دل سخت اگر لوتیا ہے ترے شیشہ کو بھی اللہ اثر دیتا ہے

توڑتا ہے جو کوئی جام بلا نوشو نکا محتسب اوسکی عوض کاسۂ سر دیتا ہے

سنتے ہیں نفخ چمن کرتی ہو تم غیر کے ساتھ بلبل دل مجھے ایجان خبر دیتا ہے

کیوں نہ ہم رند ہون ہر ہمکو پہنچتی ہے شراب کیا ہی رازق ہے لٹا ہی کو بھی بھر دیتا ہے

آسمان نے رفعت ہی یہ سکھایا کہ مجھے ساغر مے کی عوض دیدۂ تر دیتا ہے

ذکر ایجان ہے کیا تیری قد بالا کا دل مجھے عالم بالا کی خبر دیتا ہے

آمد آمد ہے کسی بت کی مری تربت پر زلزلہ مجھکو خطا بار دگر دیتا ہے

یاد جس مست کی آئی ہے وہ چشم میگون طاق نسیان پہ وہیں جام کو دھر دیتا ہے

کرے ہم بادہ پرستونکو خدا کیا مفلس جام کی ساتھ کف گلچین بھی زر دیتا ہے

کیا ہی اوس فیض رسا کی ہے سنہری رنگت زر نشین وہ خانۂ آئینہ کو بھر دیتا ہے

گر لگا ہی زرا حوصلہ دیکھی کوئی اپنی قاتل کو بس از مرگ بھی سر دیتا ہے

اوس سے بھی قدسی عبث ہی طمع بوسۂ لا سرو آزاد جو ہی کب وہ ثمر دیتا ہے

کیا ہی الله خدا کو بھی بتو نسبی ضد ہے نہ دہن دیتا ہی انکو نہ کمر دیتا ہے

سنا یل ہی کوئی ہوتا ہی اگرای

ساغر عمر کو لبریز وہی بھر دیتا ہے

وہی پاس جسکو دلا چاہتا ہے ترستا ہی کیون اور کیا چاہتا ہے

خیال ہونگا شہر ہوا ہے مرا طائر جان اوڑا چاہتا ہے

ہو کیسی محبت نہین مجکو از خود کہ ہوتا ہی وہ جو خدا چاہتا ہے

ہوا مشتعل یطرح عکس تیرا اب آئینی کا گہر جلا چاہتا ہے

کرین کیا بہم کیون نہ بندی خطائین خدا آپ مالکی سو چاہتا ہے

دلا تو بہی چل دی تو ہی ساتہہ اچہا کوئی دم مین قاصد چلا چاہتا ہے

برہ نسبی ہر آپ کو جانتی ہو تو اگر ای دل اپنا بہلا چاہتا ہے

ہو تو قتل ہمکو کیا چاہتے ہو نجانی خدا کیا کیا چاہتا ہے

جو کہتا ہون اوسکی کہ سن شعر میری تو کہتا ہی کیا کچہ سنا چاہتا ہے

بنائی ہی پہولون نی جو زوی صورت وہ گل کیا چمن مین ہنسا چاہتا ہے

کہان جانی والونکا غم ہی تجکو تو کہتا ہی جو دن ترا چاہتا ہے

دلا کہا غم عشق شیرین سمجہکر اگر زندگی کا مزا چاہتا ہے

بہت غم فلک مجکو دینی لگا ہے اب اپنی عمل کی سزا چاہتا ہے

اگر ہان جاؤن تو پہر کا د دن اوسکو جسی وہ بہت بیوفا چاہتا ہے

غزل اسکی ایک نو بہر دیدہ زال بکاری
عم بہار

لیکہی تجہسے — ضعیہ اجاتا ہے

دل ایک بت پہ شیدا ہوا جاتا ہی — خدا جانے اب کیا ہوا جاتا ہے

یہ جوش شراب اس برس ہے کہ ساقی — فلک مثل مینا ہوا جاتا ہے

ٹٹہی کو ہو نجائی کوئی یہ مژدہ — روان می کا دریا ہوا جاتا ہے

دل تاک اب جرم ہی کہ دیکہو — فدا اسپہ کعبہ ہوا جاتا ہے

سویدا کی جا سنگ اسود کو چوما — ارے مجکو سودا ہوا جاتا ہے

جو خشتین ہین مینا کی ہر آب افشان — یہ صحن مطلا ہوا جاتا ہے

مین ہم نم تڑپتا چلا آیا ہے مجکو — یہ قاصد مسیحا ہوا جاتا ہے

پیالہ مجہہ آزاد کا بہر دی ساقی — نہین میرا پیالہ ہوا جاتا ہے

فزون چشم جانانکی ہر دم ہی وحشت — یہ آہو جگارا ہوا جاتا ہے

گذر اوس پریکا ہی اکثر چمن مین — درختکون کو سایا ہوا جاتا ہے

بہشت آج گلزار ہی حور تو ہے — ہر ایک نخل طوبا ہوا جاتا ہے

جو زیر قدم غیر نے سر کو رکہا — تو خار کف پا ہوا جاتا ہے

ٹہرا کا نہین سرو بالا کی بالا — جنون یہان دو بالا ہوا جاتا ہے

جنون صعف اگا لینا زنجیر پاہی

تو زندان ہی صحرا ہوا جاتا ہے

مئی عشرت سی کوئی جام جو بھر لیتا ہے آسمان اوسکا وہیں کاسۂ سر لیتا ہے

قتل آنکھونکی سیاہی سی جو کر لیتا ہے کار شمشیر سپر سی وہ مگر لیتا ہے

ہائی جب قیس بیابان مین لاشہ بھی اوٹھا لیتا ہے تب وہ بیمار محبت کی خبر لیتا ہے

غنچی کا جی نکلی کرتھو دشمن اپنا جوب دشمنی تو سحر ہی تو مر لیتا ہے

حشر کرتا ہی بپا جلد ہی پہر سی شب وصل دم بھری نہ پنچی کہان مرغ سحر لیتا ہے

مول لیتا ہی ہون کبوتر جو پیامہ تر ہونچی پہنچنی والا ہر و بال کتر لیتا ہے

پھر گیا ہی ادہر اولٹا کوئی آتی آتی سانس اولٹی دل بیتاب دم بھی لیتا ہے

غنچہ و گل نظر آتی ہین ہم محفلمین
نالہ ہائی عشق اگر وہ گل تر لیتا ہی

کسطرح پاؤن خبر میں کوئی جانان دور ہی نکہت گل آنہین سکتی گلستان دور ہی

ناتوانی سی پہنچ سکتا نہین ہاتہ ای جنون دامن صحرا سی بھی اب تو گریبان دور ہی

نالہ ہو کیونکر نہ آغوش تمنا و نصیب چاند سی بھی وہ مہ تابان درخشان دور ہی

رو برو تو ہی مگر خورشید تابان کی طرح میری منہ سی ہائی تیرا روی تابان دور ہی

کسطرح سیراب ہون میں آتش دیدار سی چاہ زنخ کیطرح چاہ زنخدان دور ہی

تمت

عمر بھر لی ہین حاجی ہزاروں ایک ساعت میں — وادی کعبہ بیابان ہی دلکا بیابان دور ہے

بوسہ دیتا ہی معطرات دن اپنا مشام — اوس سی ہر یکی گرچہ ہمسی یف ہجران دور ہے

جلتی جلتی ہونگی آخر تب کہاں پہونچان کی ہم — منزل جانان ہر نگ باغ رضوان دور ہے

بوسۂ لب کیا ابہی زلفوں ہی مین اولجہا ہی دل — ہو گیا ثابت ختن سی ہی بدخشان دور ہے

آرزوئی بوسۂ لب مین ہی ہم ہون ہمان بلب — موت آ پہونچی ہی نزدیک آب حیوان دور ہے

وہ کہاں رو دلا بی جستجو ملتا نہین — پاس ہی ہر مثل اوراق پریشان دور ہے

زندگی کی اب مجہی صورت نظر آتی نہین — مر گیا عیسی وہ طبیب درد ہجران دور ہے

جانتا ہی دین نہ تہا بو یا کی چہوڑونگا کبہی — میری پاس آتا ہی کب وہ ماہ تابان دور

آہ کر ہر دم یکیون سمجہون فراق یار مین — دور وہ مجہسی نہین ہی جسم ہی جان با دور

رات دن — ہی مہر جسم باطن کی حضور

گو بظاہر روضۂ شاہ شہیدان دور ہی

دیا لی کیسی کو قابو جوانان کا جب چلے — یاد نکی بدن ہاتہہ سی را

میر اغیار کوئی یا صنم کو اوڑا لی سب چلے — یا مرسل الریاح اب ایسی ہوا جب چلے

وہ مار زلف ہی جو زمانہ سی جدا جب چلے — اسطور ہی کبہی نہ کوئی اژدہا چلے

یا لنسرا سی ہی مستنجز کیری یا بخت دہانہ گون — نامہ ہمار لیکی یہ باد صبا جب چلے

جب کوئی قافلا سوی ملک عدم چلا
ہم آہی آگئی مثل صدائی درا سے چلے

گگلون اگر سکا و مجہی قتل کر کی تم
مثل غبار میرا لہو ساتہہ اوڑا کے چلے

دشت عدم کو بہاگون جو زندانسی الجہون
زنجیر میری ساتہہ ہی بنکر صدا سے چلے

پابند آب و دانہ ہو سالک محال ہے
طی ہو نہ ایک گام جو لاکہہ آسیا سے چلے

قتل اوسکو دیکہنکر ملی ہوا ایک آن میں
کیونکر قضا نہ اسی تیغ ادا سے چلے

عزم سفر ہی اوسکو مجہی بہی خبر کرو
یارو جو کوئی سوی عدم قافلا سے چلے

ہمارے بیچ میں ہمت کو دیکہنا
فوق السما سی آئی ہیں تحت الثری چلے

نظر آجاتیں سو آنہیں تیری زلفون کی
کیون اولٹ جاتیں نہ دیدی تری پیراکی

دیکہکر طاق حرم غشمان کری سجدہ کدان
طاق یاد آگئی زاہد ہمیں میخوانون کی

غل مچایا ہی جنون کیا میر بہجر آج
پہٹ گئی پردی گریبانکیطرح کانون کی

خار لشتونسی مشابہ ہوئی اپنی کف پا
اسقدر جیب ہیں خار بیابانون کی

ہجر میں تیرسی لگتی ہی صفیر بلبل
بعضی ٹوٹی ہیں مگر باغمیں پیکانونکی

میرے تو شمع رخ یار جو دریا میں پڑا
پر ماہی وہاں پر ہو گئی پروانون کی

کبر آئی لکتا ہون انی حسرت بلبل نالی
الجہی ایسا تی ہاں محاکم تری زلفون کی

دیا رنج دیا درد دیا داغ دیا
ہو سکیں مجھ سے عوض کیا تری احسانونکی

بادہ کش ایسی ہیں ہم کہ کبھی مفلس ہو جاویں
ہون گدا بادہ فروشون کی دکانونکی

ہجر جانان سبب فکر سخن ہی
کیون نہ پر درد ہون مضمون مری دیوانونکی۔

کبھی نہ وہ محبوب شہسوار مجھی
کیا ہی یاد فنانی عبث غبار مجھی

چمن میں یاد جو آیا وہ گلعذار مجھے
تو سایہ تر ہوئی شمشیر آبدار مجھے

کیا ہی فرقت محبوب نے یہ زار مجھی
کہ رنگ [illegible] دیدن ہو رہا ہی بار مجھی

نہ کر سکا میں کوئی کام حسب خواہش دل
سوائی جسم نہیں خاک اختیار مجھی

ہوائی خط میں ہوا ہو گئی ہی جان مگر
ہنوز رنگ صبا کا ہی انتظار مجھی

شب سیاہ جدائی میں جوش سودا ہی
سحر کی جیب کو کرنا ہی تار تار مجھی

جنون رہا گل داغ جنون شگفتہ رہی
تمام عمر رہا موسم بہار مجھے

جو میل سرمہ ہی آنکھوں میں موج باد بہار
برنگ گل نظر آتی لگی ہیں خار مجھی

پڑا ہوا ہوں یہ کنج لحد میں جو مینا بشوب جس
ہوا ہی اب یہ دمی [illegible] کا خمار مجھی

میں فاقہ مست خرابات دہر ہون میں مگر
حریف جانتی ہیں رند بادہ خوار مجھی

ہزار ہیں تری لگی ہون مجھ کو کیا مطلب
کہ کیا ہی دشت میں تنہائی ہی سرا مجھی

ہر رنگ برگ خزان کیون نہ مین پہرون نالان — کیا بہار نے فرقت مین بیزار

کسیکو بہی تپ دیو جا کنار مین نہ کبہی — ہوا ہے گور مین کسواسطے فشار مجہے

ہوا لقا مین نہ روزی ہوئی مری مقبول — کہ عید کو نہ کیا اوسنے ہمکنار مجہے

پہرا مین آٹہون بہشتون مین مرگیا گو
ملا نہ جان کہین غیر کوئی یار مجہے

ہمسفر وہ ہی جسے جی عزیز نہ ہے — دشت غربت مقام آتش ہے

آج خلوت مین دل میرا خوش ہے — ساقی سیم ساق سرخوش ہے

زلف مین شانیکی کشاکش ہے — زیر آئینہ دل بلاکش ہے

دیکہو اعجاز پیر بادہ فروش — ایک جا جمع آب و آتش ہے

ہوئی جنکی تجلی دیکہہ سنے ہم — مثل موسی وہ سمجہی مین غش ہے

متصل تیر آہ چلتی ہین — دل ہمارا انہین نیہ ترکش ہے

بنتی ہی گرد باد خاک اوسکی — اسی صحرا مین جو کہ سرکش ہے

آئی فصل بہار ای ساقی — آدمی کیا کہ بط بہی میکش ہے

دوستی کا سبب ہی جنسیت — مین ہون دیوانہ تو پریوش ہے

بہر غم داغہای حسرت سے — خانہ دل میرا منقش ہے

ہی ہوای　　وظیفہ خلق کو قسمت ہمارے

یہہ غزل کیا ہی قصیدہ بردہ ہی

ہجر مین میرا بدن کاہیدہ ہے　　سوز غمسے موی آتشدیدہ ہے

پہر رہا ہی دیر سے لی تا حرم　　کیا وہ بت نام خدا بالیدہ ہے

بت وہ ہی میری پہلو مین صنم　　ہم نظر سے مثل دل پوشیدہ ہے

گور رستم کو جو دیکہا کہول کر　　ایک مشت استخوان پوشیدہ ہے

وای حسرت بعد مرنیکی بسے　　مشتعل داغ دل رنجیدہ ہے

پہول انگارے ہوئی رنگینی کی ساتہہ　　قبر میری اسقدر تفسیدہ ہے

اسقدر ای گل تیری مکتوب کا　　منتظر میرا دل غمدیدہ ہے

دیکہتا ہون باغ مین غنچہ اگر　　جانتا ہون نامہ پیچیدہ ہے

دلسے بہا گا دیو غم کو دیکہہ کر　　اشک میں کو دک ترسیدہ ہے

ہی جو جنوا کی ہیکل یار سے　　جو میرا مضمون ہی وہ چیدہ ہے

ہی اگر تاریک فرقت مین جہان　　رات دن روشن چراغ دیدہ ہے

وصل کے مضمون ہین جس خرد مین　　جو ورق ہی وہ بدن چسپیدہ ہے

طبع ہی موزون ہی اگر ہو باوزن قد　　کیا وہ بت نام خدا سنجیدہ ہے

مثل ہوئی بادہ خرابات دہر میں — خالی وہ گہر میں آج جو تھی کل بھری ہوئی

اب قافیہ بدل کی ڈالا غزل کیجی

اشعار اس غزل میں ہیں مہمل بھری ہوئے

تم ہو مربی لطف سی منقر بھری ہوئی — خالی مجھے دیا ہے سپہر کو ساغر بھری ہوئے

جوش حباب بادہ سہی خم ہا ساقیا — بینائی آسمان میں ہیں اختر بھری ہوئے

مدت سی انتظار ہی بادہ کش میں تائی — بیٹھا ہوں مثل چشم میں ساغر بھری ہوئے

دی زہر مجکو ہجر میں ساقی بجائی مے — لازم ہی لعلدان میں اخگر بھری ہوئے

ایمان تیری گیسوئی مشکین کی عکس سی — چاہ ذقن میں دیکھی ہیں اژدر بھری ہوئے

صحبت سی ہو جو اصل مبدل محال ہے — یا نیمایں ہیں شرار دلسی پتھر بھری ہوئے

دہوئی گی ہی حلیہ بہ خرابات عیش ہو — ظرف میں وضو ہیں برابر بھری ہوئے

ایسی بھری لگین مژہ خونفشان غیر — گویا میری لہو سی ہیں خنجر بھری ہوئے

ابر مژہ کی جب امنڈی کیا ابر برشکال — ہیں میری آنسوؤں سے سمندر بھری ہوئے

لاکھوں ہی نامور ہوئی دنیا میں بے نشان — ایک گوی میں ہیں کتنی سکندر بھری ہوئے

بازیچہ جہان کو تو شطرنج ہی سمجھ — خالی ہیں کو ہیدم میں دلا گہر بھری ہوئے

رہتا ہی جو اسیر نالہ میں ہوتا ہی کبھی — نالہ میں رامی ہیں عوض ہی بھری ہوئے

سب کو کہتے ہیں خدا جاتا ہے تجلی ای کلیم   صاعقے گرتی ہیں مجھ پر آہ بی تاثیر کے

سر بسجدہ کیوں نہوں اون نے صورت دیکھکر   ہیں ملایک پوجتے والی تری تصویر کے

میکدے کی نکلی حسرت کیا جوانی میں بھلا   آنسو پی جاتے تھے ہم طفلی میں بدلی شیر کے

ہو چکی جب وصل کی شب میری یہ حالت ہوئے   صبح سے دوڑے گریبان صبوری چیر کے

میں وہ طایر ہوں لگائے میری پر جو تیر گر   جائے پیکان آشیان پر خانے سے آگے تیر کے

اب جنوں سے دیر جکی ہیں ہونیکا کون ہے   مجھ میں جبتک دم رہا نالے رہے زنجیر کے

نقل کی ہے دفتر تقدیر کی دیوانگی میں   کاتب تقدیر قایل ہیں میری تحریر کے

دیکھنا قاتل تجھے نیکا کبھی میرا لہو   حلقہ زنجیر ہیں جوہر تری شمشیر کے

رشک لگی رہتی ہے تیری نیام کی وحشیوں سے   دانہ تسبیح ہیں دانے ہیں زنجیر کے

اسقدر روتی ہیں معشوق اوس پر عشق کی   حلقہ گیسو ہیں حلقے دام ماہی گیر کے

کہیو کی طرف سے اوس بت بیپیر کو قاصد

کیا کریں تحریر ہم مشتاق ہیں تقریر کے

ہو خجل ہو گی خورشید یہ شبنم ہو جائے   دیکھے عالم جو تیرا اور ہی عالم ہو جائے

شیخ جی لیتے ہیں زر امر بہ جام شراب   محتسب تو جو ہو ساقی تو ابھی جم ہو جائے

زاہدا چشمہ دریا کی کرم ہی جم مے   ایک قطرہ بھی ممسک تو وہ جام ہو جائے

نکلی سی ہی یہ شوق ... لب کی مانند . کٹتی مری یہ عمر میں ہی زنہار نہ چھوٹی

نبضیں بھی مری چھوٹ گئیں منتظر میں
مہندی تری پاؤں کی مگر یار نہ چھوٹی

ہی شمع شبستانہ کہاں جامہ . مہ لاتی ہی تیر کی زبان خامہ
کالی راتوں کا حال کرتا ہی بیان . کیوں کر نہ سیاہ ہو زبان خامہ

دن حشر کا غربت نے مجھے دکھلایا . تا تو نے خروش صور کا سنوایا
آیا خط یار بیکسی تو میں سمجھا . یہہ نامہ اعمال فرشتہ لایا

خونخواری ہجر سے ہی یہ حال میرا . سب جسم ہوا ہی زرد سرسی پایا
لیکن ابھی رنگ رفتہ آجائے اگر . لائے خط یار طایر رنگ حنا

ہر چند ہر ایک امیر مومن ہی بڑا . پر حق تو یہ ہی امیر محسن ہی بڑا
احسان کرو اعتبار امارت پر نہیں . ہی یہ رات کبھی بڑی کبھی دن ہی بڑا

ہی بہچین گہر چار طرف ہی صحرا | دالان او جن ہی نظر آہی جب
دروازہ میں زنجیر کے جا مار سیہ | کہپریل میں کہیرا جو ہی سو بسکہیرا

دی نامہ بر آکی در پہ دستک یارب | پونہچی مجہی مکتوب یکایک یارب
وہ کون گہڑی ہی جو کہاں لوگ مجہی | آیا خط یار ہو مبارک یارب

اول عدم آخر عدم ای عرش جناب | کیا دو عدم ہو میں زندگیکا ہی حساب
کیون بحر فنا میں ہون نہ مانند حباب | ہاں واقعی اصل میں ہی سب نقش بر آب

یوسف کیطرح جدا ہی مرا محبوب | رو رو کی ہوا ہون کور مثل یعقوب
مکتوب جو آیا تو ہوا میں بینا | بر آنہ بہجیدہ ہی گویا مکتوب

جو یا بدن ما بتحلل کا ہیٹ | حتی کر کی اشتہا تمام اپنا پیٹ
روٹی ہیکا اسکو ہی تصور دن رات | لکہتا ہی نہ کسطرح جیابی سا ہیٹ

الراقم

ہندوستان کو نوروز مقرر ہی آج ۔ خورشید ار کہ حمل پر سے ہی آج

ثابت یہ دلیل ہی کہ بیتابی میں ۔ میری لئی روز و شب برابر ہی آج ۔

ای نالۂ شبگیر نہیں ہوئی صبح ۔ ای اشک کی تاثیر نہیں ہوتی صبح

گذری ایک عمر پر شب تار فراق ۔ مثل شب تصویر نہیں ہوتی صبح

لیکر جو گیا نامہ ہمارا قاصد ۔ کیا ذکر جواب خود نہ آیا قاصد

مدت ہوئی انتظار کرتی کرتی ۔ تہا عمر گذشتہ شاید اپنا قاصد ۔

کس ضعف میں خط لکہا ہی ای نامراد ۔ للہ نکر نامہ مری محبت برباد

[illegible]یکو جو لی ہاتہ میں وہ رشک پری ۔ ہو مہر مری مہر سلیمانسی زیادہ ۔

[illegible] مجکو [illegible] ہی جو پہلی ہی ۔ سمجہا میں لحد سرا میں جب پایا گہر

بی حس ہی بدن ضعف سی آنکہیں ہیں بند ۔ مردوں کی طرح کیا ہی میں نی سفر

رہنی کو عجب مکان ملا ہی ای یار ہر سمت سی خاک اُڑتی ہی لیل و نہار
کرتا ہون کسی خط مین نامہ تحریر ہوجاتا ہی بعد لکہنی کی خط غبار

ہی ظلم سی ای عدو جو مجبور تدبیر شاید تو ہوا ہی زندگانی سی سیر
میری دل نالا مین ہی حب حیدر رہتا ہی مدام آتش نیستان مین شیر

یا ایک پہر سی وصل تہا آٹھ پہر یا دیتی ہین رنج مجکو جن شام و سحر
یا کاکلی دلدار سی تہا ربط مدام یا لوٹتی ہان سانپ مری چہاتی پر

کیا جانئی کس روز ہوا ہی نوروز کب آیا حمل مین مہر عالم افروز
اتنا مجہی معلوم مگر ہوتا ہی ہی شور بس مہر داغ افزون ہر روز

لازم ہی کرو مسافرونکا اعزاز ہین ہی تو او اضرا [illegible] [illegible]
کرتا ہی خدا مسافرونپر یا رحم واجب ہی سفر مین دیکہو قصر نماز

نالونکا

برادر جنید دیگر از میرفتب   ضعیفان را همیشه بود خادم
نوشتم سال تاریخ وفاتش
باقلیم شریعت بود حاکم

هادی راه یقین حیف امروز   کوچ ازین دار فنا فرموده
زهد بینید که دامن پاکش   به بغای جهان آلوده
آرمیدی به شبی آن عابد   بعد رحلت بجنان آسوده
طاعت واجب و سنت که بود   همتش هیچ بر آن افزوده
عقده مطلب ما لا ینحل   به بنان قلمش بکشوده
آن محقق به براهین و حجج   فرق در باطل و حق نموده
گفت تاریخ وفاتش هاتف   حیف بی مثل محدث بوده

ناظم اقلیم دین و شرع بود   میرزا کاظم علیخان ای حیف
هست تاریخ وفات آن جناب   عارف کمل برفت الوای حیف

قبله دین و کعبه ایمان   هادی خلق و عارف کامل

شارع شرع و محکم احکام | حامی حق و ماحی باطل

داشت طبع جواد و هم جواد | دل او بود موثر و بادل

خضر راه یقین و هادی دین | پیرو شرع و عالم عامل

کرد سوی رفیق اعلی عزم | بست بر ناقه اجل محمل

فرع بنمود سوی اصل رجوع | قطره در بحر رفت سوی ساحل

هست سال وفات آن مبرور
لوح محفوظ بود سینه دل

امروز جهان سیاه گردید | در چشم دل خدا پرستان

پژمرده گل حدیقه دین | خارستان گشت این گلستان

آمد در دهر ظلمت جهل | گل شد افسوس شمع ایمان

چون خضر نهان ز خلق گردید | خضر راه ریاض رضوان

صندوق دل صندوق او بود | بهر کتب حدیث و قرآن

مطبوع عش بود ترک لذات | مرغوب شهی خشک پارهٔ نان

غالب شد بر هوای نفسش | در کشور زهد چون سلیمان

اغراق مدان گرش بگوییم | مثلش بُد در زمانه سلمان

کہربائی جذب یزدانی بسوی خود کشید		کز ریاضت جسم رشک روح او چون کاه بود

داشت خورشید درخشان روشن جهان دین حق		داغ سجده چون کلف بر پیشانیش چون ماه بود

گفت		سال تاریخ وفات آنجناب

وای نوح کشتی دین رسول الله بود

علامهٔ عصر زین جهان رفت		زین دشت بگلشن جنان رفت

بود ز زمان گذشت افسوس		سلمان ز جهان گذشت افسوس

او پیرو مرتضی سے علی بود		مولا ایم بود و هم ولی بود

بر نان خدا بخلق بوده		بمثل محمد بخلق و خلق بوده

مرزا کاظم علیست اسمش		چون روح لطیف بود جسمش

شبها بنماز زنده میداشت		راتیت بجهاد نفس فراشت

او عاشق آل مصطفی بود		او عاشق صادق رضا بود

جان از تن او بطوس رفته		یعنی بی بابهوس رفته

علم فقه و حدیث و قرآن		شد ختم برآن معین ایمان

تاریخ وفات آن محقق		حسنم ز طبعت موفق

آواز آمد ز چرخ اطلس		[illegible] ودر [illegible]

یا الهی به نبی عربی | بمحبان و حبیبان نبی
شادمان باد حسام الدوله | حکمران باد حسام الدوله
صد و سی سال سلامت باشد | جاه و اقبال سلامت باشد
قوتی ده بدن و جانش را | سمنش کن چهره تابانش را
همه نعمتهای دو عالم یابد | نام چون رستم و حاتم یابد
سال این تهنیت فرخ فال | صحت و عافیت و هم اقبال

جناب محسن الدوله بهادر | بهار بوستان جاه و دولت
ز خالق یافت فرزند همایون | چراغ دودمان عز و شوکت
صد و سی سال با اقبال و اجلال | خدایش تن و جان دارد سلامت
بود بهر جناب مستطابش | نشاط و خرمی و عیش و عشرت
سنایی بعد میلادش خرد گفت | که بادا آفتاب اوج حشمت

روز بست و ششم مه محرم | جاتمی رفت ز جهان صد حیف
گفت تاریخ فوت با الف غم | حیف نواب میر جان صد حیف

ناسور کیا ہو جگر نہ کہا اسی دمساز | اشکوں نی فقط فاش کیا میرا راز
قائم ہی مری دعوی صادق پہ دلیل | دریا کی سبب پہنچتی ہی دور آواز

جب بیٹھی ہاں گرد ساری مونس | تصویر کی جسطرح کہنچی ہو مجلس
غربت میں ہوا ضعف ایسا طاری | نقطی کیطرح ہوں دایرہ ماں محبس

دیکھی نہ کسینی میری غربت افسوس | کانٹی کرتی ہاں ہر قدم پیر پابوس
اوس زلف سیاہ پر ہے ای بخت سیاہ | چلتی پڑی کالی راتیں کالی کوس

ہر ایک نی تجھی قاصد آیا یا خط | لیکن نہ کبھی میری لئی لایا خط
کب تک کروں انتظار خط جانان | جو طفل تہی اونکی بہی نکل آیا خط

غمسی ہاں ہوا ہوں آہ سر تا پا خشک | سب سوز دروں سی خون ہوا میرا خشک
سیلاب رواں ہی چشم سی خشک ہی ہونٹھ | جسطور سی رہتی ہاں لب دریا خشک

کرتا ہوں میں آ وحشت میں گریبانکو چاک	اوغم نی کیا سینہ
ہوگا کوئی وہ بہی دن الہی کہ کروں	سرنامۂ مکتوب عزیزانکو چاک

ہرچند ہوں پیر اور سر پر ہی اجل	تسپر نہیں ہیٹ کی سوا فکر عمل
ہی رشتۂ عمر مختصر سا لیکن	شیطانکی امت ہے میرا طول امل

تصویر صنم میں کمر الکلک ازل	پنہاں ہی نگہ سی یا نگہہ کا ہی خلل
جز عالم غیب کون جانی یہ راز	نکلی موتی پڑی ہی خود اسیج ہی مثل

سیلاب رواں ہی چشم تر سی ہردم	سوتی نہیں ایک آن شب ہجر میں ہم
کسطرح پلک پلک سی لگجای کبہی	ملتی نہیں دریا کی کناری باہم

ای نامہ برو تمہیں ہی کہکر قسم	لیجاؤ شتاب خط میرا پیش صنم
دو پاؤں ہیں اور اسقدر ہی سستی	ایک پاؤں سی چل رہا ہی کیا میرا قلم

ہو رنج میں [illegible] دو پایا ہو آرام ۔ جز ذکر خدا نہیں ہے کچھ میرا کام
فاقوں سے تباہ میری حالت ہے مگر ۔ آنتیں پڑھتی ہیں قل ہو اللہ مدام

کب جی کو سیر ہوتا ہوں دو چار گلشن ۔ کس دن نظر آتی ہے بہار گلشن
غربت نے کیا ہے خاک صحرا مجکو ۔ تھا پہلے پس ازین نائی ماین خار گلشن

ہے روز ازل سے دانہ زہ پیہ دوران ۔ کیا خاک ہو سیر کوئی اسکا مہمان
خورشید کو دیکھو آسمان کو دیکھو ۔ اس پر بھی خوانچے ہی ایک گردہ نان

نکلا ہوں [illegible] صورت بوئے چمن ۔ کس رنگ سے اب آئے نظر روئے چمن
مانند بدن وطن ہے میرا میں روح ۔ ممکن نہیں عود روح کا سوے بدن

آتا ہے کبھی جو مجکو خط جانان ۔ ہوتا ہے زیادہ دلکو رنج ہجران
پڑھتا ہوں جو خط تو ہیں اشک آنکھوں سے ۔ تاثیر ہیں دود ہ مرکز سے دھوان

آیا غمہین اتکی ماہ رمضان ہی مصحف رخ کی یاد ہی قرآن
ہی شام کا سناری روزہ دارونکا خیال ہر محکو ہی اشتیاق زلف جانان

کچھ غم نہین نظر وسی اگر ہی پنہان ہر دم میری دلمین ہی وہ محبوب جیسا
کافی ہوئی یاد مصحف عارض یکہ حافظ کو رہی نہ احتیاج قرآن

غربت نی کیا ہی محکو الیا حیران مطلق نہ خیال جان ہمیا دجانان
ہی خال رخ یار بجھے نقطہ سہو اور ابہو ویا خدار نطاق نسیان

کہا اُنڈی ہاین اشک نامیکی الثنا مین یہ جوش نہ گنگا مین نہ ہی جمنا مین
یون قلزم اشک مین ہی نامہ میرا دیتی ہاین عریضہ جسطرح دریا مین

ہوتا ہی جو خط روانہ سوی جانان ہوتی ہی میری جان بہی ساتہہ اوسکی روان
آتا ہی جواب خط تو جی اوٹہتا ہون ہی طائر نامہ پر مگر طائر جان

مسہور

180

مشہور اٹھ گئی ہی یہہ وفا دنیا . کوئی نظر آتی نہین تو مجہکو یہان
ہی رات بہر سی تمام راتونسی آج . اس جسکو لازم ہی اٹھ بری رات کہان

آتا ہی پہر پاس جسپہ ہم مرتی ہین . فرقت ہی مانی زندگی کی دف بہرتی ہین
ہوتا جو وصال کیون یہہ ہوتا سودا . کر کی ہمین سنگسار کیون کرتی ہین

پاتا جو کوئی مان کو سب انسان . ہو جاتی ہی بند شرم سی اوسکی زبان
آگی سی بہی آواز ہوئی اسکی زیادہ . طنبور کیطرح کیا اٹہی گئی کان

ای ابن علی امام عالم ہی تو . ای شیر جری امام عالم ہی تو
ماتم ہو ترا تمام عالم مین نکیون . ای سبط نبی امام عالم ہی تو

ہم جاتی ہین غم شاہ مین کیونکر آنسو . جاری ہی رہین گی زندگی بہر آنسو
گنتا ہون جو یاد عطش شاہ مین آب . بہتا ہی وہ چشم تر سی بنکر آنسو

اوس رنگ سے آنسو ٹپکی ہجر مین ای یارو . لوہو ہی مصے ہان [illegible] مجکو
یا زلف کے بو ہی تہا معطر یہہ مشام . یا مار سیہ کر چکے ہان اگر بو

احباب اگر وطن مین ہین آسودہ . بیتاب ہین غربت مین ہون کیون بیہودہ
غفلت ہی اگر جواب لکہنی مین انہین . خامہ بہی مرا ہی ہای خواب آلودہ

اشک آتش جگر وہ ہے بجلی نالہ . ہر لخت جگر ہی آگ کا پرکالہ
ایسی میری داغ دلسی بہڑکی ہی آگ . ہی دایرہ مثل شعلہ جوالہ

بہیجا ہی جو یان سے یہہ محبت نامہ . لکہا نہ جواب مین عنایت نامہ
یہہ حال ہی دم بہر نہین امید حیات . گویا کہ یہہ نامہ ہے وصیت نامہ

کیا نامہ لکہون گران ہی بار خامہ . کچہہ حرف دوات ہی نہ کار خامہ
کیا دور اگر سفید ہو چشم دوات . مدت سی نہی اسکو انتظار خامہ

کہانی

کرتے ہیں [illegible] دیدۂ تر نامہ ‏ — ‏ آلودۂ خون ہے نامہ تا سر نامہ
مضمون غم ہجر سے جاری ہے لہو ‏ — ‏ ہے حلق بریدہ کبوتر نامہ

ہے فالق اصباح سے امید مجھے ‏ — ‏ دیکھا نہ غم فرقت جاوید مجھے
مانند سحر کروں گی گریبان صد چاک ‏ — ‏ شاید نظر آجائے وہ خورشید مجھے

خوناب سے دل بھرا ہے دم بھر خالی ‏ — ‏ ہیں ضبط سے لیک دیدۂ تر خالی
اے ساقی بے وفا تری فرقت میں ‏ — ‏ لبریز ہے شیشہ اور ساغر خالی

ملتا ہے نہ قاصد نہ کبوتر اے واے ‏ — ‏ محبوب کو تا کوئی مرا خط پہنچائے
مر جاؤں اگر میں تو بجائے مکتوب ‏ — ‏ یارب کوئی استخوان ہما لیجائے

شرمندۂ شاہ کربلا ہے کیا پانی ‏ — ‏ کیا فیض سے محروم رہا ہے پانی
کرتی ہیں جو اشک چشم ثابت یہ ہوا ‏ — ‏ گویا نظروں سے گر گیا ہے پانی

تعریف کروں کیا میں نسخہ والا کی : موتی کی ہی کچھہ قدر نہیں اِن چیپا کی
جتبہ کا جو لہو نیا ہی یہہ شفق : ادنا ہی دلیل رتبہ اعلی کی

وہ خط نہیں لکھتا تو ہو کیوں دلتنگی : تازہ یہہ زمانیکی نہیں نیرنگی
ہمنی بہی کیا نامیکا لکھنا موقوف : اب اپنی قلم کو نہیں یہی عذر لنگی

ہی جسم میرا اور نہ جان ہی باقی : تربت میں نہ کوئی استخوان ہی باقی
گذرا ہی خدا تو امتحان تا دم زیست : ہر بت کا ہنوز امتحان ہی باقی

گیر عروج دو روزہ ہی تو کیا کاتا ہی : پہر سوی حضیض آسمان لاتا ہے
ٹلکا جو ہوا ہی اوڑکی ہوتا ہی بلند : آخر وہ زمین پر ضرور آتا ہے

عزیز القدر من مرزا محمد : باقبال و بہمت باد ابیہے
چہ خوش تاریخ جستم صحبت او : سلامت باکرامت باد لیے

بجن

چون شفا مر برای محمد یافت نصیب | شد ز بچه زینت شهر و رد وعید
گفت تاریخ نصیب | صحت نور چشم باد سعید

یا علی آورده ام پیش تو فریاد از فلک | میرود هر لحظه بر من جور و بیداد از فلک
ما چون پرسیده ام سال تخلص آن | گفت دل زار رسیده بر من بیداد از فلک

شکر ایزد خالق آدم از گل | یافت دلبند شفای کامل
روح در قالب من باز رسید | مرغ خوش‌خوان بچمن باز رسید
هوش وارفته رسیده دیگر | آرمیده ست رمیده دیگر
چشم از خواندن خط شد روشن | اشکها شد بچراغ چشم روغن
باد ان لخت دل مه طلعت | صد و سی سال بجاه و حشمت
نور چشم پدر و مادر باد | صاحب اولاد نکو و فر باد
علم در سینه او نافع باد | اختر طالع او طالع باد
در همه عمر نداند غم چیست | غم خود چیست غم عالم چیست
سال صحت قلم شکر فشان | زد رقم شکر خداوند جهان

ای ثروت و نعمت تو افزون بادا — [illegible] اعدای تو [illegible]
شمشیر چو یافتی نوشتم تاریخ — شمشیر مبارک همایون بادا

جناب محسن الدوله بهادر — باوج جاه همچون آفتاب است
ندیم خاص سلطانت بینک — بروی حمله اعدا فتح یاب است

مژده بادا دلا که باد بهار — بگلستان از [illegible] وزید
غنچه‌های مراد من بشکفت — تازه گلهای عشرتم خندید
سبز شد دوحه تمنایم — ثمر سور داد نخل امید
خنده بخواست میرسد بلبم — خرمی در دلم چنان بالید
شکر حق میرزا محمد [illegible] — شب مسعود کدخدا گردید
آن شبی کاندران امام زمان — متولد شده بلطف حمید
لیلة الاربعا و پانزدهم — صیغه خوانند عالمان رشید
بشب پنجشنبه محمود — نوع و شش بخانه‌اش برسید
صد و سی سال هر دو عیش کنند — هردم اقبال و جاه باد مزید

[illegible]

183

پسر او الہی نیک بخت تا جنا | بہر آل رسول پاک بے مجید
شادیا در خندہ و الذیش را | این عروسی و این خوشی این عید

گفت تاریخ این فرح

جشن و عیش و نشاط باد سعید

دلا نواب آصف جاہ مغفور | ازین دار فنا شد بای افسوس
ندا آمد پی تاریخ از غیب | دکن تاریک شد ای وای افسوس

محرم شب شنبہ و ہفتم دریغا | رسیدہ اجل بر سر غمگسارم
چو یک پاس ماند از شب یکشنبہ | سوی خلد رفت آن نکیب و قرارم
با برار مبعوث کرداند او را | ز الطاف غفار امیدوارم
دلا از پی سال تاریخ فوتش | بگو حیف ہیہات بے و قرارم

وقال مجش الدولہ بہادر

بسالش مہ تابان ہر دم زیادہ | فزون صبح و مسا باد الہا
دو شہزادہ را عطا شاہ جہان گیر | خطاب بادشا باد الہا
| مبارک این عطا باد الہا

رقم زد بطرز تاریخ   ممدت تیز خنده باد الهنا

جان نلب آمد مرا از عقاب طباخ آه   می نبرد خاگینه یا مارگریه از بهر من
چون دگر باره خطا بنمود سال عیسوی   گفت دل یار بخیه آن سفره از بهر من

دزد در خانهٔ ناسخ چو زده نقب امشب   نه زر و سیم نه مس برد خجل آمد بیرون
بهر تاریخ مسیحی ببریدم سر دزد   دزد از خانهٔ مفلس بخجالت آمد بیرون

جناب نجابت علیخان بهادر   که دارد نجابت بنامش افاخر
هم خود و کان حیا کوه تمکین   زبان داشت حق گوی هم چشم حق بین
سنه خند بریده مصلا گزیده   لگد زد به بنا و عقبی گزیده
بغواصی قلزم دین و ایمان   بکف آمدش در توحید و عرفان
شب و روز میداشت شغل عبادت   شد اکنون مقیم ریاض از زیارت
الهی بابرار محشور بادا   بارواح اخیار مغفور بادا
شده سال فقدان آن پاک مذهب   بهشت برین باد ماوای یارب

نوشتم بهر مصرع تاریخ نوشتن ها ها — ز دنیا چار سال رفته صد حیف

نمود غصب خطوط مرا هزار افسوس — مباد روز جزا آن جفا شعار امین

نوشت کاتب اعمال اولی تاریخ — سیاه همچو قلم باد روی این خاین

فرسود بکف هزار جامه الواسی — هم ریخت فرو هر دو بال جامه الواسی

چون گشت تلف خطوط گفتم تاریخ — شد حیف تلف چهار نامه الواسی

داد حق نوری حسام الدوله را — کرد دلها را العشرت تا قرین

گفت تاریخ سال مولود سعید — هست دلبند سعادتمند این

رفت و اویلا ازین دار فنا — سید عالی نسب والا حسب

نام او بوده محمد با علی — بعد ازین سید است افیونی لقب

یادگاری بود از مرزا قتیل — هر دو می بودند یکجا روز و شب

از وفات آن محب بی ریا — جان من افتاد در رنج و تعب

یا الهی بهر ختم المرسلین — باد در فردوس جایش [illegible]

زی

... سال تاریخ وفات گفت شنبه و بیستم و ماه رجب

نامه ام از وطن رسید امروز … کاندر الست این خبر جان‌سوز

یعنی آن نونهال گل رخسار … داد سر چون انار اشکبار

از سر نابسوخته بر خویش … لاله‌سان یافت داغ یاسمنش

خالق بار لطف کرد بر او … آتش شعله در نشست بر او

بطفیل ملک خلد و جحیم … نار را گرد باغ ابراهیم

صد و سی سال چون گل خورشید … خنده زن باد آن گل امید

سال تاریخ طبع کامل ما … زد رقم حیف سوخته دل ما

مولد نور همین بود و از بهر … کرد شادان خاطر ما و بسی

گفت سال میلادش بجواب … صبح طالع شد بر آمد آفتاب

دریغا ازین دار فانی گذشت … حکیم طبیب لطیف ظریف

خرد گفت سال وفاتش ز ما … صد افسوس میرزا محمد شریف

… ناگه … بریاض عدم ز باغ … جو د

گفت سال وفات او   حیف و یکی جمعه بود

این دار لطف صفر بجمعه   شده بای مرزا علیخان بهادر
خرد گفت سال سنین وفاتش   که ای وای مرزا علی خان بهادر

از وفات جناب شاه زمن   گوییا عالمی هلاک شده
دیگر گردید بهر ما دوزخ   به بهشت آن جناب پاک شده
دامن عقل و هوش رفت از دست   جیب صبر و قرار چاک شده
دیده باشد بحالتش نمناک   سینه تا آه دردناک شده
گفت تاریخ مصرع استاد   ای لب ارزو که خاک شده

بهر بوالحسن تکلم به نبی از رنج علی   زینجهان رفت بفردوس جناب بیگم
سال تاریخ وفاتش ز خرد گفت   هی هی آدینه نصف و یکم شهر سوم

زینجهان رفت بایام رضاعت محو بش   قرة العین امیر الامرا سبب اجل

هر دو صفت چو ابوذر بصفاوت سلمان   همچو رستم بشجاعت بسخاوت حاتم

خود فرقان بسر و ورع احادیث بسر   زانکه او بود باقلیم شریعت حاکم

بود در صنعت موجود وجود صانع   متفکر شده مشاغل دایم

بهر ای حکما بود حکیم حاذق   علم او بود ز اسقام صحیح و سالم

خشک نان پاره شبانگاه تناول میکرد   همچو ماه رمضان بود همیشه صایم

نفرت از جملهٔ لذات جهان فرمود   آنچه لازم نبود خود بگرفته لازم

گفت روح القدس هکر سنین فوتش

یا الهی بجنان باد بموسی کاظم

بلبل نغمه سرا نوحه گر است   گشت ماتمکده باغ ایجاد

گل سپید لباس سوسن   گریه چون جوی کند شمشاد

جای بو خاک بسر هست نسیم   زلف سنبل بکف صرصر داد

نام او میرزا کاظم علی است   آنکه با درجمن خلد نهاد

اندرین باغ چو گل نگهت ما   بود از قید تعلق آزاد

حامی مذهب اثنا عشری   ماحی کفر و صف اهل والحاد

چشمها اره توفیق نمود   در تحقیق سند نها بکشا

طهوس

طائر روحش با ایام حیات　　بود هم پرواز با روح الامین

درمیان عالمان روزگار　　یافت طبع متین عقل رزین

بود او راکب به کشتی نجات　　بود او مستمسک حبل المتین

پیرو ارشاد ختم الانبیا　　عاشق زار امیر المومنین

چشم ظاهر رفت اگر بروانش شکست　　دیده دل بود او را دوربین

روزه با امید است چون شاه نجف　　مینمود افطار با نان جوین

هر لب نان جوین بود این سخن　　تا رگ لذت نیابند این چنین

عیسی این عهد گر خوانم بجاست　　مینمودی روز و شب احیای دین

هست تاریخ وفات آن جناب　　عرش اعلی شد ز فیض وی زمین

جناب میرزا کاظم علی خان　　ز دنیا شد سوی فردوس عازم

زبان و دل موافق بود او را　　نمانده با عمل در دهر عالم

همیشه بود آن عالی مناقب　　بهر شب قایم و هر روز صایم

محب قایم آل عبا بود　　از او دین محمد بود قایم

به تسبیح و به تحمید و به تهلیل　　چو دل بوده زبان مشغول دایم

۱۲۰۵

S.F. BAIRD, T.M. BREWER AND R. RIDGWAY

A History of North American Birds. Land Birds; illustrated by 64 chromo-lithographed plates and 593 woodcuts.

Boston, 1875

This edition is extra-illustrated by 36 full page hand-coloured drawings of birds by Robert Ridgway, of which this of the Blackburnian warbler is a fine example.

S.F. BAIRD, T.M. BREWER AND ROBERT RIDGWAY

The water birds of North America.

Boston, 1884

Some of the text figures in this copy are coloured by hand.